حال احوال

تاریخ وار ملکی اور غیر ملکی زرعی خبریں

مئی تا اگست 2019

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی

اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

روٹس فار ایکوٹی

حال احوال

تاریخ وار ملکی اور غیر ملکی زرعی خبریں

مئی تا اگست 2019

مدیر

عذرا طلعت سعید

ترجمہ و ترتیب

جنید احمد

فدا حسین

آصف رضا

خالد حیدر

روٹس فار ایکوٹی

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
مخففات	vii
نکتہ نظر	x
الف۔ ملکی زرعی خبریں	1-83
I۔ زرعی پیداواری وسائل	1-13
زمین	1
پانی	4
کسان مزدور	12
II۔ زرعی مداخل	13-19
صنعتی طریقہ زراعت	13
بیج	15
کھاد	17
زرعی قرضے	18
III۔ غذائی فصلیں، پھل سبزی، نقد آور فصلیں و اشیاء	19-39
غذائی فصلیں	25
پھل اور سبزی	31
نقد آور فصلیں	33
اشیاء	37
IV۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی	40-43
مال مویشی	40

ماہی گیری	41
مرغبانی	42
V۔ تجارت	43-47
برآمدات	43
درآمدات	47
VI۔ کارپوریٹ شعبہ	48-57
زرعی کمپنیاں	48
غذائی کمپنیاں	49
کارپوریٹ لابی	51
VII۔ بیرونی امداد	57-59
عالمی بینک	58
جاپانی امداد	59
VIII۔ پالیسی	59-68
کسان لابی	60
نیولبرل پالیسیاں	60
پیداوار	67
پانی	68
ماحول	68
IX۔ ماحول	69-71
زمین	69
پانی	69
فضاء	70

آلودگی، صحت و تحفظ	71
X۔ موسمی تبدیلی	71-73
عالمی حدت	71
موسمی بحران	72
XI۔ غربت اور غذائی کمی	73-78
غربت	74
غذائی کمی	75
XII۔ قدرتی بحران	78-80
سیلاب/ بارشیں	78
XIII۔ مزاحمت	80-83
زرعی مداخل	80
ماہی گیری	80
پانی	81
ب۔ بین الاقوامی زرعی خبریں	84-94
I۔ زرعی پیداواری وسائل	84
زمین	84
II۔ زرعی مداخل	84-85
صنعتی طریقہ زراعت	84
III۔ غذائی فصلیں، پھل سبزی، نقد آور فصلیں و اشیاء	85
اشیاء	85
IV۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی	85-86
مرغبانی	85

V۔ تجارت	86
برآمدات	86
VI۔ کارپوریٹ شعبہ	86-87
زرعی کیمیائی کمپنیاں	86
VII۔ بیرونی امداد	87
عالمی بینک	87
VIII۔ پالیسی	87-88
نیولبرل پالیسی	87
IX۔ ماحول	88-90
X۔ موسمی تبدیلی	90-91
موسمی بحران	90
XI۔ غربت اور غذائی کمی	91-92
XII۔ قدرتی بحران	92-93
بارشیں رطوفان	92
XIII۔ مزاحمت	93-94

مخففات

APTMA	All Pakistan Textile Mills Association
ATDC	Agri-Tourism Development Corporation of Pakistan
ATM	Automated Teller Machine
BISP	Benazir Income Support Programme
BoR	Board of Revenue
CNG	Compressed natural gas
CPEC	China Pakistan Economic Corridor
CRBC	China Road and Bridge Corporation
DAP	Diammonium Phosphate
DFID	Department for International Development
DNA	Deoxyribonucleic Acid
DPP	Department of Plant Protection
EPA	Environmental Protection Agency
EPTL	Engro Powergen Thar Private Limited
EZDMC	Economic Zones Development and Management Company
FAO	Food and Agriculture Organization
FBR	Federal Board of Revenue
FRC	Fertilizer Review Committee
GIDC	Gas Infrastructure Development Cess
GST	General Sales Tax
IMF	International Monetary Fund
IRSA	Indus River System Authority
ISMA	Indian Sugar Mills Association
KBP	Kisan Board Pakistan
KCA	Karachi Cotton Association
LCCI	Lahore Chamber of Commerce and Industry
LNG	Liquefied Natural Gas
NARC	National Agricultural Research Centre
NDC	National Development Council
NFA	National Fortification Alliance
NFDC	National Fertilizer Development Centre
NGO	Non-Governmental Organization

NHA	National Highway Authority
NNS	National Nutrition Survey
NOC	No Objection Certificate
PASSCO	Pakistan Agricultural Storage and Services Corporation
PCGA	Pakistan Cotton Ginner's Association
PDMA	Provincial Disaster Management Authority
PFA	Punjab Food Authority
PFMA	Pakistan Flour Mills Association
PFVA	All Pakistan Fruit and Vegetable Exporters, Importers & Merchants Association
PIDA	Punjab Irrigation & Drainage Authority
PKI	Pakistan Kissan Ittehad
PPA	Pakistan Poultry Association
PPA	Pakistan Pediatric Association
PSDP	Public Sector Development Programme
PTDC	Pakistan Tourism Development Corporation
REAP	Rice Exporters Association of Pakistan
RRI	Rice Research Institute
RSEZ	Rashakai Special Economic Zone
SAI	Sindh Abadgar Ittehad
SCA	Sindh Chamber of Agriculture
SCF	Sindh Community Foundation
SECMC	Sindh Engro Coal Mining Company
SECP	Securities and Exchange Commission of Pakistan
SEZ's	Special Economic Zones
SIDA	Sindh Irrigation and Drainage Authority
SIRA	Sindh Industrial Relations Act
SMART	Strengthening Markets for Agriculture and Rural Transformation in Punjab
TCP	Trading Corporation Of Pakistan
TDAP	Trade Development Authority of Pakistan
UNDP	United Nations Development Programme
UNIDO	United Nations Industrial Development Organization
WAPDA	Pakistan Water & Power Development Authority
WFP	World Food Programme
WTO	World Trade Organization
ZTBL	Zarai Taraqiati Bank Limited

آپ کی سہولت کے لیے

ایک ملین	=	1,000,000	=	دس لاکھ
دس ملین	=	10,000,000	=	ایک کروڑ
ایک بلین	=	1,000,000,000	=	ایک ارب
دس بلین	=	10,000,000,000	=	دس ارب
سو بلین/ٹریلین	=	1,000,000,000,000	=	ایک کھرب
ایک ہیکٹر	=	2.471 ایکڑ		
ایک ٹن	=	1,000 کلوگرام	=	25 من
ایک من	=	40 کلوگرام		

نقطہ نظر

حال احوال مئی تا اگست، 2019 کے شمارے میں پالیسی سازی کے حوالے سے کئی اہم خبریں ہیں۔ شاید یہ خبر بھی اہم تصور کی جاسکتی ہے کہ پنجاب کابینہ نے لینڈ لیز پالیسی کے تحت 120,700 ایکڑ زمین 30 اضلاع کے کسانوں میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ سمجھنا زیادہ مشکل نہ ہوگا کہ یہ اعلان بھی دراصل کسانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکے جانے کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہی ہے۔ کسان وعوام دوست اعلانات تو بہت ہوتے ہیں، فیصلے بھی کیے جاتے ہیں لیکن ان پر عمل درآمد شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ اس نئے اعلان کے مطابق زمین کسانوں میں تقسیم کردی جائے تو بھی پنجاب کے دیہی معاشرے پر کیا اثر پڑے گا؟ جس صوبے میں ملک کی 50 فیصد سے زائد آبادی بستی ہو، 120,700 ایکڑ زمین 12.5 ایکڑ فی کس کے حساب سے مجموعی طور پر صرف 9,656 کسانوں کو ہی حاصل ہوسکے گی۔ جب ملک میں کروڑوں کسان بے زمین ہوں تو اس طرح کے فیصلے کسانوں کے ساتھ صرف دھوکہ دہی کے مترادف ہی تصور کیے جاسکتے ہیں۔ پنجاب کابینہ کے اس فیصلے کے ساتھ ساتھ سندھ کابینہ کے بھی ایک اہم فیصلے پر نظر دوڑا لیتے ہیں۔ سندھ کابینہ نے ''سندھ ویمن ایگری کلچرل ورکرز ایکٹ 2019'' منظور کرلیا ہے۔ خبر کے مطابق اس قانون کا مقصد دیہات میں رہنے والی عورتوں کو بااختیار بنانا ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ یہ ایکٹ سندھ اسمبلی سے کب منظور ہوتا ہے اور کب اس پر عمل درآمد شروع ہوتا ہے۔

ایک طرف کچھ کسانوں کے لیے پرکشش خبریں ہیں اور دوسری طرف اتنی ہی کسان دشمن پالیسی سازی بھی واضح ہے۔ مثال کے طور پر اس سال پنجاب میں کسانوں سے 6.250 ملین ٹن گندم خریدنے کا ہدف مقرر کیا گیا تھا لیکن ہدف سے 35 فیصد کم گندم خریدی گئی۔ نا صرف ہدف سے کم گندم خریدی گئی بلکہ کسانوں کے لیے امدادی قیمت بڑھانے کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ اس حوالے سے خود پنجاب حکومت کے اعلیٰ افسران کے بیان میں تضاد پایا جاتا ہے۔ چیف سیکریٹری پنجاب یوسف نسیم کھوکھر کے مطابق گندم کی 1,300 روپے فی من قیمت غیر حقیقی اور مصنوعی ہے، جبکہ 1,375 روپے فی من مناسب قیمت ہے۔ لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب عثمان بزدار نے گندم اور آٹے کے پرانے نرخ برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔

سندھ حکومت نے اس سال کسانوں سے گندم خریدی ہی نہیں!

فیڈرل بورڈ آف ریونیو نے 80 کلو کی آٹے کی بوری پر 17 فیصد جنرل سیلز ٹیکس نافذ کردیا۔ اس ٹیکس کے نفاذ کے نتیجے میں نان بائیوں کو فراہم کی جانے والی 80 کلو کی آٹے کی فی بوری کی قیمت میں اضافہ اور اس اضافے کا بوجھ صارفین پر منتقل ہونے کا خدشہ ظاہر کیا جارہا تھا جو بالکل صحیح ثابت ہوا۔ مل مالکان نے 80 کلو آٹے کی بوری کی قیمت میں 25 فیصد اضافہ کردیا اور تندوری نان کی قیمت 10 روپے سے بڑھ کر 12 روپے ہوگئی ہے۔ یہ سب کچھ ایسے ملک میں ہورہا ہے کہ جہاں پچھلے کئی سالوں سے بلکہ اس سال بھی کہ جب طوفانی بارشوں کی وجہ سے گندم کی پانچ فیصد پیداوار کو نقصان پہنچا ہے۔ گندم کی پیداوار ملک کی ضرورت سے زیادہ ہے بلکہ تقریباً ہر سال ہی گندم برآمد بھی کی جارہی ہے۔ انتہا یہ ہے کہ عوام کی بنیادی خوراک روٹی کی قیمت اس قدر بڑھائی جائے جہاں پہلے ہی بھوک اور غربت کے اشاریہ بلند ہوتے جارہے ہیں۔ قومی غذائی سروے 19-2018 کے مطابق پاکستان کی عوام شدید غذائی کمی کا سامنا کررہی ہے اور غربت کی وجہ سے تقریباً 50 فیصد سے زائد خاندانوں کو یومیہ دو وقت کا کھانا دستیاب نہیں۔ غذائی کمی کے شکار ہونے والوں میں سب سے زیادہ تعداد سندھ اور بلوچستان کے بچوں کی ہے۔ دونوں صوبوں میں نشوونما میں کمی کے شکار (اسٹنٹیڈ) بچوں کی شرح بالترتیب 45.5 فیصد اور 46.6 فیصد ہے۔ مزید یہ کہ سندھ میں 40 فیصد بالغ لڑکیاں خون کی کمی کا شکار ہیں۔ ان حالات میں مزید ستم یہ ہے کہ دادو، سندھ میں محکمہ خوراک سندھ کے 11 ملازمین اور دو تاجروں پر 431 ملین روپے مالیت کی 194,000 گندم کی بوریاں غبن کرنے کا الزام لگایا گیا ہے جن کے خلاف محکمہ انسداد بدعنوانی نے مقدمہ درج کردیا ہے۔

قصہ یہیں ختم نہیں ہوتا۔ ملک میں بڑے پیمانے پر بھوک اور غذائی کمی کا حل نوآبادیاتی سوچ کے حامل امیر صنعتی ممالک اپنی منافع خوری کے لیے فراہم کررہے ہیں۔ صنعتی کیمیائی زراعت سے زمینوں کی زرخیزی اور توانائی برباد ہونے کی وجہ سے ناقص غذا کی پیداوار آج عوام میں غذائی کمی کی وجہ ہے۔ اس مسئلہ کا حل سرمایہ دار کمپنیوں اور ان کے سامراج دوست اداروں نے تیار غذائی اشیاء میں مصنوعی غذائیت کی ملاوٹ کی صورت میں دیا ہے۔ نیشنل فورٹیفیکیشن الائنس پاکستان نے عالمی غذائی پروگرام اور

آسٹریلیا کی حکومت کے تعاون سے غذائی کمی سے نمٹنے کے لیے آٹے میں مصنوعی غذائیت شامل کرنے (فورٹیفیکیشن) کے منصوبے کا آغاز کیا ہے۔ اسی طرز کا ایک اور مصنوعی غذائیت شامل کرنے کا منصوبہ برطانوی امدادی ادارے کے تعاون سے جاری ہے جس کے تحت 70 فیصد آبادی کو مصنوعی اضافی غذائیت کا حامل خوردنی تیل فراہم کیا جائے گا اور 50 ملین سے زائد افراد کو مصنوعی غذائیت کے حامل آٹے تک رسائی فراہم کی جائے گی۔ لگتا ہے کہ ان امدادی اداروں کے ارادے کافی سنگین ہیں کیونکہ عالمی غذائی پروگرام کے نمائندہ کا بیان ہے کہ ملک میں بڑی آٹا ملوں میں مصنوعی غذائیت شامل کرنے کا عمل شروع ہوچکا ہے لیکن خرد غذائیت کی کمی کو دور کرنے کا ہدف اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک (چھوٹی) آٹا چکیوں کی پیداوار میں بھی مصنوعی غذائیت شامل نہ کی جائے۔ اب شاید اسی بنیاد پر چھوٹی آٹا چکیاں بند کروا کر ایک اور عوامی روزگار پر ڈاکہ ڈالنے کی منصوبہ بندی ہورہی ہے۔ خیال رہے کہ بڑی ملیں پیداوار میں مصنوعی اضافی غذائیت شامل کرنے کے لیے جدید ٹیکنالوجی غیر ملکی کمپنیوں سے خریدتی ہیں۔ یعنی مصنوعی غذائی اجزا کی ملاوٹ منافع خور کمپنیوں کے لیے ایک منافع بخش منڈی ہے۔ ناصرف مشینیں بلکہ مصنوعی غذائی اجزاء بھی ان کمپنیوں کے لیے ایک بہت مہنگی منافع بخش منڈی ہے۔

پاکستانی ریاست پر سامراجی اثرات تو واضح ہیں لیکن ملک کے اندر اشرافیہ طبقے کا اثر و رسوخ بھی کچھ کم نہیں۔ سرمایہ داروں کی ایماء پر حکومت کے کالے قوانین کا نفاذ عروج پر ہے۔ پاکستان کی ہر حکومت سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے لیے الگ اور مزدور کسان کے لیے الگ قانون بناتی ہے۔ یعنی طبقاتی فرق عروج پر ہے اور تحریک انصاف کی نئی حکومت نے بھی کچھ مختلف نہیں کیا۔ گیس انفرا اسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی) کی مد میں سابقہ حکومتیں سرمایہ داروں پر واجب الادا رقوم وصول کرنے میں ناکام رہیں۔ دسمبر، 2018 کے اختتام تک جی آئی ڈی سی کی مد میں کل واجبات 416 بلین روپے تھے۔ اب پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی ایک ذیلی کمیٹی کے اجلاس میں ڈائریکٹر جنرل گیس کی جانب سے دیے گئے ایک بیان کے مطابق حکومت ایک صدارتی آرڈیننس جاری کرنے کے عمل میں ہے۔ مجوزہ آرڈیننس کے مطابق چار صنعتی شعبہ جات کیمیائی کھاد، کپڑا، بجلی کی پیداوار اور مائع قدرتی گیس پر واجب الادا جی آئی ڈی سی کی نصف رقم معاف کردی جائے گی۔ خبر کے مطابق یہ شدید ناانصافی ہے کیونکہ چھوٹے غریب

کسانوں نے یہ واجبات پہلے ہی ادا کردیے تھے لیکن صنعتکاروں نے اسے قومی خزانے میں جمع کرنے سے انکار کردیا اور عدالت سے رجوع کرلیا۔ اسی طرح کی ایک اور خبر بھی قابل غور ہے۔ کینو کے کاشت کاروں نے آنے والے موسم میں کینو کی قیمت فروخت 600 روپے فی من (40 کلو گرام) مسترد کردی ہے۔ فیڈریشن آف پاکستان چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری کی قائمہ کمیٹی برائے باغبانی کے سابق چیئرمین احمد جواد کے مطابق پچھلے سال کینو کی قیمت فروخت 850 روپے فی من تھی۔ اس سال ڈی اے پی، پوٹاش اور یوریا کھاد کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں جبکہ ڈیزل کی قیمت ریکارڈ بلند سطح پر ہے۔ ان کے مطابق سرکاری اداروں میں موجود کچھ گروہ سرگودھا میں پروسسنگ کارخانوں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کررہے ہیں۔

پاکستانی زراعت پر سرمایہ داری کے غلبہ کے لیے بڑے پیمانے پر منصوبہ بندی ہوچکی ہے۔ وفاقی بجٹ پیش کرتے ہوئے یہ بیان دیا گیا ہے کہ زرعی شعبے کی ترقی کے لیے صوبوں کی مشاورت سے 280 بلین روپے کا پانچ سالہ منصوبہ شروع کیا جارہا ہے۔ اس پروگرام کے تحت صوبوں میں مختلف منصوبے نظر آرہے ہیں۔ جہانگیرترین جن کے پاس کوئی حکومتی عہدہ نہیں ہے لیکن ان کی سربراہی میں قائم خصوصی کمیٹی نے زراعت، ماہی گیری اور مال مویشی شعبہ میں بڑھوتری کے لیے 97.5 بلین روپے کے نئے منصوبوں کا آغاز کیا ہے۔ ایک پریس کانفرنس میں جہانگیرترین نے ''نیشنل ایگریکلچر ایمرجنسی پروگرام'' جس کی لاگت 309.7 بلین بتائی گئی کا ذکر کیا۔ اگرچہ یہ واضح نہیں کہ یہ ساری خبریں نیشنل ایگریکلچر ایمرجنسی پروگرام سے وابستہ ہیں لیکن بہرحال تمام منصوبے زراعت اور اس کے ذیلی شعبوں سے جڑے ہیں۔ یہ منصوبے پانچ شعبہ جات میں 16 منصوبوں پر مشتمل ہیں۔ منصوبے کے تحت پنجاب میں اہم فصلوں گندم، چاول، کپاس، روغنی بیج اور گنے کی پیداوار میں 15-10 فیصد اضافے پر توجہ دی جائے گی۔ 400 ملین روپے لاگت پر مبنی ایک مخصوص منصوبہ کوآپریٹو فارمنگ کا ہے جس کے تحت 137 دیہی تنظیمیں قائم کی جائیں گی۔ اس منصوبہ میں شامل کسانوں کی تربیت کے لیے 137 گشتی اسکول اور مداخل فروخت کرنے والے 14 مراکز کا قیام عمل میں لانا شامل ہے۔ پنجاب کے لیے مزید منصوبوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے جن میں ''زرعی کریڈٹ کارڈ''، اعلیٰ قدر والی فصلوں کا فروغ، زیتون کی کاشت، شہد کی پیداوار سے زرمبادلہ کا حصول اور ادویات سازی میں استعمال ہونے والی فصلوں کو قومی دوا سازی اور زرمبادلہ کے

حصول کے لیے فروغ دینا شامل ہے۔

بلوچستان میں مال مویشی شعبہ میں نجی سرمایہ کاروں کو راغب کرنے کے لیے مراعات پیش کی جائیں گی۔ بلوچستان کے مال مویشی شعبہ پر مختلف امدادی اداروں کی نظر ہے۔ مثلاً اقوام متحدہ کا ادارہ برائے خوراک و زراعت اور جاپان اس شعبہ کے لیے امداد فراہم کررہے ہیں۔ اس منصوبے کا مقصد نئی ٹیکنالوجی کے ذریعہ مویشیوں کے گوشت اور پھلوں کی پیداوار کو مستحکم کرنا ہے۔ نیولبرل پالیسی سازی کی ہوا شاید عالمی بینک دے رہا ہے کیونکہ اس کے ایک چار رکنی وفد کے مطابق عالمی بینک کا مخصوص منصوبہ اسٹرینتھنگ مارکیٹس فار ایگریکلچر اینڈ رورل ٹرانسفورمیشن ان پنجاب (جس کو سمارٹ کا نام بھی دیا جارہا ہے) کا مقصد فصلوں اور مال مویشی رکھنے والے کسانوں کی پیداوار بڑھانا ہے۔ افسوس اس پالیسی کو عملی جامہ پہنانے میں ہمارے ملک کے کاروباری حلقے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ مثلاً ایوان صنعت وتجارت لاہور کے صدر کا کہنا ہے کہ ''افسوس ہے کہ مال مویشی شعبے کی ترقی کے لیے یہاں کوئی جینیاتی تبدیلی کا منصوبہ موجود نہیں''۔ ان کے خیال میں ڈیری شعبہ کی پیداوار کو بہتر بنانے کے لیے مویشیوں کی نسل کو جینیاتی طور پر بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید یہ کہ زرعی شعبہ کا انتظام آزاد منڈی کے اصولوں کی بنیاد پر ہو جس کے تحت حکومت کا کردار محدود اور کمپنیوں کو براہ راست کسانوں سے اجناس خریدنے کے لیے قوائد و ضوابط تشکیل دینے کے اقدامات کیے جارہے ہیں۔ زرعی اجناس کی اضافی پیداوار کی آزادانہ برآمد پر بھی زور دیا گیا ہے۔

ان تمام پریشان کن خبروں سے ایک خبر سے کچھ تقویت حاصل کی جاسکتی ہے۔ سیکریٹری وزارت قومی غذائی تحفظ وتحقیق ڈاکٹر ہاشم پوپلزئی نے قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی کو آگاہ کیا ہے کہ رپورٹس کے مطابق جینیاتی فصلوں میں استعمال ہونے والے زہریلے اسپرے سرطان کا سبب ہیں اور ملکی زرعی برآمدات کو متاثر کرسکتے ہیں۔ عوام وکسان پر ان زہریلی اشیاء کے نقصانات کو زیادہ اہمیت دی جاتی تو بہتر تھا نہ کہ ملکی زرعی برآمدات کو۔ بحرکیف کم از کم اتنا تو ہوا کہ جینیاتی بیجوں کے استعمال پر کچھ پریشانی کا تو اظہار کیا گیا۔ امید ہے کہ اس حوالے سے حکومت مستقل مزاجی کا مظاہرہ کرے گی۔

بیج کے حوالے سے دیگر کئی خبریں بھی موصول ہوئیں۔ حکومت کے ساتھ ساتھ کمپنیاں بھی اس

شعبہ کو خاص اہمیت دے رہی ہیں۔ حکومت پنجاب چاول، گندم اور گنے کے بیج کی تبدیلی کے لیے ایک منصوبہ تشکیل دے رہی ہے۔ بالخصوص روغنی بیجوں کی پیداوار کے فروغ کے لیے ''نیشنل آئل سیڈ انہینسمنٹ پروگرام'' شروع کرنے جارہی ہے جس پر پنجاب کے تمام 36 اضلاع میں عمل درآمد کیا جائے گا۔ کسانوں کو اعلیٰ معیار کے روغنی بیج فراہم کیے جائیں گے اور کسانوں کو 5,000 روپے فی ایکڑ زرتلافی بھی فراہم کی جائے گی۔ ڈائریکٹر محکمہ زراعت کے مطابق کسانوں میں تصدیق شدہ بیجوں کے استعمال کا رجحان بہت کم ہے۔ پیداوار میں اضافے، فصلوں کی پیداواری لاگت کم کرنے کے لیے تصدیق شدہ بیجوں کی کاشت کے فروغ کے لیے کسانوں کو یہ بیج رعایتی قیمت پر فراہم کیے جائیں گے۔ مزید یہ کہ کسانوں کو گندم کی بیجائی مشین (ویٹ پلانٹر) اور دیگر زرعی مشینری فراہم کی جائے گی۔

بیج کے شعبے میں کمپنیوں کی کارکردگی کی طرف نظر دوڑائیں تو ظاہر ہے کہ یہ بھی اس شعبہ میں بڑھ چڑھ کر متحرک ہیں۔ بائیر کراپ سائنس ڈویژن کی جانب سے جدید زرعی طریقوں کو فروغ دینے اور بائیر کی جدید ٹیکنالوجی زیادہ پیداوار دینے والے بیجوں کی نمائش کے لیے ایک روزہ کسان آگہی پروگرام منعقد کیا گیا۔ اس پروگرام میں کسانوں کو مرغبانی شعبہ کے لیے مکئی کی بطور خوراک بڑھتی ہوئی مانگ اور اس کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لیے جدید زرعی ٹیکنالوجی کو اپنانے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ اس کے علاوہ ایک خبر کے مطابق اینگرو فرٹیلائزرز لمیٹیڈ، اینگرو فاؤنڈیشن اور آسٹریلیا کے امدادی ادارے نے دو سال کی مدت میں 4,000 چھوٹے کسانوں جن میں 600 عورتیں شامل ہیں، کو معیاری بیج کے حوالے سے تربیت فراہم کی۔ اس تربیت کا مقصد بیج کی ترسیلی کڑیوں (سپلائی چین) کا حصہ بننے اور بیج کی پیداوار میں اعلیٰ مہارت پیدا کرنے کے لیے چھوٹے کسانوں کی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا تھا۔

جدھر نگاہ دوڑائیں نیولبرل پالیسیوں کے فروغ کے لیے بھرپور اقدامات نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان نے زرعی اجناس کی کمپیوٹرائزڈ خرید و فروخت یعنی ای ٹریڈنگ اور مخصوص گوداموں میں اجناس کو رہن رکھ کر کاروبار کرنے والی کمپنیوں (کولیٹرل مینجمنٹ کمپنیز) کے لیے کولیٹرل مینجمنٹ کمپنیز ریگولیشن 2019 جاری کردیا ہے۔ پاکستان جیسے ملک میں جہاں شرح خواندگی کم ہے، ایسے جدید خرید و فروخت کا طریقہ کار یقیناً ہمارے دیہات کے کسانوں کے لیے نہیں بلکہ سرمایہ

کاروں کے لیے ہے۔

نجکاری کو فروغ دینے میں عالمی مالیاتی اداروں کا کردار چھپا نہیں اور اس کردار کی ایک واضح مثال بڑے پیمانے پر جنرل سیلز ٹیکس کا نفاذ ہے۔ مقامی کپاس کی پیداوار پر اضافی ٹیکس 10 فیصد ہے اور اب سوتی دھاگے (یارن) پر مزید 17 فیصد جی ایس ٹی لگا دیا گیا ہے۔ پاکستان ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن کے مطابق ان تمام محصولات سے فائدہ صرف کپاس برآمد کرنے والوں کو ہوگا۔ آٹے پر 17 فیصد ٹیکس عائد کیے جانے کی خبر کا ذکر پہلے ہی ہوچکا ہے۔ اس کے علاوہ آٹے سے نکلنے والے چوکر پر بھی 17 فیصد جی ایس ٹی عائد کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی کیمیائی کھاد پر بھی ویلیو ایڈیڈ ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔ ایک طرف بڑے پیمانے پر محصولات عائد کرکے مہنگائی میں شدید اضافہ کیا جارہا ہے اور دوسری طرف حکومت نے بنیادی پیداواری شعبہ خصوصاً چھوٹے کسانوں کے لیے زرتلافی مزید کم کردی ہے۔ ایک خبر کے مطابق آئی ایم ایف کی سخت شرائط کے دباؤ میں حکومت بیج، کھاد اور کیڑے مار زہر پر جی ایس ٹی کی شرح میں کمی سمیت زرعی شعبہ کو دی گئی کچھ مراعات واپس لینے پر غور کررہی ہے۔ پنجاب حکومت نے آئندہ مالی بجٹ میں دی جانے والے زرتلافی میں 60 فیصد کمی کی تجویز پیش کی ہے۔ گندم کی خریداری پر دی جانے والی 27 بلین روپے کی زرتلافی کو صرف ایک بلین روپے اور رمضان پیکیج کے 5.5 بلین روپے کو دو بلین روپے تک محدود کرنے کا عندیہ دیا ہے۔ مزید یہ کہ گندم کی قیمت کے تعین کا فیصلہ منڈی پر چھوڑنے کی تجویز بھی دی گئی ہے تاکہ حکومتی اخراجات کو کم کیا جاسکے۔

نیولبرل پالیسی سازی میں ڈیری شعبہ پر بھی خصوصی توجہ مرکوز ہے۔ ایک طرف ملک میں عوام غذائی کمی اور بھوک سے بلکتی نظر آرہی ہے اور دوسری طرف دودھ جو خاص کر دیہی عوام کے لیے انتہائی اہم غذا ہے، کو اب ''خالص'' اور ''صاف خوراک'' جیسے حربوں کے ذریعے منڈی کے حوالے کیا جارہا ہے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی (پی ایف اے) ڈبلیو ٹی او کے تحت بنائے گئے قوانین کی پیروی کرتے ہوئے، خوراک کے معیار کو بہتر بنانے کے مقاصد پر عمل پیرا ہے۔ اس حوالے سے پی ایف اے نے لاہور میں صارفین کو صحت بخش خالص دودھ کی فراہمی کے لیے کھلے دودھ کی فروخت پر پابندی عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ عجب ہے کہ پورے ملک میں گندگی کے ڈھیر، غذائی فصلوں اور سبزیوں پر زرعی زہر، کیمیائی کھاد اور دیگر

زہریلی اشیاء کے بے تحاشہ استعمال پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ مگر کھلے دودھ کی فروخت پر سخت پابندی عائد کی جارہی ہے۔ لگتا ہے کہ ایسی اصلاحات صرف ان شعبہ جات میں کی جارہی ہیں جو ابھی تک کسان کے اختیار میں ہیں اور انہیں کسان سے چھین کر دراصل منڈی کے حوالے کرنا مقصود ہے۔ اس گٹھ جوڑ کی کچھ خبریں سندھ سے بھی موصول ہورہی ہیں۔ ایک خبر کے مطابق اینگرو فوڈز، جس کو کچھ ہی عرصہ پہلے نیدرلینڈ، فرائس لینڈ کمپنا نے خرید لیا تھا، کی انتظامیہ نے سندھ کے گورنر عمران اسماعیل سے نجی اور سرکاری شراکت داری (پبلک پرائیوٹ پارٹنر شپ) کے تحت ڈیری شعبہ سے جڑے چھوٹے کسانوں کے لیے پائیدار روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور عوام کو محفوظ ڈیری مصنوعات کی فراہمی پر بات چیت کی۔ اینگرو فوڈز کے مینجنگ ڈائریکٹر کا کہنا تھا کہ ملک بھر میں غذائی معیار کو ریگولیٹری اتھارٹیوں کے ذریعہ محفوظ ڈیری مصنوعات کے نظریہ سے ہم آہنگ کرنے کی ضرورت ہے۔ یورپی یونین بھی اس شعبہ میں دلچسپی لے رہی ہے اور اس سلسلے میں بہتر انتظامی طریقوں کی تربیت کے لیے سرمایہ فراہم کررہی ہے۔ اس منصوبے کے تحت اینگرو نے کل 1,263 افراد کو تربیت دی ہے جن میں سے پانچ فیصد عورتیں ہیں۔ ایک خبر کے مطابق تربیت یافتہ منتظم تجارتی ڈیری فارموں پر ملازمت کررہے ہیں۔

یورپی یونین کے علاوہ امریکی حکومت بھی اس عمل میں پیچھے نہیں۔ امریکی محکمہ زراعت کے بین الاقوامی زرعی خدمات کے ادارے نے کہا ہے کہ مستقبل میں امریکہ و پاکستان کے درمیان مشترکہ منصوبوں میں مرغبانی، ماہی گیری اور مال مویشی شعبے میں امریکی سویا بین کا استعمال، جینیاتی مکئی رائج کرنا اور محفوظ خوراک کے یکساں معیارات مقرر کرنے کے لیے مختلف سرکاری محکموں کے ساتھ کام کرنا شامل ہے۔ اس خبر کو ایک اور خبر سے جوڑ کر دیکھنے کی ضرورت ہے۔ وزیر اعظم کے مشیر برائے صنعت و تجارت عبدالرزاق داؤد کے مطابق دیو ہیکل عالمی غذائی کمپنی مثلاً کارگل جیسی کمپنیاں پاکستانی منڈی میں اپنے کاروبار کو بڑھا رہی ہیں جس سے مرغبانی شعبہ کو فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ کارگل جو کہ ایک امریکی کمپنی ہے، نے پاکستان میں اگلے تین سے پانچ سالوں میں 200 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ یعنی ان خبروں سے واضح ہے کہ امریکی اور یورپی یونین کی حکومتیں دراصل اپنی کمپنیوں کو پاکستانی منڈی تک رسائی دلانے کے علاوہ ایسی قانون سازی کے لیے راہ ہموار کررہی ہیں جو ان کی کمپنیوں کے لیے سود مند اور

منافع بخش ثابت ہو۔ خدشہ ہے کہ پاکستان میں صاف خوراک سے متعلق قانون سازی پر اچانک تیز مہم اور فوڈ اتھارٹیوں کا فعال ہو جانا دراصل اس دباؤ کا نتیجہ ہے جو ہماری سرکار پر امیر صنعتی ممالک کی جانب سے ڈالا جارہا ہے۔

افسوس کہ عوامی بدحالی، ہڑتالوں اور احتجاج کا کوئی دباؤ حکومت اور افسر شاہی محسوس نہیں کررہی۔ دیہی معیشت میں ملک کے محنت کش کسان مزدور کئی طرح کے بحران کا سامنا کررہے ہیں۔ ایک طرف بارشوں اور پھپھوندی جیسی بیماریوں سے گندم کی فصل متاثر ہوئی، پانی کی شدید کمی کی وجہ سے کئی فصلوں کی پیداوار کم ہوگئی، کپاس جیسی اہم فصل کی پیداوار میں 17.4 فیصد کمی اور دوسری طرف ملک بھر میں ٹڈی دل کا شدید حملہ جاری ہے جس سے فصلوں کو شدید نقصان ہورہا ہے۔ بلوچستان سے لے کر پنجاب تک اس وبا نے تباہی پھیلائی ہے۔ گوکہ ٹڈی دل کے حملے سے کل نقصانات کا ابھی اندازہ نہیں لگایا گیا لیکن اسٹیٹ بینک کی سہاہی رپورٹ کے مطابق 2018-19 میں اہم فصلوں چاول، گنا، کپاس اور گندم کی پیداوار میں کمی دیکھی گئی ہے۔ پیداوار میں کمی کی وجہ زیر کاشت رقبہ میں کمی جس کی بنیادی وجہ زرعی مداخل کی بڑھتی ہوئی قیمتیں اور پانی کی شدید قلت بتائی گئی ہے۔ پاکستانی عوام کی غذائی کمی کے حالات پہلے ہی پیش کیے جاچکے ہیں۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ ایک طرف غذائی و موسمی بحران ہے اور دوسری طرف اقتصادی بحران۔ مہنگائی سے روزمرہ یا ضروریات زندگی کی اشیاء و خدمات عوام کی قوت خرید سے دور ہوتی جارہی ہیں اور اب یہی حالات پیداواری مداخل کے معاملے میں بھی ہیں۔ ملکی صنعت کو پہلے ہی کمزور کرکے ناکارہ کردیا گیا ہے اور اب پوری کوشش ہے کہ زرعی شعبہ بھی پیداوار کے قابل نہ رہے۔ یہی وہ حربے ہیں جن کے ذریعہ غیر ملکی ہمارے قدرتی وسائل، خام مال اور مزدور پر کل اختیار قائم کرلیتے ہیں۔

سامراجیت کے بڑھتے ہوئے ہتھکنڈوں کی خبریں دنیا بھر سے موصول ہورہی ہیں۔ ایک خبر کے مطابق 164 افراد اپنے گھر، زمین اور قدرتی وسائل، درختوں کی کٹائی اور دیگر وسائل کے کمپنیوں سے تحفظ کی جدوجہد کی پاداش میں قتل کردیے گئے۔ عالمی سطح پر یہ رجحان دیکھا جارہا ہے کہ زمین اور ماحولیاتی کے تحفظ سے جڑے کارکنان اور مقامی آبادیوں کو اپنے حقوق کے تحفظ کے جرم میں دہشت گرد، مجرم اور چور قرار دیا جارہا ہے۔

عالمی سطح پر بڑے سامراجی ممالک کے درمیان میں تنازع بڑھتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ مثلاً حال ہی میں امریکہ کے صدر ٹرمپ نے عالمی تجارتی ادارے (ڈبلیو ٹی او) سے نکل جانے کی دھمکی دی ہے اور روس نے اظہار خیال کیا کہ اس طرح اس ادارے کا وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔ خیال رہے کہ ڈبلیو ٹی او (WTO) وہ دیوہیکل ادارہ ہے جس نے عالمگیریت اور نیو لبرل پالیسی سازی کو دنیا میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر نافذ کیا تھا اور اس پر عمل درآمد میں امریکہ کا سب سے بڑا ہاتھ تھا۔ اسی طرح چین اور کینیڈا کے درمیان سفارتی تناؤ بھی واضح ہے جس کے تحت چین نے کینیڈا سے آنے والی کینولا کی کھیپ کو روک دیا ہے۔ یہ سارے معاملات اس عالمی رسہ کشی کا ثبوت ہیں جو بڑے سرمایہ دار ممالک کے درمیان قدرتی وسائل اور منڈی پر قابض ہونے کے نتیجے میں سامنے آ رہی ہے۔ عالمی سطح پر سیاسی و معاشرتی کارکنوں کے خلاف ریاستی تشدد اس رسہ کشی کا ایک اور رخ ہے۔ یہ موقع مقامی سطح پر عوامی اور غیر ملکی تحریکوں کے جڑنے کے لیے نہایت سود مند ہے۔ اگر مزدور کسان اور دیگر پسے ہوئے طبقات جڑ جائیں، منظّم ہو جائیں تو ظلم و استحصال کے خاتمے کی راہیں ہموار کی جاسکتی ہیں۔

الف۔ ملکی زرعی خبریں

ا۔ زرعی پیداواری وسائل

زمین

- چین پاکستان اقتصادی راہداری

خیبرپختونخوا اکنامک زونز ڈیولپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی (EZDMC) نے رشے کئی خصوصی اقتصادی زون (RSEZ) کے قیام کے لیے چائنہ روڈ اینڈ برج کارپوریشن (CRBC) کے ساتھ معاہدے پر دستخط کیے ہیں۔ اس سلسلے میں جاری کردہ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ معاہدے پر دستخط عمران خان کے حالیہ دورہ چین کے موقع پر کیے گئے ہیں۔ CRBC (سی آر بی سی) EZDMC (ای زیڈ ڈی ایم سی) کے اشتراک سے RSEZ (آر ایس ای زیڈ) کی تعمیر کے لیے 1,000 ایکڑ زمین کو بطور خصوصی اقتصادی زون (SEZs) تیار کرنے کی منصوبہ بندی کررہی ہے۔ سی آر بی سی مقامی اور غیرملکی سرمایہ کاروں کو یہ زمین فروخت کرے گی۔ اس زون میں ادویات سازی، کپڑا، خوراک و مشروبات، فولاد اور انجینئرنگ سے جڑی صنعتیں قائم کی جائیں گی۔ اس منصوبے کی تعمیر سے 200,000 مقامی افراد کو روزگار ملے گا۔ (ڈان، 4 مئی، صفحہ 7)

وزیر اعظم کے مشیر برائے صنعت و تجارت عبدالرزاق داؤد نے چین پاکستان آزاد تجارتی معاہدے کے حوالے سے منعقد کیے گئے ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ پاکستان میں قائم کی جانے والی چین کی تمام صنعتوں کو SEZs (ایس اے زیز) میں قائم کی جانے والی صنعتوں کے برابر درجہ دیا جائے گا چاہے وہ ملک کے کسی بھی حصہ میں ہوں۔ انھوں نے مزید کہا کہ ”حالانکہ ایس اے زیز پر پاکستان میں اب تک کام مکمل نہیں ہوا ہے، تاہم چینی سرمایہ کار پاکستان میں کہیں بھی کارخانہ قائم کرنے کے لیے آزاد ہیں اور میں ان تمام کارخانوں کو ایس اے زیز کا درجہ دوں گا“۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 5 مئی، صفحہ 13)

پاکستان میں چین کے سفیر یاؤ جنگ نے پیپلز پارٹی کی پارلیمانی قائد شیریں رحمٰن سے ملاقات کے دوران کہا ہے کہ چین دونوں ممالک کے درمیان حکومتی سطح پر لیے گئے قرض پر دو سے ڈھائی فیصد سود وصول کررہا ہے جس کی واپسی طویل مدت پر مبنی ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ صرف حکومتی منصوبوں پر سرکاری ضمانت درکار ہوتی ہے اور اس وقت 19 بلین ڈالر کے 21 منصوبے جاری ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 13 جون، صفحہ22)

وفاقی وزیر منصوبہ بندی و ترقی خسرو بختیار نے ایک پریس کانفرنس کے دوران کہا ہے کہ حکومت نے چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) منصوبوں کی رفتار تیز کرنے، ان پر عمل درآمد پر توجہ مرکوز کرنے اور اس کے موجودہ ڈھانچے میں جدت کے لیے چائنہ پاکستان اکنامک کوریڈور اتھارٹی کے قیام کا فیصلہ کیا ہے۔ اس حوالے سے جلد ایک بل پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے گا۔ یہ اتھارٹی وزارت منصوبہ بندی و ترقی اور دیگر شعبہ جات کے ماہرین کے ماتحت سائنسی بنیادوں پر کام کرے گی۔ (دی ایکسپریس ٹربیون، 14 جولائی، صفحہ12)

سیکرٹری منصوبہ بندی و ترقی ظفر حسن نے سینیٹ کمیٹی کو بتایا ہے کہ وزارت خزانہ اور وزارت منصوبہ بندی و ترقی نے عالمی مالیاتی ادارے (IMF) سے CPEC (سی پیک) سے متعلق کسی دستاویز کا تبادلہ نہیں کیا ہے۔ سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے سی پیک کی چیئرپرسن سینیٹر شیریں رحمٰن کا کہنا تھا کہ حکومتی بیان ذرائع ابلاغ کی خبروں سے متضاد ہے جن کے مطابق حکومت نے سی پیک سے متعلق قرضہ جات کی تفصیلات اور دیگر حساس معلومات کا IMF (آئی ایم ایف) سے تبادلہ کیا ہے۔ شیریں رحمٰن کو جواب دیتے ہوئے سیکرٹری منصوبہ بندی و ترقی نے کہا کہ ''میں یہ بات آن ریکارڈ کہہ رہا ہوں کہ اس طرح کی معلومات کا آئی ایم ایف سے کوئی تبادلہ نہیں کیا گیا''۔ (دی ایکسپریس ٹربیون، 19 جولائی، صفحہ12)

آئی ایم ایف کی پاکستان میں نمائندہ ٹیریسا ڈبن سین شیز (Teresa Daban Sanchez) نے اسلام آباد

میں نیشنل پریس کلب میں خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''پاکستان نے سی پیک سے متعلق قرضہ جات کی مکمل معلومات کا آئی ایم ایف سے تبادلہ کیا تھا''۔ سی پیک زیادہ تر توانائی اور بنیادی ڈھانچے کے شعبہ جات میں نجی سرمایہ کاری پر مشتمل ہے۔ (ڈان، 6 اگست، صفحہ 1)

وزیراعظم عمران خان کی زیرصدارت نیشنل ڈیولپمنٹ کونسل (NDC) نے سی پیک منصوبوں پر تیزی سے عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لیے اصولی طور پر چائنہ پاکستان اکنامک کوریڈور اتھارٹی کے قوانین کی منظوری دے دی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 9 اگست، صفحہ 1)

- زمینی قبضہ

خیبرپختونخوا:

سینیٹ کی ذیلی کمیٹی برائے مواصلات نے ضلعی انتظامیہ اور وزارت مواصلات کو کاغان۔ بابوسر ٹاپ شاہراہ کے زمین مالکان کو منصوبہ کے آغاز کے وقت کی 17 سال پرانی قیمت کے بجائے موجودہ قیمت کے مطابق رقم ادا کرنے کی ہدایت کی ہے۔ سینیٹ کمیٹی نے متعلقہ حکام کو کاغان۔ بابوسر ٹاپ شاہراہ کے زمین سے متعلق مسائل کو حل کرنے کی ہدایت کی ہے۔ تقریباً 17 سال گزر چکے ہیں لیکن حکومت نے ان زمین مالکان کو اب تک رقم ادا نہیں کی۔ زمین مالکان اب نیشنل ہائی وے اتھارٹی (NHA) کی 17 سال پہلے پیشکش کی گئی قیمت کے بجائے منڈی کی موجودہ قیمت کے مطابق رقم ادا کرنے کا مطالبہ کررہے ہیں۔

(دی ایکسپریس ٹریبیون، 15 مئی، صفحہ 6)

- زمینی تقسیم

پنجاب کابینہ نے چولستان کے بے زمین کسانوں کو سرکاری زمین دینے کی منظوری دے دی ہے اور اس عمل کو شفاف بنانے کے لیے ایک جانچ کمیٹی قائم کردی گئی ہے۔ اجلاس میں سرکاری زمین کی منتقلی اور اسے نیلام عام کے ذریعے پٹے (لیز) پر دینے کی پالیسی میں ترمیم بھی منظور کی گئی ہے۔ یہ فیصلہ بے زمین

کسانوں کو لیز پر دی گئی زمین کے مالکانہ حقوق دینے کے لیے کیا گیا ہے۔ وہ کسان جو 80 فیصد زمین کاشت کریں گے انھیں زمین کے مالکانہ حقوق ملیں گے۔ کابینہ کے اجلاس میں صادق آباد تحصیل کے علاقے چولستان میں تیل کی تلاش کے لیے نجی سرکاری شراکت داری کے تحت زمین دینے کی بھی منظوری دی گئی ہے۔ (ڈان، 21 جولائی، صفحہ 2)

وزیر اطلاعات و ثقافت پنجاب میاں اسلم اقبال نے ایک پریس کانفرنس کے دوران کہا ہے کہ پنجاب کابینہ نے لینڈ لیز پالیسی کے تحت 120,700 ایکڑ زمین 30 اضلاع کے کسانوں میں تقسیم کرنے کا تاریخی فیصلہ کیا ہے۔ کسانوں کو طویل عرصہ پہلے یہ غیر آباد زمین کاشتکاری کے لیے دی گئی تھی جسے کسانوں نے سخت محنت کے ذریعے آباد کیا، اب یہ زمین ان کسانوں کو منتقل کی جائے گی۔ اس سلسلے میں طریقہ کار وضع کرلیا گیا ہے۔ ہر ضلع کا کلیکٹر زمین کی مالیت طے کرے گا۔ کسانوں کو 12.5 ایکڑ تک زمین منتقل کی جائے گی۔ (بزنس ریکارڈر، 21 جولائی، صفحہ 2)

- جنگلات

وزیر جنگلات و جنگلی حیات سندھ سید ناصر حسین شاہ نے سندھ اسمبلی کو آگاہ کیا ہے کہ 78,444 ایکڑ جنگلات کی زمین غیر قانونی طور پر صوبائی محکمہ ریونیو نے مختلف اداروں اور شخصیات کو منتقل کی ہے۔ محکمہ جنگلات نے اس زمین کی منتقلی کے لیے کسی کو بھی سند عدم اعتراض (NOC) جاری نہیں کی تھی۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ 80 فیصد زمین کی غیر قانونی منتقلی اس وقت ہوئی جب سندھ میں پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں تھی۔ صوبائی کابینہ نے 7 جنوری، 2019 کو بورڈ آف ریونیو (BoR) کو جنگلات کی زمین کی تمام منتقلیوں (الاٹمنٹ) کو منسوخ کرنے کی بھی ہدایت کردی تھی۔ (ڈان، 2 جولائی، صفحہ 16)

پانی

سپریم کورٹ نے پانی کی قیمت کے حوالے سے لاہور ہائی کورٹ کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہوئے اگلی

سماعت پر چاروں صوبوں کو پانی کے بل کے حوالے سے بنائے گئے طریقہ کار پر مشتمل رپورٹ جمع کرانے کی ہدایت کی ہے۔ عدالت نے مزید ہدایت کی ہے کہ حکومت کمپنی سے پانی کا بل اس کی پیداواری صلاحیت کے بجائے پیداوار کے مطابق وصول کرے۔ پنجاب حکومت کو صوبے میں کمپنیوں کے پانی کے میٹر پر انحصار کرنے کے بجائے اپنے میٹر نصب کرنے چاہیے۔ عدالت کا کہنا تھا کہ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں فی لیٹر ایک روپیہ عائد کیا تھا۔ یہ رقم پیداوار کی بنیاد پر وصول کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 مئی، صفحہ 3)

پاکستان میں فی کس سالانہ پانی کی دستیابی 935 مربع میٹر ہوگئی ہے جو 70 سال پہلے 5,260 مربع میٹر فی کس تھی۔ ماہرین کے مطابق اگر پانی کے تحفظ کے لیے بروقت اقدامات نہیں کیے گئے تو پانی کی دستیابی 860 مربع میٹر فی کس سے بھی کم ہوسکتی ہے اور 2040 تک یہ شرح 500 مربع میٹر فی کس تک کم ہونے کا خدشہ ہے۔ عالمی معیار کے مطابق پانی کی فی کس اوسط دستیابی 1,800 مربع میٹر ہونی چاہیے۔ 2025 تک ملک میں پانی کی طلب 274 ملین ایکڑ فٹ تک بڑھنے اور اس کی دستیابی 191 ملین ایکڑ فٹ تک رہنے کا امکان ہے جس سے طلب و رسد میں 83 ملین ایکڑ فٹ کا فرق پیدا ہوگا۔ پاکستان 93 فیصد میٹھا پانی زراعت میں استعمال کرتا ہے، اس شعبہ میں پانی کے بہتر استعمال کی صلاحیت میں اضافے کی ضرورت ہے۔ کچھ تحقیقات کے مطابق پانی کے ترسیلی نہری نظام کے ذریعے صرف 33 فیصد پانی کھیتوں تک پہنچ پاتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 29 جون، صفحہ 2)

- آبپاشی

گورنر پنجاب چودھری سرور نے پنجاب کھل پنچائیت اتھارٹی آرڈننس پر دستخط کردیے ہیں جس کے بعد دہائیوں پرانا محکمہ پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی (PIDA) ختم ہوگیا ہے۔ محکمہ آبپاشی پنجاب نے صوبے میں فصلوں کے لیے پانی کی فراہمی کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے نہروں اور واٹر کورسوں کو اپنے اختیار میں لے لیا ہے۔ عہدیدار کے مطابق PIDA (پیڈا) اپنے قیام کے اہداف حاصل کرنے میں ناکام ہوگیا

تھا۔ پیڈا کی حدود میں آنے والے علاقوں سے آبیانہ وصولی کی شرح کم ہوکر 45 فیصد ہوگئی تھی جبکہ پیڈا سے پہلے محکمہ آبپاشی ان ہی علاقوں سے 70 فیصد آبیانہ وصول کرتا تھا۔ (ڈان، 25 مئی، صفحہ 2)

انڈس ریور سسٹم اتھارٹی (IRSA) کے مطابق درجہ حرارت میں اضافہ کی وجہ سے تمام بڑے دریاؤں میں پانی کے بہاؤ میں واضح اضافہ ہوا ہے۔ دریاؤں میں پانی کا بہاؤ 249,100 کیوسک سے بڑھ کر 288,400 کیوسک تک پہنچ گیا ہے۔ دریائے سندھ پر قائم تربیلا ڈیم میں پانی کی سطح 1409.82 فٹ ریکارڈ کی گئی جو کہ اس کی کم ترین سطح 1,386 فٹ سے 23.82 فٹ بلند ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 5 جون، صفحہ 3)

ایک خبر کے مطابق ملک کے بالائی علاقوں میں برف پگھلنے سے دریائے سندھ کے تین بیراجوں گڈو، سکھر اور کوٹری بیراج میں پانی کی سطح میں اضافہ ہوا ہے۔ دریا میں پانی کی سطح میں اضافے کے بعد امکان ہے کہ آنے والے دنوں میں نہروں میں پانی کی مقدار میں اضافہ ہوگا جو نہروں کے آخری سرے کے علاقوں کو بھی سیراب کرے گا۔ پورا ملک شدید گرمی کی لپیٹ میں ہے جو بڑے پیمانے پر برف پگھلنے کی وجہ ہے جس سے دریائے سندھ میں بہاؤ بڑھ رہا ہے۔ دریائے سندھ پر قائم تینوں بیراجوں پر گزشتہ کچھ ہفتوں میں پانی کے بہاؤ میں گزشتہ سال کے مقابلے 20 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ (ڈان، 12 جون، صفحہ 17)

پانی پر ہونے والی ایک کانفرنس میں مقررین نے خبردار کیا ہے کہ اگر سندھ حکومت نے پانی کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانے کے لیے فوری اقدامات نہیں کیے تو بدین کا بڑا علاقہ اور زیریں سندھ کے دیگر علاقے صحرا میں تبدیل ہو جائیں گے۔ سابق سیکرٹری محکمہ آبپاشی اور سیو لاڑ ایکشن کمیٹی کے سربراہ میر محمد پڑھیار کا اس موقع پر کہنا تھا کہ پانی کے مسئلہ کا آغاز 1985 میں ہوا جب سیاسی حکومت نے محکمہ آبپاشی کے حکام پر اپنے منظور نظر سیاستدانوں کو غیر قانونی ذرائع سے پانی فراہم کرنے کے لیے دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ سیاسی شخصیات نے سکھر بیراج کی نہروں کی گنجائش کے برخلاف صحرائی علاقوں کو بھی پانی فراہم کرنے کے لیے

مجبور کیا۔ پانی کا مسئلہ سکھر اور کوٹری بیراج کے درمیان پایا جاتا ہے جہاں سے دریائی پانی بڑے پمپنگ اسٹیشنوں کے ذریعے نکالا جارہا ہے۔ مورو۔ دادو پل پر 400 کیوسک پانی نکالنے کی صلاحیت رکھنے والا ایک پمپنگ اسٹیشن قائم ہے۔ اس اسٹیشن سے پانی نکال کر بااثر افراد کی زمینوں تک پہنچایا جاتا ہے جو متعلقہ قوانین کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ اس طرح کے تمام منصوبے ماہرین و متعلقہ کسانوں کی مشاورت کے بغیر بدین اور زیریں سندھ کے کسانوں کا پانی چوری کرنے کے لیے قائم کیے گئے ہیں۔ (ڈان، 28 جون، صفحہ 17)

پنجاب حکومت نے پانی کی فراہمی و نکاسی کی سہولیات کی بہتری کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام 20-2019 میں 22.4 بلین روپے مختص کیے ہیں۔ مختص کی گئی رقم سے 12.175 بلین روپے جاری منصوبوں اور 10.225 بلین روپے نئے منصوبوں کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ اگر پچھلی حکومت سے موازنہ کیا جائے تو یہ رقم بہت کم ہے کیونکہ مسلم لیگ ن کی حکومت نے 18-2017 کے بجٹ میں اس شعبے کے لیے 50 بلین روپے مختص کیے تھے۔ عالمی بینک کی جانب سے 2012 میں کی گئی تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ ناقص نکاسی آب کے نظام کے اثرات کی وجہ سے سال 2006 میں ملکی معیشت کو 344 بلین روپے کا نقصان ہوا جو مجموعی قومی پیداوار کا 3.9 فیصد بنتا ہے۔ ناقص نکاسی نظام کے اثرات صحت پر پڑنے والے منفی اثرات اور ان پر آنے والے اخراجات سے جڑا ہے جو مجموعی طور پر معیشت اور سماجی اقتصادی ترقی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 29 جون، صفحہ 5)

وزیر اعلی سندھ سید مراد علی شاہ نے کہا ہے کہ سندھ میں جاری پانی کی سنگین قلت کے تناظر میں صوبے کی ضرورت کے مطابق IRSA (ارسا) سے پانی فراہم کرنے کے لیے کہا جائے گا۔ سکھر بیراج پر صحافیوں سے بات کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ چشمہ بیراج سے نیچے 245,000 کیوسک پانی پہنچنے کے بعد صورتحال بہتر ہونے کی امید کی جارہی تھی۔ تاہم ایسا ہونے کے باوجود سندھ میں پانی کی قلت برقرار ہے۔ کہیں ایک طرف تو سیلاب کا خطرہ ہے جبکہ دوسری طرف (سندھ میں) پانی کی قلت کا سامنا ہے

جس کی وجہ سے کسان تشویش میں مبتلا ہیں، حتیٰ کہ گڈو اور کوٹری بیراج پر بھی پانی کی قلت کا سامنا ہے۔
(ڈان، 8 جولائی، صفحہ15)

ایوان زراعت سندھ (SCA) نے حیدرآباد میں اپنے ایک اجلاس میں کوٹری بیراج سے منسلک علاقے میں پانی کی قلت پر شدید تحفظات کا اظہار کیا ہے جس سے چاول کی کاشت متاثر ہورہی ہے۔ اجلاس میں کہا گیا ہے کہ کوٹری بیراج کی کنالوں میں 50 فیصد پانی کی کمی کا سامنا ہے جبکہ کنالوں سے منسلک نہروں (ڈسٹری بیوٹریز) میں اس وقت 70 فیصد پانی کی کمی ہے اور نہر کے آخری سروں کو پانی کی فراہمی بند ہے۔ SCA (ایس سی اے) نے ڈیزل، کھاد، بیج، مشینری اور زرعی زہر کی قیمت میں اضافے پر بھی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ وفاقی حکومت نے اعلان کردہ بجٹ 20-2019 میں زرعی شعبہ کو مراعات نہیں دیں اور یہ شعبہ شدید متاثر ہورہا ہے۔ (ڈان، 8 جولائی، صفحہ15)

ضلع نوشہرو فیروز، سندھ میں مورو سے 50 کلومیٹر کے فاصلے پر یوسف ڈاہری ریگولیٹر کے نزدیک روہڑی کنال میں 120 فٹ چوڑا شگاف پڑنے سے 30 سے زائد دیہات اور ہزاروں ایکڑ رقبے پر کھڑی فصلیں ڈوب گئی ہیں۔ حکام کا کہنا ہے کہ 2,500 سے 3,000 ایکڑ رقبے پر کھڑی کپاس، گنا اور سبزی کی فصلیں زیرآب آگئی ہیں۔ مقامی رہائشی علی مردان ڈاہری نے شکایت کی کہ یوسف ڈاہری گاؤں کے مکینوں نے کئی دفعہ محکمہ آبپاشی حکام کو گاؤں کے قریب نہر کے کمزور پشتے سے متعلق آگاہ کیا تھا لیکن محکمہ نے کوئی توجہ نہیں دی اور اس کی مضبوطی کے لیے کچھ نہیں کیا۔ ایس سی اے اور سندھ آبادگار اتحاد (SAI) نے روہڑی کنال میں وسیع شگاف پڑنے پر سکھر بیراج کے چیف انجینئر، روہڑی کنال کے سپرنٹنڈنٹ اور دیگر متعلقہ حکام کو برطرف کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ SAI (ایس اے آئی) کے صدر نواب زبیر تالپور کا کہنا تھا کہ بینظیرآباد کے بااثر جاگیرداروں کی زمینوں کو سیراب کرنے والی نصرت نہر میں پانی فراہم کرنے کے لیے روہڑی کنال کا پانی روکنا نہر میں شگاف کا سبب ہے۔ محکمہ آبپاشی نے شگاف پر کرنے کے لیے مرمت کا کام شروع کردیا ہے۔ (ڈان، 22 جولائی، صفحہ15)

تعلقہ گڑھی خیرو، ضلع جیکب آباد میں دو مقامات پر نہروں میں شگاف پڑنے سے سیلاب کے بعد ہزاروں ایکڑ پر کھڑی چاول کی فصل اور 10 گھر بہہ گئے ہیں۔ 100 فٹ چوڑا ایک شگاف تاجا شاخ میں جبکہ 90 فٹ چوڑا شگاف بیگاری کنال میں ظاہر ہوا۔ ڈپٹی کمشنر جیکب آباد غضنفر علی قادری کے مطابق نو گھنٹے کی سخت کوشش کے بعد شگاف پر کردیے گئے ہیں۔ (ڈان، 28 جولائی، صفحہ 17)

وزیراعظم عمران خان نے سندھ میں پانی سے متعلق دیرینہ مسائل کے حل کے لیے پاکستان واٹر اینڈ پاور ڈیولپمنٹ اتھارٹی (WAPDA) کو باضابطہ طور پر دریائے سندھ پر بیراج تعمیر کرنے کی منظوری دیدی ہے۔ منصوبے کا مقام ٹھٹھہ سے 65 کلو میٹر جنوب اور کراچی سے 130 کلو میٹر مشرق میں دریا کے سمندر میں گرنے کے مقام سے 45 کلو میٹر اوپر واقع ہے جسے ''سندھ بیراج'' کا نام دیا گیا ہے۔ سندھ بیراج کو کوٹری بیراج کے زیریں علاقوں سے شروع ہونے والے پانی کے تقریباً تمام مسائل بشمول زیر زمین سمندری پانی بڑھنے سے لے کر ڈیلٹا میں زمینی کٹاؤ تک، موسمی تبدیلی کے منفی اثرات سے لے کر دلدلی زمین، مینگروز، سمندری حیات کے خاتمے اور آبپاشی و گھریلو استعمال کے لیے پانی کی عدم دستیابی کے مسائل حل کرنے کے لیے ایک بڑا منصوبہ قرار دیا جارہا ہے۔ وزیر اعظم کو چیئرمین WAPDA (واپڈا) ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل مزمل نے منصوبے سے متعلق فراہم کردہ معلومات میں کہا ہے کہ منصوبے کے مقاصد میں 4.1 ملین ایکڑ فٹ کے قیمتی (ضائع ہوجانے والے) آبی وسائل کو استعمال کرنے کے لیے دو سے تین ملین ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کرنا، اردگرد کے علاقوں میں زراعت کے لیے پانی کی فراہمی، کوٹری بیراج کے علاقے میں دریائے سندھ کے ماحولیاتی نظام کو بہتر بنانا، آس پاس کی 75,000 ایکڑ زمین کو سیلاب سے محفوظ بنانا اور کراچی و دیگر علاقوں کو گھریلو استعمال کے لیے پانی کی فراہمی شامل ہے۔ منصوبہ کی ابتدائی تجزیاتی رپورٹ (پی سی ٹو فزیبلٹی رپورٹ) پر تقریباً 350 ملین روپے لاگت آئے گی۔ مجوزہ منصوبہ دسمبر 2024 تک مکمل ہوگا۔ (ڈان، 8 اگست، صفحہ 2)

پانی کے بہاؤ کی جانچ کے لیے ارسا کی تشکیل کردہ آبی ماہرین کی ٹیم نے گڈو اور سکھر بیراج کے پانی کی

پیمائش کے تقریباً تمام مراکز پر آبپاشی عملے کی ملی بھگت سے بڑے پیمانے پر پانی کی چوری، بدانتظامی و بدعنوانی کا انکشاف کیا ہے جو 30 فیصد پانی کے زیاں کا سبب بن رہا ہے۔ گڈو، سکھر اور کوٹری بیراجوں پر پانی کے اخراج کی پیمائش کے ذریعے حد سے زیادہ پانی کے زیاں کا پتا لگانے کے لیے اعلی سطح کی ایک چار رکنی ٹیم تشکیل دی گئی تھی۔ وزارت آبی وسائل کے حکام کا کہنا ہے کہ حکومت کو جمع کرائی گئی رپورٹ کے مطابق جانچ کیے گئے تمام 13 مراکز میں پانی کے اخراج کے حوالے سے بڑے پیمانے پر غلط معلومات کی فراہمی، غلط پیمائش، چوری اور دیگر بے ضابطگیاں پائی گئی ہیں۔ رپورٹ میں نہروں کی مرمت کے حوالے سے بدترین صورتحال کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ (ڈان، 8 اگست، صفحہ 17)

منچھر جھیل میں پانی اس کی کم ترین سطح سے 110.5 فٹ بلند ہوگیا ہے۔ دریائے سندھ میں پانی میں اضافے کی وجہ سے آبپاشی حکام نے دو نہروں ارل ہیڈ اور ارل ٹیل کے ذریعے منچھر جھیل میں پانی جاری کیا ہے۔ سہون میں محکمہ آبپاشی کے انجینئر مہیش کمار نے کہا ہے کہ تین روز میں جھیل میں پانی کی سطح 109.6 فٹ سے بڑھ کر 110.5 فٹ ہوگئی ہے۔ جھیل میں پانی کی سطح بڑھ رہی ہے لیکن 114 فٹ پانی کی سطح تک کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جھیل پر گشت شروع کردیا گیا ہے اور تمام پشتے صحیح حالت میں ہیں۔
(ڈان، 16 اگست، صفحہ 15)

بدین میں کادھان ٹاؤن کے قریب آر۔ ڈی 45 کے مقام پر سانھی گونی نہر میں 30 فٹ چوڑا شگاف پڑنے سے وسیع رقبے پر کھڑی فصلیں اور قریبی دیہات زیر آب آگئے۔ مقامی افراد کا کہنا ہے کہ انھوں نے فوری طور محکمہ آبپاشی کو اطلاع کردی تھی تاہم کوئی بھی شگاف پر کرنے کے لیے نہیں آیا، شگاف بڑھتا گیا اور آس پاس کے دیہات تیزی سے ڈوبتے چلے گئے۔ مقامی افراد نے محکمہ آبپاشی کے کم سطح کے عملے کی مدد سے خود شگاف بھرنا شروع کیا جس میں انھیں سخت مشکلات پیش آئیں۔ گزشتہ چند ہفتوں کے دوران کئی نہروں میں شگاف پڑے ہیں جس سے کسانوں کو بہت نقصان ہوا لیکن متعلقہ محکمہ تاحال کمزور پشتوں کی مرمت کے لیے سنجیدہ اقدامات نہیں کررہا۔ (ڈان، 24 اگست، صفحہ 17)

- پن بجلی ڈیم

بجٹ پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے پیپلز پارٹی کے رہنماء خورشید شاہ نے حکومت کو ڈیم بنانے کے لیے سرکاری ترقیاتی پروگرام (PSDP) سے 15 فیصد رقم مختص کرنے کی تجویز دی ہے۔ خورشید شاہ کا مزید کہنا تھا کہ انھوں نے اس وقت کے چیف جسٹس ثاقب نثار سے کہا تھا کہ اگر آپ ڈیم بنانے کے لیے مخلص ہیں تو حکومت کو کہیں کہ وہ ضمنی بجٹ کے لیے اجلاس بلائے اور ڈیم کی تعمیر کے لیے PSDP (پی ایس ڈی پی) سے 15 فیصد رقم مختص کردے۔ ''میں نے چیف جسٹس کو یہ بھی کہا تھا کہ آپ نے عطیات کے ذریعے 10 بلین روپے جمع کیے ہیں اور (ان عطیات کے لیے) تشہیر پر 11 بلین روپے خرچ کیے ہیں، یہ سستی شہرت کا ایک حربہ تھا''۔ (بزنس ریکارڈر، 22 جون، صفحہ 17)

مہند ڈیم:

وزیراعظم عمران خان نے مہمند ڈیم کے تعمیراتی کام کا افتتاح کردیا ہے۔ اس منصوبے سے 800 میگاواٹ بجلی پیدا ہوگی اور ڈیم میں 1.2 ملین ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کیا جاسکے گا۔ دریائے سوات پر تعمیر کیے جانے والے مہمند ڈیم کی تکمیل سے 17,000 ایکڑ بنجر زمین زیر کاشت آئے گی۔ مہمند ڈیم سے 13.32 ملین مربع میٹر پانی پشاور شہر کو بھی فراہم کیا جائے گا۔ افتتاحی تقریب میں فوجی سربراہ جنرل قمر جاوید باجوہ، سابق چیف جسٹس میاں ثاقب نثار اور دیگر نے شرکت کی۔ (ڈان، 3 مئی، صفحہ 1)

کالا باغ ڈیم:

وفاقی وزیر آبی وسائل فیصل واوڈا نے کالا باغ ڈیم منصوبہ بحال کرنے کا عندیہ دیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ پچھلی حکومتوں نے پاکستان دشمنوں کے زیر اثر اس منصوبے کو معطل کیا جنہوں نے ہمیشہ آبی ذخائر کی تعمیر کو متنازع بنایا۔ وفاقی وزیر کے مطابق انھوں نے کالا باغ ڈیم منصوبے کو بحال کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ اٹھارویں آئینی ترمیم کے حوالے سے وفاقی وزیر کا کہنا تھا کہ (وفاق اور صوبوں کے درمیان) عدم توازن کی وجہ اختیارات کی وفاق سے صوبوں کو منتقلی ہے، جسے کسی بھی قیمت پر درست کرنے کی ضرورت ہے۔

(ڈان، 1 اگست، صفحہ 1)

کسان مزدور

حیدرآباد میں سندھ کمیونٹی فاؤنڈیشن (SCF) کے دفتر میں ہونے والے ایک اجلاس میں ضلع ٹھیاری کی کپاس چننے والی عورتوں کی 10 انجمنوں (ٹریڈ یونینز) نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ آنے والے موسم میں کپاس کی چنائی کی اجرت 500 روپے فی من مقرر کی جائے۔ SCF (ایس سی ایف) کے جاوید حسین کا کہنا ہے کہ جلد کپاس کی چنائی کا موسم شروع ہوجائے گا لیکن تاحال زرعی شعبہ میں کام کرنے والے غیر رسمی مزدوروں کی اجرت مقرر کرنے کے لیے کوئی طریقہ کار وضع نہیں کیا گیا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ سندھ انڈسٹریل ریلیشن ایکٹ (SIRA) کے تحت کپاس چننے والوں کو صرف تنظیم سازی کا حق دینے سے ان کے مسائل حل نہیں ہوں گے بلکہ ان مزدوروں کو ورکرز ویلفیئر فنڈ، سماجی تحفظ اور دیگر طبی تحفظ کے منصوبوں سے بھی منسلک کرنا چاہیے۔ ایس سی ایف کی عائشہ آغا کا اس موقع پر کہنا تھا کہ منہ ڈھانپنے کے لیے ماسک، دستانے اور پینے کے پانی کی فراہمی اور کام کرنے کے بہتر ماحول کی فراہمی کے لیے قانون سازی کرنے کی ضرورت ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 جون، صفحہ 20)

ایک خبر کے مطابق پہلی بار زرعی شعبہ میں کام کرنے والی عورتوں کو رسمی طور پر مزدور تسلیم کیا جائے گا اور وہ کم سے کم مقررہ اجرت کے ساتھ ساتھ طبی سہولیات اور دیگر مراعات کا مطالبہ کرسکیں گی۔ عورتوں کو محکمہ زراعت، ماہی گیری اور مال مویشی کے ذریعے قانونی، سماجی اور مالی تحفظ کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے مسودہ قانون تیار کیا جارہا ہے جسے سندھ کابینہ کے اگلے اجلاس میں پیش کیا جائے گا۔ ''سندھ ویمن ایگریکلچر ورکرز ایکٹ'' نامی مجوزہ قانون کے تحت کسان مزدور عورتوں کا اندراج ہوگا اور انھیں سندھ حکومت کی مقرر کردہ کم سے کم اجرت دی جائے گی۔ عورتیں دن میں آٹھ گھنٹے کام کریں گی اور 90 روزہ زچگی چھٹیوں پر بھی جاسکیں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ دو سال تک بچوں کو دودھ پلانے کے لیے انھیں محفوظ ماحول بھی فراہم کیا جائے گا۔ مزدور عورتیں سماجی تحفظ، قرضہ اور زرتلافی کے سرکاری منصوبوں سے فائدہ

اٹھانے کی بھی اہل ہوں گی۔ مسودہ کے مطابق عورتوں کو بیماری اور معمول کے طبی معائنے اور دیگر ضروریات کے لیے چھٹیاں لینے کا حق ہوگا اور ان کی ماہانہ تنخواہ سے کٹوتی نہیں ہوگی۔ مزدور عورتوں کو ملازمت کے حصول کا خط جاری کیا جائے گا۔ ان عورتوں کو اپنے حقوق و ذمہ داریوں کے لیے مزدور قوانین کے مطابق تنظیم سازی کی سہولت حاصل ہوگی۔ زرعی مزدوروں کے درمیان ان کے کام، صنف، کام کے اوقات، ماحول، مذہب اور زبان کی بنیاد پر تفریق نہیں کی جائے گی۔ محکمہ صحت زرعی مزدور عورتوں کا اندراج کرے گا اور انھیں بے نظیر ویمن ایگری کلچر ورکرز کارڈ جاری کیا جائے گا۔ مجوزہ قانون کے تحت حکومت سندھ مستقل طور پر ''بینظیر ویمن سپورٹ پروگرام'' کا آغاز کرے گی جس کی سربراہی وزیر اعلی سندھ کریں گے۔ سندھ حکومت زرعی مزدور عورتوں کے لیے سہہ فریقی کونسل قائم کرے گی جو موسمی فصلوں کی بنیاد پر کھیتوں میں کام کرنے والی عورتوں کی اضافی اجرت کا تعین کرے گی۔ اس قانون کی رو سے تمام متعلقہ ادارے سندھ اسمبلی میں سہہ ماہی رپورٹ پیش کرنے کے پابند ہوں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 اگست، صفحہ 4)

سندھ کابینہ نے ''سندھ ویمن ایگری کلچر ایکٹ 2019'' منظور کرلیا ہے۔ اس قانون کا مقصد دیہات میں رہنے والی عورتوں کو بااختیار بنانا ہے۔ وزیر اطلاعات سندھ سعید غنی نے اس حوالے سے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ایکٹ ایک ہفتے کے اندر سندھ اسمبلی میں پیش کیا جائے گا جس کی منظوری کے بعد زرعی مزدور عورتوں کے حقوق کو تحفظ ملے گا۔ اس ایکٹ کے تحت کاشتکاری، ماہی گیری، مرغبانی اور مال مویشی شعبہ میں کام کرنے والے زرعی مزدور تصور کیے جائیں گے جنہیں صنعتی مزدوروں جیسے حقوق حاصل ہوں گے۔ (ڈان، 25 اگست، صفحہ 15)

II۔ زرعی مداخل

صنعتی طریقہ زراعت

کسان بورڈ پاکستان (KBP) کے مرکزی صدر چودھری نثار احمد نے حکومت پر زور دیا ہے کہ بجٹ

2019-20 میں زرعی شعبہ کو درپیش مسائل پر خصوصی توجہ دی جائے۔ حکومت کو زرعی شعبہ میں مداخل کی قیمت کم کرنے کے لیے اقدامات کرنے چاہییے۔ مداخل کی قیمتیں کم کرنے کے لیے حکومت کو بیج، کیمیائی کھاد پر زرتلافی دینی چاہییے جبکہ زرعی مشینری اور کیڑے مار زہر کے لیے زرتلافی پر مبنی خصوصی پیکج دینا چاہییے۔ (بزنس ریکارڈر، 16 مئی، صفحہ16)

حیدرآباد پریس کلب میں پریس کانفرنس کے دوران ایس اے آئی کے نمائندوں نے آئندہ بجٹ میں زرعی شعبہ کے لیے خصوصی مراعات، مداخل پر زرتلافی اور جنرل سیلز ٹیکس (GST) کی چھوٹ کا مطالبہ کیا ہے۔ ایس اے آئی کے صدر نواب زبیر تالپور کا کہنا تھا کہ وزیراعظم عمران خان نے قوم سے خطاب میں کھاد پر زرتلافی فراہم کرنے کا وعدہ کیا تھا جسے پورا نہیں کیا گیا۔ گزشتہ سال یوریا کی بوری کی قیمت 1,360 روپے تھی جو اب 1,800 روپے میں فروخت ہورہی ہے۔ ٹریکٹر کی قیمت 1.7 ملین روپے سے بڑھ کر 2.1 ملین روپے ہوگئی ہے۔ پاکستان 2004 میں کپاس برآمد کرنے والا چوتھا بڑا ملک تھا لیکن 2010 سے اب تک وفاقی حکومت کی ناکام پالیسیوں کی وجہ سے پاکستان اب کپاس درآمد کرنے والا دنیا کا پانچواں بڑا ملک ہے۔ (ڈان، 22 مئی، صفحہ 17)

مختلف کسان تنظیموں کے نمائندوں کا کہنا ہے کہ 2019-20 کے مجوزہ بجٹ میں زرعی شعبے کومکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہے۔ باسمتی گروورز ایسوسی ایشن کے ڈائریکٹر فاروق باجوہ کے مطابق حکومت نے ایک طرف 300 بلین روپے کے ٹیکس نافذ کردیے جبکہ دوسری طرف اس شعبہ کے لیے آٹے میں نمک کے برابر رقم مختص کی ہے۔ حکومت نے چینی پر GST (جی ایس ٹی) کی شرح سات فیصد سے بڑھا کر 17 فیصد کردی ہے جس کا کسانوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ انھوں نے حکومت کی جانب سے ٹریکٹر پر سیل ٹیکس میں اضافے کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا ہے جس سے چھوٹے ٹریکٹر کی قیمت میں یکدم 40,000 روپے کا اضافہ ہوگا۔ حکومت نے کرم کش اور نباتات کش زرعی زہر (پسٹی سائیڈ) پر بھی جی ایس ٹی کی چھوٹ واپس لے لی ہے۔ ڈالر کی قیمت بڑھنے اور جی ایس ٹی کے نفاذ سے زرعی زہر کی جو بوتل 500 روپے میں دستیاب

تھی اب 900 سے 1,000 روپے میں فروخت ہوگی۔ انھوں نے قدرتی گیس اور کھاد کی صنعتوں کے لیے بجلی پر دی جانے والی زرتلافی ختم کرنے پر بھی حکومت کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے جس سے زرعی مداخل کی قیمت بڑھے گی۔ پاکستان میں زرعی شعبہ میں سب سے زیادہ سالانہ 14 بلین لیٹر ڈیزل استعمال ہوتا ہے جس پر حکومت 39 روپے فی لیٹر ٹیکس وصول کررہی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 12 جون، صفحہ 3)

زرعی شعبہ کی صوبوں کو منتقلی کے بعد پہلی بار مالی سال 20-2019 کے لیے صوبوں کی جانب سے زرعی شعبہ کے لیے مجموعی طور پر 50 بلین روپے مختص کیے جانے کا امکان ہے۔ وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق صاحبزادہ محبوب سلطان نے پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا ہے کہ زرعی شعبے کی منتقلی کے بعد صوبے اس پر توجہ نہیں دے رہے اور زرعی شعبے کا بجٹ کم ہوکر 60 فیصد رہ گیا ہے۔ زراعت صوبائی معاملہ ہونے کے باوجود وفاقی حکومت صوبوں کو اس مد میں 12 بلین روپے فراہم کرے گی۔ (ڈان، 14 جون، صفحہ 10)

بیج

ایک خبر کے مطابق روپے کی قدر میں کمی کے تناظر میں درآمد شدہ بیج کی قیمت میں 15 سے 20 فیصد اضافہ متوقع ہے۔ اس اضافے کی وجہ سے حکومت کی جانب سے بیج کی مقامی پیداوار کے فروغ کے لیے مراعات کا اعلان متوقع ہے۔ ایک سرکاری اندازے کے مطابق گزشتہ مالی سال 18-2017 میں اہم سبزیوں کے تقریباً 100 فیصد بیج درآمد کیے گئے تھے۔ سبزیوں کی پیداوار کے لیے سوائے آلو کے درآمدی بیج کا استعمال 93.12 فیصد تھا۔ مکئی کا 71.13 فیصد جبکہ چارے کی کاشت کے لیے 86.33 فیصد درآمدی بیج استعمال کیا گیا۔ چیئرمین ایگری فورم پاکستان ابراہیم مغل نے ملک میں بیج کی قیمت میں کمی کے لیے ہنگامی اقدامات کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ (دی نیوز، 9 جون، صفحہ 17)

- ہائبرڈ بیج

گندم:

گارڈ ایگریکلچرل ریسرچ اینڈ سروسیز کے سربراہ شہزاد علی ملک نے کہا ہے کہ پاکستان میں 2020 تک گندم کا ہائبرڈ بیج دستیاب ہوگا اور توقع ہے کہ یہ بیج ملک میں اس وقت کاشت کیے جانے والے روایتی بیجوں کے مقابلے 40 سے 45 فیصد پیداوار میں اضافے کے لیے معاون ہوگا۔ اس حوالے سے بیجنگ اکیڈمی آف ایگریکلچرل سائنس کے تعاون سے کام جاری ہے اور گزشتہ پانچ سالوں کے دوران اس منصوبہ پر 2.5 ملین ڈالر خرچ کیے جاچکے ہیں۔ اس ہائبرڈ گندم کا ذائقہ روایتی گندم جیسا ہی ہوگا۔ ہائبرڈ بیج پر جانچ ابھی جاری ہے جس کے حوصلہ افزا نتائج مل رہے ہیں۔ اس سال کے آغاز میں محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی، ملتان کے سائنسدانوں نے دعوی کیا تھا کہ انھوں نے موسمی تبدیلی سے مطابقت رکھنے والا گندم کا ہائبرڈ بیج تیار کیا ہے جس سے عام طور پر دستیاب بیج کے مقابلہ 35 سے 40 فیصد پیداوار بڑھ جائے گی۔ اس ہائبرڈ گندم کا تجربہ کرتے ہوئے اسے دو شہروں ملتان اور فیصل آباد میں کاشت کیا گیا تھا۔ ملتان میں فی ایکڑ 66 من جبکہ فیصل آباد میں 60 من فی ایکڑ پیداوار حاصل ہوئی، گندم کی عام اقسام سے زیادہ سے زیادہ پیداوار 35 سے 40 من حاصل ہوتی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 اگست، صفحہ 20)

- جینیاتی بیج

مکئی:

سیکرٹری وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق ڈاکٹر ہاشم پوپلزئی نے قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی کو آگاہ کیا ہے کہ رپورٹس کے مطابق جینیاتی فصلوں میں استعمال ہونے والی ادویات (زہریلے اسپرے) سرطان کا سبب بن سکتی ہیں اور ملکی زرعی برآمدات کو متاثر کرسکتی ہیں۔ سیکرٹری کا کہنا تھا کہ وزیر اعظم کو ملک میں جینیاتی فصل کے نقصانات سے متعلق تفصیلی رپورٹ پیش کی جائے گی۔ انھوں نے مزید کہا کہ ”ہمارا کام حقائق بیان کرنا ہے، اس کے بعد فیصلہ کرنا حکومت کی صوابدید پر ہے“۔ سیکرٹری کے جینیاتی مکئی پر بیان کردہ تحفظات پر قائمہ کمیٹی نے نیشنل ایگریکلچرل ریسرچ سینٹر (NARC) کو اگلے اجلاس میں ملک میں جینیاتی فصلوں سے

ہونے والے نقصانات پر تفصیلی معلومات فراہم کرنے کے لیے کہا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 مئی، صفحہ 8)

کھاد

نیشنل فرٹیلائزر ڈیولپمنٹ کارپوریشن (NFDC) کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق خریف کی بیجائی کا موسم زور وشور سے جاری ہے۔ مئی کے مہینے میں یوریا کی فروخت 103 فیصد بڑھ کر 593,000 ٹن ہوگئی جو ماہ اپریل میں 292,000 ٹن تھی۔ خریف کے موسم میں کیمیائی کھاد کی فروخت میں مثبت رجحان ہے جو اگلے ماہ بھی برقرار رہے گا۔ ڈائی مونیم فاسفیٹ (DAP) کی فروخت میں بھی اپریل کے مقابلے مئی میں 147 فیصد اضافہ ہوا۔ مئی میں 213,000 ٹن DAP (ڈی اے پی) فروخت ہوئی جبکہ ماہ اپریل میں فروخت 86,000 ٹن تھی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 جون، صفحہ 20)

وزیر اعظم کے مشیر برائے صنعت و تجارت عبدالرزاق داؤد نے کہا ہے کہ کھاد کی صنعتیں آئندہ بات چیت تک کھاد کی قیمتوں میں اضافہ نہیں کریں گی۔ فرٹیلائزر ریویو کمیٹی (FRC) کے اجلاس میں وزیر اعظم کے مشیر نے زور دیا کہ کسانوں کو مدد کی فراہمی اور صنعتوں کے ساتھ پیشہ وارانہ تعلقات حکومت کی اولین ترجیح ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 4 جولائی، صفحہ 13)

وزیر اعظم کے مشیر برائے صنعت و تجارت عبدالرزاق داؤد نے کہا ہے کہ گیس کی قیمت میں اضافے کے بعد کھاد کی فی بوری قیمت میں 100 روپے اضافہ ہوسکتا ہے۔ پریس کانفرنس کے دوران ان کا مزید کہنا تھا کہ کھاد کی صنعت نے فی بوری 200 روپے اضافے کا مطالبہ کیا تھا جو حکومت کو منظور نہیں ہے۔ بجٹ سے پہلے کھاد تیار کرنے والوں کے ساتھ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ کھاد کے کارخانے قیمت نہیں بڑھائیں گے، اب گیس کی قیمت بڑھ گئی ہے تاہم ''منگل (نو جولائی) کو کابینہ نے گیس انفرا اسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس (GIDC) میں کمی کردی ہے''۔ (ڈان، 10 جولائی، صفحہ 10)

ایک خبر کے مطابق حکومت اور کھاد کی صنعتوں کے درمیان حالیہ گیس کی قیمت اور GIDC (جی آئی ڈی سی) میں اضافے کو (کسانوں پر) منتقل کرنے کے لیے یوریا کی قیمت میں 210 روپے کے بجائے 110 روپے اضافہ کرنے پر اتفاق ہوگیا ہے۔ تاہم اس کا باضابطہ اعلان وزیر اعظم کے مشیر برائے تجارت عبدالرزاق داؤد وزیر اعظم سے منظوری لینے کے بعد کریں گے۔ معاہدے کے مطابق یوریا کی نئی قیمت 1,890 روپے فی بوری ہوجائے گی جو اس وقت ویدھ ہولڈنگ ٹیکس کے بغیر 1,780 روپے فی بوری ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 12 جولائی، صفحہ 1)

وزیر اعظم کے مشیر برائے صنعت و پیداوار عبدالرزاق داؤد نے کہا ہے کہ گیس کے نرخ میں اضافے کی وجہ سے کھاد کی قیمت میں ہونے والا اضافہ 210 روپے تھا، لیکن جی آئی ڈی سی میں کمی سے قیمت میں 200 روپے فی بوری کمی ہوئی، اس طرح کل اضافہ 10 روپے فی بوری ہوگا۔ انھوں نے مزید کہا کہ یوریا کی بوری کی قیمت 1,890 روپے ہے اور ہم نے یوریا کی فی بوری قیمت میں 10 روپے اضافہ کرنے کی اجازت دی ہے"۔ (ڈان، 19 جولائی، صفحہ 10)

ایک خبر کے مطابق 30 جون، 2019 تک چھ ماہ میں یوریا کی فروخت پانچ فیصد بڑھ کر 2.87 ملین ٹن ہوگئی ہے۔ حکومت نے گیس کے نرخوں میں اضافہ کردیا تھا جس پر عمل درآمد جولائی، 2019 سے ہونا تھا، قیمتوں میں متوقع اضافے کے پیش نظر کسانوں، تھوک فروشوں، ترسیل کاروں کی جانب سے پیشگی خریداری یوریا کی فروخت میں اضافے کی وجہ ہے۔ اس کے علاوہ ملک میں وقت پر بارشوں کا ہونا، جو فصلوں کے لیے بہتر ہے، بھی یوریا کی فروخت میں اضافے کا سبب ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 26 جولائی، صفحہ 20)

زرعی قرضے

وزیر اعظم عمران خان نے ایک اعلی سطح اجلاس میں اعلان کیا ہے کہ حکومت نے ملک میں سماجی بہبود کے 36 منصوبہ شروع کیے ہیں۔ حکومت کا شروع کردہ منصوبہ "احساس" ناصرف غربت، بے روزگاری اور صحت

جیسے مسائل کو حل کرنے میں حکومت کے لیے مدد گار ثابت ہوگا بلکہ عوام کی بہبود کے لیے حکومتی وسائل کو بہترین طریقے سے استعمال کیا جا سکے گا۔ اجلاس میں زرعی ترقیاتی بینک لمیٹڈ (ZTBL) کے صدر نے وزیر اعظم کو آگاہ کیا ہے کہ بینک نے کسانوں کو بلا سود قرض فراہم کرنے کے لیے ای کریڈٹ (e-credit) منصوبہ شروع کیا ہے۔ بینک اب تک کسانوں کو 11 بلین روپے کا قرض فراہم کرچکا ہے۔ اس منصوبے کو حال ہی میں آزاد کشمیر تک وسعت دے دی گئی ہے جبکہ سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان حکومت سے بات چیت جاری ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ بینک کو ڈیجیٹلائیزیشن کرنے اور کسانوں کو آٹومیٹیڈ ٹیلی مشین (ATM) کارڈ کی فراہمی کے لیے کام جاری ہے۔ (ڈان، 10 مئی، صفحہ 14)

III۔ غذائی فصلیں، پھل سبزی، نقدآور فصلیں و اشیاء

زرعی ترقی کے لیے بجٹ تجاویز کے حوالے سے ہونے والے ایک اجلاس میں تجویز دی گئی ہے کہ بڑے پیمانے پر کپاس کی درآمدات کو روکنے، اسے ضائع ہونے سے بچانے اور مقامی کسانوں کو بین الاقوامی منڈی کے برابر قیمت وصول کرنے کے قابل بنانے کے لیے کپاس کی درآمد پر ختم کی گئی ریگولیٹری ڈیوٹی کو بحال کیا جاسکتا ہے۔ اجلاس میں گزشتہ دو سالوں میں کھاد کی قیمتوں میں اضافے اور اس کے نتیجہ میں کھاد کے کارخانوں کی منافع خوری پر بھی سخت تحفظات کا اظہار کیا گیا۔ اسپیکر قومی اسمبلی اسد قیصر کی سربراہی میں ہونے والے اس اجلاس میں اہم فصلوں کے لیے امدادی قیمت، قرضوں تک رسائی، درآمدات پر ریگولیٹری ڈیوٹی، جینیاتی (بائیوٹیکنالوجی) بیجوں کی پیداوار و تقسیم، زرعی مشینری پر محصول، کھاد و جراثیم کش ادویات کی درآمدات پر محصول اور زرعی تحقیق کے لیے رقم کی فراہمی کے حوالے سے بات چیت کی گئی۔ (بزنس ریکارڈر، 23 مئی، صفحہ 5)

ایک خبر کے مطابق رواں مالی سال کپاس کی پیداوار میں 17.4 فیصد کمی کے نتیجہ میں زرعی شعبہ کی بڑھوتری میں 0.8 فیصد کمی ہوئی ہے۔ کپاس کی پیداوار میں کمی کی وجہ پانی کی قلت، مداخل کا کم استعمال، غیر معیاری بیج، فصل کے ابتدائی مرحلہ میں کیمیائی کھاد کا استعمال اور زیر کاشت رقبہ میں 12 فیصد کمی کو قرار

دیا گیا ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ گندم میں پھپھوندی جیسی بیماریوں کی وجہ سے اس کی پیداوار میں گزشتہ سال کے مقابلے صرف 0.5 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ چاول کی پیداوار میں 3.3 فیصد کمی دیکھی گئی ہے جبکہ گنے کی پیداوار بھی گزشتہ سال کے مقابلے 19.4 فیصد کم ہوئی ہے۔ چاول اور گنے کے زیر کاشت رقبے میں بھی بلترتیب 3.1 فیصد اور 17.9 فیصد کمی ہوئی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 25 مئی، صفحہ 4)

ضلع خیر پور، سندھ میں زرعی زمینوں پر ٹڈیوں کے جھنڈ دیکھے گئے ہیں جس سے کھیتوں کو زبردست نقصان کا خطرہ ہے۔ ایس سی اے کے ضلعی صدر نثار حسین خاصخیلی کا کہنا ہے کہ اگر صوبائی و وفاقی حکومت نے فوری اقدامات نہیں کیے تو تقریباً 100,000 ایکڑ رقبے پر کپاس کی فصل متاثر ہونے کا امکان ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ بلوچستان میں وفاقی حکومت کی پانچ ٹیمیں ٹڈی دل کے حملے پر قابو پانے کے لیے کام کررہی ہیں۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ ان میں سے ایک ٹیم خیر پور بھیجی جائے اور ضلع میں ہنگامی حالت کا اعلان کیا جائے۔ ٹڈی دل کے یہ جھنڈ سبز پتے کھاتے ہیں جن پر قابو پانے کا روایتی طریقہ زمین اور فضا میں کرم کش زہر کا اسپرے ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 3 جون، صفحہ 4)

قومی اقتصادی سروے 19-2018 کے مطابق زرعی شعبہ میں بڑھوتری کی شرح مقررہ ہدف 3.8 فیصد کے مقابلے صرف 0.85 فیصد رہی جو انتہائی معمولی ہے۔ اہم فصلوں کی پیداوار میں 6.55 فیصد کمی کی وجہ سے بڑھوتری کی شرح 3.6 فیصد ہدف کے مقابلے منفی 4.43 فیصد رہی۔ گنے کی پیداوار میں 19.4 فیصد، کپاس کی پیداوار میں 17.5 فیصد اور چاول کی پیداوار میں 3.8 فیصد کمی ہوئی ہے جبکہ مکئی کی پیداوار میں 6.9 فیصد اور گندم کی پیداوار میں 0.5 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ سروے کے مطابق مال مویشی شعبہ میں 3.8 فیصد ہدف کے مقابلے چار فیصد بڑھوتری ہوئی ہے۔ ماہی گیری شعبہ میں 0.79 فیصد اور جنگلات کے شعبہ میں 6.47 فیصد بڑھوتری ہوئی ہے۔ پیاز و مرچ کی پیداوار میں بلترتیب دو فیصد اور 0.4 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ تاہم دالیں، آم اور آلو کی پیداوار میں کمی ہوئی ہے۔ (ڈان، 11 جون، صفحہ 10)

بلوچستان کو متاثر کرنے کے بعد ٹڈی دل نے سندھ کے ضلع خیرپور کے مختلف حصوں کا رخ کرلیا ہے۔ وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق کے محکمہ تحفظ نباتات (DPP) نے متاثرہ دونوں صوبوں میں کارروائی کا آغاز کردیا ہے۔ تاہم کسان حکومتی اقدامات سے مطمئن نہیں ہیں۔ خیرپور کے متاثرہ علاقوں میں ٹھری میر واہ، بیر وارو اور کھبر وارو شامل ہیں جبکہ بلوچستان میں گوادر، لسبیلہ، چاغی اور کیچ اضلاع کے کم از کم 25 مقامات بری طرح متاثر ہوئے ہیں۔ وزارت کا کہنا ہے کہ اس نے تمام متاثرہ علاقوں میں کام شروع کردیا ہے۔ محکمہ نباتات کے ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) محمد طارق خان کے مطابق اب تک بلوچستان میں 5,020 ہیکٹر کا علاقہ کامیابی سے ٹڈیوں سے پاک کیا جاچکا ہے۔ (ڈان، 13 جون، صفحہ 14)

وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے ٹڈی دل سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا اور دعوی کیا ہے کہ حکومت ٹڈی دل سے نمٹنے کے لیے ہر ممکن اقدامات کررہی ہے۔ اخبار سے بات کرتے ہوئے خیرپور کے کسانوں نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ کسانوں کا کہنا تھا کہ 30 سے 40 ہزار ہیکٹر رقبے پر کپاس کی فصل متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔ فوری طور پر مؤثر اقدامات نہیں کیے گئے تو کپاس کی فصل سے کچھ کلومیٹر کے فاصلہ پر موجود لاکھوں کی تعداد میں ٹڈی دل کپاس کی فصل پر حملہ کرسکتے ہیں۔ ایس سی اے، خیرپور کے صدر نثار خاصخیلی کا کہنا ہے کہ کپاس کی فصل کا علاقہ ٹڈی دل کے متاثرہ علاقے سے صرف سات کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ (ڈان، 17 جون، صفحہ 1)

وزیر اعلی سندھ سید مراد علی شاہ نے سندھ اسمبلی میں بجٹ پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ قومی سطح پر چاول کی پیداوار میں سندھ کا حصہ 36 فیصد، گنے کی پیداوار میں 29 فیصد، کپاس کی پیداوار میں 34 فیصد اور گندم کی پیداوار میں 15 فیصد ہے۔ حکومت سندھ کی جانب سے مالی سال 2019-20 کے لیے زرعی شعبہ میں 8.4 بلین روپے مختص کرنے کی تجویز دی گئی ہے جس میں سے 4.7 بلین روپے غیرملکی مدد پر مبنی ہیں۔ محکمہ زراعت نے مالی سال 2018-19 میں 893.4 ملین روپے کے اخراجات کیے ہیں جبکہ اسے 1.74 بلین روپے کی رقم جاری کی گئی تھی۔ حکومت سندھ 1,850 واٹر کورسوں کو پکا کرنے کی منصوبہ بندی کررہی ہے۔

اس کے علاوہ 400 تھریشر، 400 روٹیویٹرز، 400 زیرو ٹائلج، 500 خود کار لوڈر، 20,000 توانائی سے چلنے والے اسپرے اور 500 ٹریکٹر ٹرالیوں پر کسانوں کو زرتلافی دینے کی تجویز دی گئی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 15 جون، صفحہ 20)

سندھ کے مختلف علاقوں میں ٹڈی دل کا حملہ جاری ہے جبکہ وفاقی وصوبائی حکومت اس کے خاتمے کی ذمہ داری ایک دوسرے پر عائد کررہی ہیں۔ سندھ حکومت نے وفاقی حکومت سے ٹڈی دل کے خاتمے کے لیے مزید عملہ تعینات کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ پہلے حملہ میں ٹڈی دل نے فصلوں کو 500 سے 600 ملین روپے کا نقصان پہنچایا ہے۔ جنرل سیکرٹری ایس سی اے زاہد حسین بھرگڑی نے خبردار کیا ہے کہ آئندہ ہفتہ بڑی تعداد میں افزائش کے بعد دوسرے حملے میں ٹڈی دل فصلوں پر تباہی مچاد ینگے۔ انھوں نے مزید کہا کہ صوبائی حکومت چینی پر زرتلافی کی مد میں چار بلین روپے فراہم کرسکتی ہے تو کیا فضائی و زمینی اسپرے کے لیے 100 سے 200 ملین روپے خرچ نہیں کرسکتی ہے۔ صوبائی حکومت اسپرے کے لیے وفاقی حکومت پر انحصار کررہی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 جون، صفحہ 4)

ایک خبر کے مطابق ضلع دادو میں ہزاروں ایکڑ زرعی زمین پر ٹڈی دل پھیل گئے ہیں جس سے فصلوں کو نقصان پہنچا ہے۔ کسان شکایت کررہے ہیں کہ کوئی وفاقی یا صوبائی حکومت اور ماہرین متاثرہ علاقے میں نقصان کا اندازہ لگانے اور فصلوں کے تحفظ کے لیے نہیں پہنچے ہیں۔ کسانوں کا کہنا ہے کہ وفاق اور صوبوں کی عدم توجہی کی وجہ سے متاثرہ علاقوں میں اب تک فضائی اسپرے شروع نہیں کیا گیا ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ ٹڈی دل پہلے ہی ہزاروں ایکڑ زمین پر کھڑی فصلوں کو نقصان پہنچاچکے ہیں اور اب دریائے سندھ کے ساتھ کچے کے علاقے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ (ڈان، 29 جون، صفحہ 17)

حیدرآباد میں دو روزہ آم کی نمائش کے افتتاح کے بعد صحافیوں سے بات کرتے ہوئے وزیر زراعت سندھ اسماعیل راہو نے کہا ہے کہ جب مئی کے آخر میں ضلع خیرپور کے تعلقہ نارا میں ٹڈی دل کی موجودگی

ظاہر ہوئی تو سندھ حکومت نے وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق کے پودوں کی حفاظت کے لیے متعلقہ ادارے DPP (ڈی پی پی) کو آگاہ کیا اور ٹڈی دل کی نقل وحمل سے ادارے کو باخبر رکھا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ ٹڈی دل کی افزائش کا وقت تیزی سے قریب آرہا ہے اور اس کا آخری ٹھکانہ صحرا ہوگا جہاں یہ انڈے دینگے۔ اس وقت ان کی تعداد کئی گنا بڑھ جائے گی جس سے صورتحال مزید خراب ہوسکتی ہے۔ صحرائی علاقے میں فضائی اسپرے کیا جاسکتا ہے لیکن ادارے کے پاس صرف ایک جہاز ہے جو اسپرے کرسکتا ہے۔ (ڈان، 30 جون، صفحہ 17)

جنوبی پنجاب میں فصلوں پر ٹڈی دل کے ممکنہ حملے کے پیش نظر صوبائی حکومت نے صورتحال سے نمٹنے کے لیے 102 خصوصی ٹیمیں تشکیل دے دی ہیں۔ تقریباً 23 ٹیمیں ڈیرہ غازی خان، 36 بہاولپور اور 43 ٹیمیں ملتان میں ٹڈی دل کے ممکنہ حملے کی نگرانی کریں گی۔ کچھ دن پہلے چیف سیکرٹری پنجاب یوسف نسیم کھوکھر نے تمام متعلقہ اداروں کو جنوبی پنجاب میں ٹڈی دل کے خطرے سے نمٹنے کے لیے منصوبہ بندی کی ہدایت کی تھی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 7 جولائی، صفحہ 11)

سندھ اور بلوچستان میں ٹڈی دل کے حملے کے بعد پنجاب حکومت ہنگامی صورتحال کے لیے پوری طرح چوکس ہے۔ محکمہ زراعت کے ترجمان کا کہنا ہے کہ خطرے کے پیش نظر فصلوں کو ممکنہ حملے سے بچانے کے لیے تمام ممکن اقدامات کیے جارہے ہیں۔ محکمے نے صورتحال کا مسلسل جائزہ لینے کے لیے جنوبی پنجاب میں خصوصی عملہ تعینات کردیا ہے۔ اس سلسلے میں وفاق اور صوبے کے متعلقہ محکمے ہر وقت رابطے میں ہیں۔ (ڈان، 2 جولائی، صفحہ 10)

ٹڈی دل تعلقہ نگر پارکر، سندھ کے مختلف علاقوں میں پہنچ گئے ہیں جس سے فصلوں کو شدید خطرات لاحق ہوگئے ہیں۔ مقامی افراد کے مطابق بڑی تعداد میں ٹڈی دل درختوں اور پودوں کے پتے کھاتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ اگر وفاقی اور سندھ حکومت کی جانب سے فوری اقدامات نہیں کیے گئے تو ٹڈی دل حالیہ

بارشوں کے بعد کاشت کی جانے والی فصلوں کو شدید نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ (ڈان، 13 جولائی، صفحہ 17)

ایک خبر کے مطابق مالی سال 2019 کے دوران زرعی شعبہ کی کارکردگی (بڑھوتری) کم رہی ہے جس میں صرف 0.8 فیصد کا معمولی اضافہ دیکھا گیا ہے۔ گزشتہ مالی سال 2018 میں بڑھوتری کی شرح 3.9 فیصد تھی۔ زرعی شعبہ میں بڑھوتری کی یہ (0.8 فیصد) شرح اس سال کے ہدف 3.8 فیصد کے مقابلے انتہائی کم ہے۔ اسٹیٹ بینک کی جاری کردہ سہہ ماہی رپورٹ کے مطابق فصلوں کی پیداوار میں 4.4 فیصد کمی دیکھنے میں آئی ہے جبکہ گزشتہ سال 2018 میں پیداوار میں 4.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ پانی کی کمی اور کھاد و زرعی اسپرے کی قیمتوں میں اضافے کے بعد کئی اہم فصلوں کی پیداوار اور زیر کاشت رقبے میں نمایاں کمی ہوئی ہے۔ پانی کی کمی کی وجہ سے خصوصاً سندھ میں خریف کی فصلوں کے زیر کاشت رقبے میں کمی دیکھنے میں آئی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 16 جولائی، صفحہ 7)

محکمہ داخلہ سندھ کے جاری کردہ ایک اعلامیہ کے مطابق ضلع تھرپارکر اور عمرکوٹ میں دفعہ 144 کے تحت سرکاری زمین، ریت کے ٹیلوں پر اور چراگاہوں کے لیے مختص علاقوں میں فصلوں کی کاشت پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ اس طرح کی زمینوں پر فصلوں کی کاشت سے ناصرف مویشی چارے سے محروم ہوتے ہیں بلکہ یہ مقامی لوگوں کے درمیان لڑائی جھگڑے کی بھی وجہ ہے۔ مٹھی، نگرپارکر، کالوئی اور چھاچھرو تعلقوں میں بارش کے بعد تھر کے باسیوں نے آنے والے ہفتوں اور مہینے میں مزید بارشوں کی امید پر اپنی روایتی فصلیں کاشت کرنا شروع کردی تھیں۔ بارشوں پر منحصر اس خطے میں اچھی پیداوار کے لیے 10 سے 15 دنوں کے وقفے سے پانچ سے چھ مرتبہ بارشوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ (ڈان، 5 اگست، صفحہ 15)

30 جون، 2019 کو ختم ہونے والے مالی سال میں بینکوں کی جانب سے زرعی شعبہ میں سرمایہ کاری میں اضافے کے باوجود یہ سرمایہ کاری پانی کی کمی کی وجہ سے کسانوں کی پیداوار بہتر بنانے میں ناکام رہی

ہے۔ مالی سال 19-2018 میں زرعی شعبے میں دیے جانے والے قرضے 21 فیصد بڑھ کر 1,174 بلین روپے تک پہنچ گئے ہیں جو مقررہ ہدف 1,250 بلین روپے سے معمولی کم ہے۔ اسٹیٹ بینک کی تیسری سہ ماہی رپورٹ کے مطابق مالی سال 19-2018 میں اہم فصلوں چاول، کپاس، گنا اور گندم کی پیداوار میں کمی دیکھی گئی ہے۔ کپاس کی پیداوار میں 17.5 فیصد، چاول کی پیداوار میں 3.3 فیصد، گنے کی پیداوار 19.4 فیصد اور گندم کی پیداوار میں 3.2 فیصد کمی ہوئی ہے۔ تاہم مکئی کی پیداوار میں 6.9 اضافہ ہوا ہے۔ پیداوار میں کمی بڑی حد تک زیر کاشت رقبہ میں کمی کے باعث ہوئی ہے جس کی بڑی وجہ بیجائی کے موسم کے دوران پانی کی کمی اور بنیادی زرعی مداخل جیسے کہ بیج، کیمیائی کھاد اور زرعی زہر کی قیمتوں میں اضافہ ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 6 اگست، صفحہ 13)

غذائی فصلیں

- گندم

ایس سی اے کے جنرل سیکرٹری زاہد بھرگڑی نے اپنے جاری کردہ ایک بیان میں کہا ہے کہ سندھ حکومت کے کسانوں سے گندم نہ خریدنے کے فیصلے سے کسانوں کو مجموعی طور پر 28 بلین روپے کے نقصان کا سامنا ہے۔ گودام خالی ہونے کے باوجود حکومت سندھ کا یہ فیصلہ باعث تشویش ہے۔ بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ اس طرح کا فیصلہ کسان دشمن ہے جسے واپس لیا جانا چاہیے اور حکومت کو کسانوں سے گندم کی خریداری کا آغاز کرنا چاہیے۔ اگر سندھ حکومت نے فیصلہ واپس نہ لیا تو کسان احتجاج کریں گے۔ (ڈان، 9 مئی، صفحہ 17)

ایک خبر کے مطابق راولپنڈی اسلام آباد آٹے کے بحران کے دہانے پر ہے۔ محکمہ خوراک پنجاب کے حکام گندم کی ترسیل پر پابندی کے بہانے پنجاب کے دیگر شہروں سے اسلام آباد اور راولپنڈی آنے والے ٹرکوں کو ضبط کررہے ہیں۔ محکمہ خوراک کے ڈپٹی ڈائریکٹر راولپنڈی ڈویژن نے دونوں شہروں کے کمشنروں کی سفارش پر فوڈ ڈائریکٹر پنجاب کو لکھے گئے خط میں سرکاری گوداموں سے گندم فروخت کرنے کی درخواست کی ہے تاکہ منڈی میں گندم کی کمی پر قابو پایا جاسکے۔ اخبار کو دستیاب معلومات کے مطابق وزیر

اعلیٰ پنجاب عثمان بزدار کی ہدایت پر چیف سیکرٹری نے خود خریداری مہم کی نگرانی کی تھی اور گندم کی خریداری کے حوالے سے تمام ڈپٹی کمشنروں کو نئی ہدایات جاری کی گئی تھیں۔ صوبے کے سرحدی علاقوں میں گندم کی صوبے سے باہر منتقلی روکنے کے لیے ناکے (چیک پوسٹیں) قائم کیے جاچکے ہیں جبکہ آٹا ملوں کی گندم کی خریداری اور اس کی نقل و حمل کی کڑی نگرانی کی جارہی ہے۔ سرکاری حکام کے مطابق پنجاب حکومت نے باردانے کے حصول کے لیے 773,000 درخواستیں منظور کی ہیں لیکن صرف اب تک 251,000 کسانوں نے باردانہ وصول کیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 15 مئی، صفحہ10)

آٹا مل مالکان نے مقامی ملوں کو گندم کی ترسیل پر پابندی پر شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے پنجاب حکومت کے خلاف صوبہ کے پی اور بلوچستان کو گندم کی ترسیل روکنے کے خلاف احتجاج شروع کرنے کی دھمکی دی ہے۔ پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن (PFMA) کے چیئرمین ندیم بٹ اور صوبائی سربراہ حاجی محمد طارق نے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ محکمہ خوراک پنجاب نے گندم خریداری مہم کے لیے یہ پابندی عائد کی ہے جو دوسرے صوبوں میں بحران کی وجہ بن سکتی ہے۔ پنجاب سے خیبرپختونخوا کو گندم کی ترسیل گزشتہ چند روز سے بند ہے جس کی وجہ سے خیبرپختونخوا کے مل مالکان ملیں بند کرنے پر مجبور ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 16 مئی، صفحہ15)

کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے 158 بلین روپے لاگت پر مبنی گندم کی خریداری مہم کی منظوری دیدی ہے۔ سیکرٹری وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے اجلاس میں بتایا کہ حالیہ بارشوں و طوفان سے گندم کی فصل متاثر ہوئی ہے اور ابتدائی اندازے کے مطابق مجموعی طور پر گندم کی پانچ فیصد پیداوار کو نقصان ہوا ہے۔ اس وقت ملک میں 5.32 ملین ٹن گندم کا ذخیرہ موجود ہے۔ ابتدائی اندازوں کے مطابق اس سال 25.56 ملین ٹن ہدف کے مقابلے 24.26 ملین ٹن گندم کی پیداوار ہوئی ہے۔ (ڈان، 16 مئی، صفحہ10)

محکمہ انسداد بدعنوانی (اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ) نے محکمہ خوراک سندھ کے 11 ملازمین اور دو تاجروں کے

خلاف 431 ملین روپے مالیت کی 194,000 گندم کی بوریاں غبن کرنے کے الزام میں مقدمات درج کر لیے ہیں۔ ڈپٹی ڈائریکٹر اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ، جامشورو نوراللہ شیخ کے مطابق تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ملزمان نے گزشتہ سال گندم خریداری مہم کے دوران ضلع دادو کے مختلف علاقوں سے 194,000 گندم کی بوریاں غبن کی تھیں۔ ملزمان کی گرفتاری کے لیے دو ٹیمیں تشکیل دے دی گئی ہیں۔ (ڈان، 17 مئی، صفحہ 17)

پنجاب کے وزیر ریونیو ملک محمد انور کا کہنا ہے کہ صوبے میں گندم کی سرکاری خریداری کا عمل معمول کے مطابق جاری ہے اور پنجاب حکومت 130 بلین روپے کی لاگت سے چار ملین ٹن گندم کی خریداری کا ہدف حاصل کرے گی۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ حالیہ بارشوں کے بعد گندم کی پانچ فیصد پیداوار کو نقصان پہنچا ہے۔ تمام ضلعی ریونیو افسران کو ہدایت کردی گئی ہے کہ جلد نقصانات کا سروے مکمل کر کے رپورٹ جمع کرائیں تاکہ متاثرہ کسانوں کے نقصان کی تلافی کی جاسکے۔ (بزنس ریکارڈر، 17 مئی، صفحہ 2)

سندھ حکومت نے صوبے میں گندم کی متوقع قلت اور اس کے نتیجے میں آٹے کی قیمتوں میں اضافے کے پیش نظر گندم کی بین الصوبائی نقل و حرکت پر پابندی کا فیصلہ کیا ہے۔ وزیر خوراک سندھ ہری رام کشوری لال کا کہنا ہے کہ پی ایف ایم اے (جنوبی زون) کی جانب سے سندھ میں ذخائر میں کمی کے خدشہ کے اظہار اور چارہ ملوں (فیڈ مل) کے لیے گندم کی خریداری پر پابندی کی تجویز کے بعد کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں محکمہ داخلہ، کمشنرز اور ضلعی انتظامیہ کو گندم کی دوسرے صوبوں کو ترسیل پر پابندی یقینی بنانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ وزیر خوراک کا مزید کہنا تھا اطلاعات کے مطابق سندھ سے یومیہ 10,000 ٹن گندم پنجاب ترسیل کیا جارہا ہے جس کے بعد سندھ حکومت نے پابندی کا فیصلہ کیا ہے۔ (ڈان، 21 مئی، صفحہ 17)

حکومت پنجاب نے خیبر پختونخوا حکومت کو آگاہ کیا ہے کہ حالیہ بارشوں سے گندم کی پیداوار میں کمی کی وجہ سے حکومت پنجاب نے اس کی بین الصوبائی نقل و حمل پر کوئی پابندی عائد نہیں کی ہے۔ محکمہ زراعت خیبر پختونخوا کے اعلی افسر کے مطابق محکمہ خوراک پنجاب نے ایک خط میں کہا ہے کہ کے پی کو گندم کی

ترسیل نہیں روکی گئی ہے اور اس حوالے سے ذرائع ابلاغ میں چلنے والی خبریں غلط ہیں۔ آئین کی دفعہ 151 کے تحت غذائی اجناس کی بین الصوبائی ترسیل پر پابندی عائد نہیں کی جاسکتی۔ (بزنس ریکارڈر، 24 مئی، صفحہ 7)

ایک خبر کے مطابق پاکستان گندم کی پیداوار کا ہدف حاصل نہیں کرسکا۔ ملک میں مقررہ ہدف 25.5 ملین ٹن کے مقابلے 24.12 ملین ٹن گندم کی پیداوار ہوئی ہے۔ وفاقی وزیر برائے قومی غذائی تحفظ و تحقیق صاحبزادہ محبوب سلطان کا کہنا ہے کہ بھاری بارشوں اور طوفان نے ملک میں گندم کی فصل کو نقصان پہنچایا ہے جس سے گزشتہ سال کے مقابلے پیداوار میں 1.28 ملین ٹن کمی ہوئی۔ صوبائی حکومت کے اعداد و شمار کے مطابق 3.7 ملین ٹن کے گزشتہ ذخائر سمیت ملک میں 27.9 ملین ٹن گندم دستیاب ہوگا جبکہ ملکی طلب 25.8 ملین ٹن ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 29 مئی، صفحہ 1)

ایک خبر کے مطابق گندم کی پیداوار کم ہونے کی وجہ سے اس کی بڑے پیمانے پر ذخیرہ اندوزی شروع ہوگئی ہے جس کی وجہ سے گندم کے سنگین بحران کا خطرہ منڈلا رہا ہے۔ گندم کے بڑے برآمد کنندہ اور وزیر اعظم کے مشیر برائے سمندری امور محمود مولوی نے خبردار کیا ہے کہ ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے آنے والے دنوں میں گندم کی قیمت میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا مقامی منڈی میں گندم کی قلت سے بچنے اور اس کی قیمت کو اعتدال میں رکھنے کے لیے ذخیرہ اندوزوں کے خلاف سخت کاروائی کرنے کی ضرورت ہے، ''بصورت دیگر لوگوں کو گندم کے بحران کے لیے تیار رہنا چاہیئے''۔ گندم کی مسلسل قلت پاکستان کو عالمی منڈی سے گندم کی درآمد پر مجبور کرسکتی ہے جس سے ملکی خزانہ پر پڑنے والے بوجھ میں مزید اضافہ ہوگا۔ آئندہ دنوں میں ذخیرہ اندوزی اور مصنوعی قلت کی وجہ سے آٹے کی قیمت میں دو سے پانچ روپے اضافے کا امکان ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 3 جون، صفحہ 15)

ملک میں گندم کی اچھی فصل ہونے کے باوجود صارفین زیادہ قیمت ادا کررہے ہیں کیونکہ ملوں نے تین ماہ

سے بھی کم عرصے میں آٹے کی قیمت میں پانچویں بار اضافہ کردیا ہے۔ 2.5 نمبر آٹے کی قیمت 39 روپے فی کلو ہوگئی ہے جو اس سے قبل 37.5 روپے فی کلو تھی۔ اسی طرح فائن اور سپر فائن آٹے کی قیمت 41 روپے فی کلو سے بڑھ کر 43 روپے فی کلو ہوگئی ہے۔ ماہ اپریل سے اب تک سندھ کی آٹا ملوں نے 2.5 نمبر آٹے کی قیمت میں پانچ روپے جبکہ فائن اور سپر فائن آٹے کی قیمتوں میں 5.50 روپے فی کلو اضافہ کیا ہے۔ گندم کی قیمت میں اضافے کو آٹے کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ قرار دیتے ہوئے ایک مل مالک کا کہنا تھا کہ 100 کلو گندم کی بوری 3,700 روپے میں دستیاب ہے جو عید سے پہلے 3,400 جبکہ اپریل میں 3,000 روپے میں فروخت ہورہی تھی۔ گزشتہ ماہ آٹا مل مالکان نے وزیر اعلی سندھ سید مراد علی شاہ کو گندم و آٹے کے بحران سے خبردار کیا تھا اور یومیہ 20,000 ٹن گندم کی صوبے سے باہر ترسیل پر پابندی کا مطالبہ بھی کیا تھا۔ سندھ حکومت نے 21 مئی کو اس تناظر میں گندم کی صوبے سے باہر نقل و حرکت پر پابندی عائد کردی تھی۔ آٹا ملوں کا کہنا ہے کہ سندھ حکومت نے نہ تو گندم کی خریداری کی پالیسی متعارف کرائی ہے اور نہ ہی اس کی سرکاری قیمت فروخت مقرر کی ہے۔ دستاویزات کے مطابق سندھ میں گزشتہ سال کا 800,000 ٹن گندم کا ذخیرہ موجود ہے جبکہ درحقیقت صرف 400,000 ٹن ذخیرہ دستیاب ہے۔ پابندی کے باوجود سندھ سے پنجاب کو گندم کی ترسیل کا سلسلہ جاری ہے۔ (ڈان، 13 جون، صفحہ 10)

ایک خبر کے مطابق وفاقی حکومت کی جانب سے گندم کی قیمت کو مستحکم رکھنے اور ذخیرہ اندوزی و منافع خوری کی حوصلہ شکنی کے لیے کھلی منڈی میں گندم فراہم کیے جانے کا امکان ہے۔ وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق صاحبزادہ محبوب سلطان نے ویٹ ریویو کمیٹی کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے گندم کے حوالے سے مجموعی صورتحال کا جائزہ لیا۔ اس وقت صوبوں کے پاس 24.27 ملین ٹن گندم موجود ہے اس کے علاوہ 3.72 ملین ٹن گزشتہ سال کا ذخیرہ بھی موجود ہے۔ مجموعی طور پر 28 ملین ٹن گندم ملک میں موجود ہے جبکہ کھپت 25.84 ملین ٹن ہے۔ کمیٹی میں اس بات پر بھی توجہ دی گئی کہ چارہ بنانے والی صنعتوں (فیڈ انڈسٹری) میں گندم کا استعمال بھی اس کی قیمت میں اضافے کی وجہ ہے۔ منڈی میں مکئی کی قیمت گندم سے زیادہ ہے یہی وجہ ہے کہ چارہ بنانے والی صنعتیں گندم استعمال کررہی ہیں۔ (ڈان، 20 جون، صفحہ 10)

پنجاب حکومت نے مقامی منڈی میں گندم کی قیمت کو مستحکم اور ملوں کو گندم کی مسلسل فراہمی کے لیے صوبے سے باہر سرکاری گندم کی فروخت پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں محکمہ خوراک پنجاب نے وزیر اعلی کو سمری بھیج دی ہے۔ ذرائع کے مطابق اس پابندی کا مقصد یومیہ ہزاروں ٹن گندم اور آٹے کی طورخم اور چمن سرحد سے افغانستان ترسیل روکنا ہے۔ نجی ذخائر سے گندم کی ترسیل جاری رہے گی لیکن ترسیل کاروں کو یہ تحریری ثبوت فراہم کرنا ہوگا کہ ترسیل کیا جانے والا گندم سرکاری نہیں ہے۔ پنجاب کے تمام آٹا ملوں اور گندم و آٹے کے تاجر پہلے ہی محکمہ خوراک کو اپنے ذخائر کی معلومات فراہم کر چکے ہیں۔
(دی ایکسپریس ٹریبیون، 6 جولائی، صفحہ13)

مشیر خزانہ ڈاکٹر حفیظ شیخ کی سربراہی میں کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے ملک میں گندم کی کم پیداوار کے تناظر میں روٹی اور گندم سے تیار ہونے والی اشیاء کی قیمت میں اضافے کے رجحان کی وجہ سے گندم اور آٹے کی برآمد پر پابندی عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ اس سال حکومت کی طرف سے خریدی گئی گندم کی مقدار گزشتہ سال کے مقابلہ میں 33 فیصد کم ہے۔ ملک میں گندم وافر مقدار میں موجود ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اس وقت ملک میں 28 ملین ٹن گندم کا ذخیرہ موجود ہے جبکہ ضرورت 25.84 ملین ٹن ہے۔ مقامی منڈی میں روٹی اور گندم کی دیگر اشیاء کی قیمتوں پر قابو پانے کے لیے اقتصادی رابطہ کمیٹی نے صوبوں کی معاونت سے قیمت کی جانچ کرنے والی قومی کمیٹی (نیشنل پرائس مانیٹرنگ کمیٹی) کا اجلاس منعقد کرنے کی تجویز دی ہے۔ (ڈان، 18 جولائی، صفحہ 1)

اسٹیٹ بینک کے مطابق مالی سال 2019 میں گندم کی ہدف کے مقابلے کم پیداوار کے باوجود پہلے سے موجود ذخائر 25.8 ملین ٹن کی ملکی ضرورت پوری کرنے کے لیے کافی ہیں۔ بینک کی حالیہ رپورٹ کے مطابق گندم کی پیداوار کے اعداد و شمار کے حوالے سے وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق اور قومی اقتصادی سروے (پاکستان اکنامک سروے) کے درمیان تضاد پایا جاتا ہے۔ سروے کے مطابق مالی سال 2019 میں گندم کی پیداوار 0.5 فیصد اضافے کے ساتھ 25.2 ملین ٹن ہوئی ہے جبکہ وزارت قومی غذائی تحفظ و

تحقیق کے حالیہ تخمینے کے مطابق مالی سال 2019 میں گندم کی پیداوار 24.3 ملین ٹن ہوئی ہے جو مقرر کردہ ہدف 25.1 ملین ٹن سے 3.2 فیصد کم ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 21 جولائی، صفحہ 1)

ایوان وزیر اعظم میں ہونے والے ایک اعلی سطح کے اجلاس میں پنجاب میں گندم کی سرکاری قیمت میں اضافے پر اتفاق کیا گیا ہے۔ گندم کی 40 کلو کی بوری کی قیمت 1,375 روپے جبکہ 20 کلو آٹے کی قیمت 808 روپے مقرر کرنے پر اتفاق کیا گیا ہے۔ پنجاب کابینہ کی جانب سے نئی قیمتوں کی باضابطہ منظوری اگلے ہفتے متوقع ہے اور حکومت عید کے بعد نئی قیمت پر ملوں کو گندم کی فراہمی دوبارہ شروع کرے گی۔ چیف سیکرٹری پنجاب یوسف نسیم کھوکھر کے مطابق گندم کی 1,300 روپے فی من قیمت غیر حقیقی اور مصنوعی ہے جبکہ 1,375 روپے فی من مناسب ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 4 اگست، صفحہ 1)

محکمہ خوراک پنجاب نے آٹا ملوں کو سرکاری گندم ترسیل کرنے کی منظوری دیدی ہے، گندم کی ترسیل کا آغاز آج سے ہوگا۔ سرکاری گندم کی فراہمی پر 412 روپے فی من زرتلافی دی جائے گی جو آٹا ملوں کی جانب سے قیمت کم کرکے عوام کو کچھ مدد فراہم کرنے میں معاون ہوگی۔ حکومت کی جانب سے گندم کے اجراء کے بعد اس کی قیمت میں 40 سے 55 روپے فی من کمی کا امکان ہے۔ آٹا ملوں کو کھلی منڈی سے جو گندم کی بوری 1,787 روپے میں مل رہی تھی وہ اب 1,375 روپے میں دستیاب ہوگی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 16 اگست، صفحہ 11)

پھل اور سبزی

- آم

ایک خبر کے مطابق اس سال موسمی تبدیلی کے سنگین اثرات آم کی پیداوار میں 30 فیصد کمی کا باعث بن رہے ہیں۔ آم کی برآمد کا موسم 20 مئی، 2019 سے شروع ہوگا جبکہ اس سال 100,000 ٹن آم کی برآمد کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ آل پاکستان فروٹ اینڈ ویجی ٹیبل ایکسپورٹرز، امپورٹرز اینڈ مرچنٹز ایسوسی

ایشن (PFVA) کے سربراہ وحید احمد کے مطابق پاکستان میں آم کی کل پیداوار 30 فیصد کمی کے ساتھ 1.2 ملین ٹن رہنے کا امکان ہے جو گزشتہ سال 1.8 ملین تھی۔ موسمی تبدیلی کے نتیجے میں تیز آندھیوں وطوفان اور غیر متوقع بارشوں کی وجہ سے آم کی فصل کو سندھ میں 10 فیصد جبکہ پنجاب میں تقریباً 35 فیصد نقصان پہنچا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 10 مئی، صفحہ 7)

کمشنر حیدرآباد محمد عباس بلوچ کی سربراہی میں ہونے والے اجلاس میں اعلان کیا گیا ہے کہ حیدرآباد ایکسپو سینٹر میں تین روزہ آم میلہ 2019 منعقد کیا جائے گا۔ کمشنر نے اجلاس کے شرکاء پر زور دیا ہے کہ تمام شراکت دار آم میلے میں بھرپور حصہ ڈالیں تاکہ مناسب طریقے سے میلے کا انعقاد کیا جاسکے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ میلے کی تاریخ کا تعین اور اس کی منصوبہ بندی کے لیے ٹیم تشکیل دی جانی چاہیے۔ کمشنر نے ٹنڈوالہیار، ٹنڈو محمد خان، ٹیاری اور حیدرآباد کے متعلقہ افسران کو آم کے کاشتکاروں کی فہرست تیار کرنے کی ہدایت کی ہے۔ (ڈان، 1 جون، صفحہ 17)

ایک خبر کے مطابق میرپور خاص، سندھ میں شہید محترمہ بے نظیر بھٹو نمائش ہال میں آم و موسم گرما کے دیگر پھلوں کا سالانہ 45 واں میلہ جاری ہے۔ کمشنر میرپور خاص عبدالوحید شیخ نے تین روزہ میلے کا افتتاح کیا۔ چیئرمین انتظامیہ کمیٹی محمد عمر بھگیو کے مطابق میلے میں 50 اسٹالوں پر 200 سے زائد اقسام کے آم نمائش کے لیے پیش کیے گئے ہیں۔ (ڈان، 15 جون، صفحہ 17)

- شہد

وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ وتحقیق صاحبزادہ محبوب سلطان کے مطابق پاکستان سالانہ 12,000 ٹن شہد پیدا کرتا ہے۔ پیر مہر علی شاہ ایرڈ ایگریکلچرل یونیورسٹی میں شہد میلے میں انھوں نے پیشہ ور ماہرین اور شہد بانی کرنے والوں کی پیداواری صلاحیتوں میں اضافے پر زور دیا ہے۔ میلہ کا انعقاد یونیورسٹی کے شعبہ حشریات (اینٹومولوجی) نے ایگری ٹورزم ڈیولپمنٹ کارپوریشن آف پاکستان (ATDC) کے تعاون سے کیا

جس کا مقصد شہد کی مکھیوں، شہد اور اس سے بنی مصنوعات کو فروغ دینا تھا۔ (ڈان، 19 جون، صفحہ 4)

نقد آور فصلیں

- کپاس

پاکستان کاٹن جنرز ایسوسی ایشن (PCGA) کے مطابق یکم مئی تک کپاس کی پیداوار 10.77 ملین گانٹھیں ہوئی ہے جو پچھلے سال کے مقابلے 6.94 فیصد کم ہے۔ تفصیلات کے مطابق پنجاب میں کپاس کی پیداوار 9.55 فیصد کمی کے بعد 6.628 ملین گانٹھیں اور سندھ میں 2.45 فیصد کمی کے بعد 4.149 ملین گانٹھیں ہوئی ہے۔ مجموعی پیداوار سے کپڑا ملوں نے 10 ملین گانٹھیں جبکہ برآمد کنندگان نے 103,540 گانٹھیں خریدی ہیں۔ سب سے زیادہ کپاس کی پیداوار ضلع سانگھڑ، سندھ میں 1.28 ملین گانٹھیں ہوئی ہے۔ اس وقت صرف تین جننگ کے کارخانے کام کررہے ہیں جن میں سے دو پنجاب اور ایک سندھ میں ہے۔ (ڈان، 4 مئی، صفحہ 10)

کپاس کے تاجر بجٹ 20-2019 میں مقامی سطح پر خام کپاس پر 10 فیصد جی ایس ٹی عائد کرنے کی مخالفت کررہے ہیں۔ اپنے ایک بیان میں کراچی کاٹن ایسوسی ایشن (KCA) نے اس تجویز کو رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے کپاس کی پیداوار کی حوصلہ شکنی ہوگی، برآمد متاثر ہوگی اور یہ تجویز حکومت کی ملک میں کپاس کی تجارت کو فروغ دینے کی پالیسی کے خلاف ہے۔ کپاس کی ہموار برآمد میں رکاوٹ کسانوں کو ان کی پیداوار کی مناسب قیمت کی فراہمی میں بھی رکاوٹ بنے گی۔ بیان کے مطابق 2018 میں کپاس کی پیداوار 14.3 ملین گانٹھ ہدف کے مقابلے 10.8 ملین گانٹھیں ہوئی تھی جبکہ اس سال حکومت نے 15 ملین گانٹھوں کا پیداواری ہدف مقرر کیا ہے۔ KCA (کے سی اے) کے رکن نسیم عثمان کا کہنا ہے کہ وہ نہیں سمجھ پائے ہیں کہ حکومت نے 15 ملین گانٹھوں کا ہدف کیوں مقرر کیا ہے، ایسا لگتا ہے کہ حکومت نے یہ تخمینہ زمینی حقائق کو جانے بغیر لگایا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 جون، صفحہ 13)

مقامی منڈی میں گزشتہ ہفتہ کے دوران کپڑا اور دھاگہ ملوں کی جانب سے کپاس کی خریداری میں اضافے کی وجہ سے اس کی قیمتوں میں اضافے کا رجحان دیکھا گیا ہے۔ اس دوران کپاس کے کاروباری حجم میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ کپاس کی قیمت میں 200 سے 300 روپے فی من اضافہ ہوا ہے۔ سندھ میں کپاس کی قیمت 8,650 سے 8,700 روپے فی من، پھٹی کی قیمت 3,800 سے 4,100 روپے فی من اور بنولا کی قیمت 1,550 سے 1,600 روپے فی من کے درمیان ہے۔ پنجاب میں کپاس کی فی من قیمت 8,700 سے 8,750 روپے، پھٹی 3,700 سے 4,200 روپے فی من جبکہ بنولہ کی قیمت 1,550 سے 1,600 روپے فی من ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 29 جولائی، صفحہ 5)

حکومت کی جانب سے ملک میں کپاس کے زیر کاشت رقبے میں تیزی سے کمی پر قابو پانے کے لیے کپاس کی اشارتی قیمت 4,000 روپے فی من مقرر کیے جانے کا امکان ہے۔ مشیر خزانہ عبدالحفیظ شیخ کی سربراہی میں قائم ایک کمیٹی وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق کی جانب سے کپاس کی قیمت کے حوالے سے پیش کی گئی سمری پر غور کرے گی۔ کپاس کی اشارتی قیمت مقرر کرنے کی یہ سمری اقتصادی رابطہ کمیٹی کے گزشتہ اجلاس میں مشیر صنعت و تجارت رزاق داؤد کی درخواست پر رد کردی گئی تھی۔ وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے وزارت صنعت و تجارت کے ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی بنانے کی بھی تجویز دی ہے جس کا مقصد کپاس کی قیمتوں پر نظر رکھنا اور اس صورتحال پر بھی نظر رکھنا ہے کہ کپاس کی قیمت ایک مخصوص حد سے نیچے نہ آئے۔ (بزنس ریکارڈر، 6 اگست، صفحہ 6)

ملک میں کپاس کے زیر کاشت رقبے میں کمی کی وجہ سے سال 2019-20 میں کپاس کی 15 ملین گانٹھوں کی پیداوار کا ہدف پورا ہونے کا امکان نہیں ہے۔ یعنی پیداوار میں کمی کی وجہ سے حکومت کو 2.2 سے 2.5 ملین گانٹھیں کپاس درآمد کرنے کے لیے بھاری زرمبادلہ خرچ کرنا پڑے گا۔ گزشتہ سال کپاس کی چار ملین گانٹھوں کی درآمد پر 1.3 بلین ڈالر خرچ ہوئے تھے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق 71.54 ملین ایکڑ ہدف کے مقابلے اس سال کپاس کا کل زیر کاشت رقبہ 69 ملین ایکڑ ہے۔ حکومت کپاس کی پیداوار

بڑھانے میں کئی محازوں پر ناکام ہوئی ہے۔ کپاس کی ملکی ضرورت 15 سے 16 ملین گانٹھیں ہے جبکہ گزشتہ کئی سالوں سے اس کی پیداوار 11 سے 12 ملین گانٹھوں تک محدود ہے۔ پاکستان میں کپاس کی پیداوار دیگر ممالک میں 1,700 کلوگرام فی ہیکٹر کے مقابلے انتہائی کم 680 کلوگرام فی ہیکٹر ہے۔ (ڈان، 18 اگست، صفحہ 10)

- چاول

رائس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (RRI)، کالا شاہ کاکو کے ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد صابر نے وزیر زراعت پنجاب نعمان لنگریال کو مختصر جائزہ پیش کرتے ہوئے بتایا ہے کہ رواں موسم کے دوران پنجاب میں چاول کی فصل 4.7 ملین ایکڑ رقبے پر کاشت کی گئی ہے اور توقع ہے کہ چاول کی فی ایکڑ اوسط پیداوار 35 من رہے گی۔ امید ہے کہ چاول کی مزید پیداوار اس کی برآمد دو بلین ڈالر تک لے جانے میں معاون ہوگی۔ وزیر زراعت نے کسانوں کے مسائل براہ راست معلوم کرنے کے لیے لاہور ڈویژن کے کاشتکاروں اور زرعی اداروں کا دورہ کیا۔ (بزنس ریکارڈر، 2 اگست، صفحہ 16)

- کھجور

ایک اخباری رپورٹ کے مطابق دنیا میں کھجور پیدا کرنے والا پانچواں بڑا ملک ہونے کے باوجود جدت نہ ہونے کی وجہ سے پاکستان میں کھجور کی صنعت ابتری کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ٹریڈ ڈیولپمنٹ اتھارٹی آف پاکستان (TDAP) کے اعداد و شمار کے مطابق 1999 تک پاکستان میں سالانہ 540,000 ٹن کھجور کی پیداوار ہوتی تھی جس میں اضافے کے بجائے سال 16-2015 میں کھجور کی پیداوار کم ہوکر 467,000 ٹن ہوگئی۔ بلوچستان میں سب سے زیادہ کھجور کی پیداوار ہوتی ہے جو مجموعی پیداوار کا 45 فیصد ہے۔ سندھ میں 43 فیصد، خیبر پختونخوا میں دو فیصد جبکہ پنجاب میں کھجور کی ایک فیصد پیداوار ہوتی ہے۔ بلوچستان کے ضلع تربت میں 100,000 ٹن جبکہ سندھ کے ضلع خیرپور میں 237,000 ٹن کھجور پیدا ہوتی ہے جو ملک کی مجموعی پیداوار کا 42 فیصد ہے۔ 2016 میں پاکستان نے 102 ملین ڈالر مالیت کی کھجور برآمد کی جسے 200

ملین ڈالر تک بڑھایا جاسکتا ہے۔ پاکستان اس وقت جو تین سو اقسام پیدا کرتا ہے وہ بھی 50 سال پرانی ہیں جن کی عالمی منڈی میں زیادہ طلب نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ عالمی منڈی میں پاکستانی کھجور کی قیمت 100 سے 250 روپے فی کلو کے درمیان ہے جہاں دیگر اقسام کی کھجور 700 روپے فی کلو تک میں فروخت ہوتی ہیں۔ کھجور کی پیداوار میں جدت نہ ہونے کی وجہ سے پاکستان اس سے ممکنہ آمدنی سے محروم ہورہا ہے۔ پاکستان امریکہ، کینیڈا، فرانس، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملیشیا اور متحدہ عرب امارات کو تازہ کھجور برآمد کرتا ہے جو مجموعی پیداوار کے 10 فیصد پر مشتمل ہے۔ زیادہ تر خشک کھجور بھارت کو برآمد کی جاتی ہے جس نے اس وقت پاکستانی اشیاء پر 200 فیصد درآمدی محصول عائد کردیا ہے۔ اس محصول سے خشک کھجور کی برآمد بری طرح متاثر ہورہی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 12 مئی، صفحہ13)

- تمباکو

خیبرپختونخوا کے کاشتکار حکومت کی جانب سے سبز تمباکو پر 300 روپے فی کلوگرام پیشگی محصول کے نفاذ پر تقسیم نظر آتے ہیں۔ کاشتکاروں کے ایک گروہ کا دعوی ہے کہ اضافی ٹیکس سے کسانوں پر بوجھ میں اضافہ ہوگا جبکہ دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ محصول کسانوں پر عائد نہیں کیا گیا ہے۔ تمباکو کے کاشتکاروں کی تنظیم ٹوبیکو گروورز ایسوسی ایشن کے چیئرمین لیاقت یوسف زئی کا کہنا ہے کہ صوبے میں تقریباً 65,000 ہزار کاشتکار ہیں اور پاکستان ٹوبیکو بورڈ نے 14,500 کاشتکاروں کو اپنی فصل تمباکو کمپنیوں کو فروخت کرنے کے اجازت نامہ جاری کیے ہیں۔ بقیہ 50,500 کاشتکاروں کو مکمل طور پر نظر انداز کرکے ان کا روزگار خطرے میں ڈال دیا گیا ہے کیونکہ وہ اپنی پیداوار مقرر کردہ قیمت پر فروخت نہیں کرسکتے جس کی وجہ سے وہ اپنی پیداواری لاگت بھی وصول نہیں کرسکتے۔ عائد کردہ پیشگی محصول پر تنقید کرتے ہوئے ان کا مزید کہنا تھا کہ حکومت تیارکنندگان (تمباکو مینوفیکچررز) پر محصول عائد کرے۔ تمباکو خریف کی فصل ہے جو مردان، صوابی، بونیر، چارسدہ، مانسہرہ اور مالاکنڈ کے کچھ علاقوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ مجموعی طور پر ملک میں 46,000 ہیکٹر رقبے پر تمباکو کاشت ہوتا ہے۔ (ڈان، 20 جون، صفحہ10)

پشاور پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس کے دوران تمباکو کے کاشتکاروں نے حکومت کی طرف سے حال ہی میں بجٹ میں عائد کردہ پیشگی ٹیکس میں بڑے پیمانے پر کمی کی سخت مذمت کی ہے اور حکومت پر زور دیا ہے کہ اس اقدام سے ذخیرہ اندوزوں کی حوصلہ افزائی ہوگی اور معیشت کو نقصان ہوگا۔ کاشتکاروں نے حکومت سے کسانوں کے معاشی قتل سے تحفظ فراہم کرنے کے لیے اس فیصلے کو فوری طور پر واپس لینے کا مطالبہ کیا ہے۔ حکومت نے تمباکو کی غیر قانونی تجارت روکنے کے لیے تمباکو پر (حالیہ بجٹ میں تجویز کردہ) 300 روپے فی کلوگرام پیشگی ٹیکس (فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی) کم کرکے 10 روپے فی کلوگرام کرنے کا اعلان کیا تھا۔ (ڈان، 28 جون، صفحہ 7)

اشیاء

- آٹا

چیف سیکرٹری پنجاب اور PFMA (پی ایف ایم اے)، پنجاب کے وفد کے درمیان ہونے والے اجلاس میں آٹا ملوں کو اس شرط پر منڈی سے گندم خریدنے کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ کسانوں سے سرکاری قیمت پر گندم خریدیں گے۔ چیف سیکرٹری پنجاب یوسف نسیم کھوکھر کا کہنا تھا کہ حکومت ملوں کے حقیقی مسائل حل کرے گی تاہم ملوں کو بھی منڈی میں آٹے کی قیمت کو قابو میں رکھنا ہوگا۔ (ڈان، 21 مئی، صفحہ 2)

پنجاب کے ڈپٹی کمشنروں کی غفلت اور صوبائی محکمہ خوراک کے ساتھ رابطے کے فقدان کی وجہ سے صوبے میں آٹے کی قیمت کے حوالے جاری صورتحال مزید کشیدہ ہوگئی ہے۔ ڈپٹی کمشنر دیگر ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ آٹا ملوں کے لیے سرکاری قیمت پر گندم کی خریداری کے بھی ذمہ دار ہیں۔ ذرائع کے مطابق ڈپٹی کمشنروں نے اس سلسلہ میں اب تک کوئی اعلامیہ جاری نہیں کیا بلکہ آٹے کی قیمت میں اضافہ کا الزام محکمہ خوراک پر لگایا جارہا ہے۔ اب پی ایف ایم اے حکومت کی جانب سے فراہم کی جانے والی گندم اور آٹے کی نئی قیمت مقرر کرنے کا مطالبہ کررہی ہے جو اس وقت افراط زر، بجلی و ایندھن کی قیمت اور ڈالر کی قیمت بڑھنے کے باوجود ڈیڑھ سال قبل مقرر کی گئی قیمتوں پر فروخت ہورہا ہے۔ پی ایف ایم اے چاہتی

ہے کہ گندم کی پسائی کے نرخ 100 روپے فی من میں 10 روپے کا اضافہ کیا جائے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 25 جون، صفحہ 11)

وزیر اعلی پنجاب عثمان بزدار نے (نئی) امدادی قیمت مسترد کرتے ہوئے گندم اور آٹے کے سابقہ نرخ برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کسانوں سے گندم 1,300 روپے فی من امدادی قیمت پر خریدی جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی آٹا ملوں کو گندم کی فراہمی اگست سے شروع ہوگی۔ کچھ دن پہلے محکمہ خوراک کی جانب سے اس حوالے سے کئی تجاویز وزیر اعلی کو بھیجی گئی تھیں۔ وزیر اعلی نے واضح کیا ہے کہ آٹے کی قیمت میں اضافہ نہیں کیا جائے گا اور حکومت زرتلافی کا بوجھ برداشت کرے گی۔ گزشتہ سال محکمہ خوارک نے 1,300 روپے فی من قیمت پر آٹا ملوں کو گندم فروخت کی تھی اور آٹے کے 20 کلو کے تھیلے کی مل کی قیمت 760 اور تھوک قیمت 775 روپے مقرر کی گئی تھی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 3 جولائی، صفحہ 11)

فیڈرل بورڈ آف ریونیو (FBR) نے 20 کلو وزن سے زیادہ آٹے کی بوری پر جی ایس ٹی کی چھوٹ ختم کردی ہے جس کے نتیجے میں اب 17 فیصد جی ایس ٹی تندوروں کو فروخت کی جانے والی 80 کلو کی آٹے کی بوری پر لاگو ہوگا۔ اس اقدام سے آٹے کی بوری کی قیمت میں 600 روپے فی بوری اضافہ ہوجائے گا۔ تندور مالکان کی جانب سے یہ اضافہ روٹی کی قیمت میں اضافے کے ذریعے صارفین پر منتقل کیے جانے کا امکان ہے۔ ایف بی آر کے جاری کردہ اعلامیہ کے مطابق فائن آٹا اور میدے پر بھی جی ایس ٹی عائد کردیا گیا ہے۔ آٹے کی قیمتوں میں اضافے کو دیکھتے ہوئے پی ایف ایم اے کے مرکزی چیئرمین نعیم بٹ نے چاروں صوبوں کے مل مالکان کا اجلاس لاہور میں طلب کیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 10 جولائی، صفحہ 2)

ایک خبر کے مطابق ملک بھر میں آٹا ملوں نے 80 کلو کی آٹے کی بوری کی قیمت میں 25 فیصد اضافہ کردیا ہے۔ سال 20-2019 کے منظور ہونے والے حالیہ بجٹ کے بعد فائن آٹے کی بوری (80 کلو) کی قیمت

3,350 سے بڑھ کر 4,200 روپے ہوگئی ہے، جبکہ گزشتہ کچھ دنوں میں عام آٹے کی بوری (80 کلو) کی قیمت 2,800 روپے سے بڑھ کر 3,350 روپے ہوگئی ہے۔ آٹے کی بڑھتی ہوئی قیمت کے پیش نظر نان بائی تنظیموں نے بھی نان اور روٹی کی قیمت میں دو روپے اضافہ کردیا ہے جس کے بعد روٹی کی قیمت آٹھ روپے سے بڑھ کر 10 روپے، نان کی قیمت 10 روپے سے بڑھ کر 12 روپے اور کلچہ کی قیمت 12 روپے سے بڑھ کر 15 روپے ہوگئی ہے۔ مل مالکان کے مطابق انھوں نے آٹے کی قیمت میں اضافہ ملوں کو بجلی پر ملنے والی تین روپے فی یونٹ زرتلافی کے خاتمے، گندم کی خریداری کے لیے حاصل کردہ قرض پر شرح سود 6.5 فیصد سے بڑھا کر 14 فیصد کرنے اور آٹے کی پیکنگ میں استعمال ہونے والے درآمدی مواد کی قیمت میں اضافے کی وجہ سے کیا ہے۔ قیمت میں اضافے کی ایک اور وجہ صوبائی محکمہ خوراک کی جانب سے کئی ملوں کے لیے گندم کا کوٹہ مقرر نہ کرنا ہے جس کی وجہ سے انھیں کھلی منڈی سے گندم 1,500 روپے فی من خریدنا پڑ رہا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 28 جولائی، صفحہ 11)

وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق کے مطابق پنجاب حکومت نے گندم اور آٹے کی قیمتوں پر قابو پانے کے لیے مقامی منڈی میں گندم کی کچھ مقدار جاری کرنے میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ پاکستان ایگریکلچرل اسٹوریج اینڈ سروسز کارپوریشن (PASSCO) اور خوراک کے صوبائی محکموں کے پیش کردہ اعداد و شمار کے مطابق ملک میں 7.63 ملین ٹن گندم کا ذخیرہ موجود ہے جو گزشتہ سال اس ہی مدت کے دوران 11.37 ملین ٹن تھا۔ گندم کی سرکاری خریداری کا عمل تقریباً ختم ہوچکا ہے اور کسانوں سے 1,300 روپے فی من قیمت پر 4.034 ملین ٹن گندم خریدا گیا ہے۔ گندم کی سرکاری خریداری اقتصادی رابطہ کمیٹی کے مقرر کردہ ہدف 6.250 ملین ٹن کے مقابلے 35 فیصد کم ہے۔ محکمہ خوراک سندھ نے اس سال کسانوں سے گندم نہیں خریدا۔ (بزنس ریکارڈر، 31 جولائی، صفحہ 16)

IV۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی

مال مویشی

قومی اقتصادی سروے 19-2018 کے مطابق موجودہ دورحکومت میں ملک میں گدھوں اوربھینسوں کی آبادی میں اضافہ ہوا ہے جبکہ گھوڑے، اونٹ اور خچر کی آبادی مستحکم رہی ہے۔ رپورٹ کے مطابق گدھوں کی تعداد میں 100,000 جبکہ بھینسوں کی تعداد میں ایک ملین سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ سروے کے مطابق 18-2017 میں ملک میں گدھوں کی آبادی 5.3 ملین سے بڑھ کر 19-2018 میں 5.4 ملین جبکہ بھینسوں کی آبادی 37.7 ملین سے بڑھ کر 38.8 ملین ہوگئی ہے۔ سروے کے مطابق ملک میں خچروں کی تعداد 0.2 ملین، اونٹ 1.1 ملین جبکہ گھوڑوں کی تعداد 0.4 ملین ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 12 جون، صفحہ 10)

خیبر ایجنسی میں عید الاضحیٰ کی آمد کے موقع پر قربانی کے جانوروں کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ تاجروں نے قیمت میں اضافے کی وجہ افغان سرحد طورخم سے مویشیوں کی درآمد پر پابندی کو قرار دیا ہے۔ ایک تاجر کے مطابق بھیڑ کی قیمت5,000 سے بڑھ کر8,000 روپے ہوگئی ہے۔ کچھ تاجر افغان صوبہ قندھار سے بھیڑیں پہلے کوئٹہ اس کے بعدانڈس ہائی وے کے ذریعے ضلع خیبر لارہے ہیں جس میں وقت لگتا ہے اور تاجروں کو اضافی اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ مویشیوں کے تاجر طورخم اور لنڈی کوتل انتظامیہ سے رابطے میں ہیں اور انھیں پابندی کے خاتمے کے لیے رضامند کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ (ڈان، 27 جولائی، صفحہ 7)

ساہیوال نسل کی گائے طویل عرصے سے (مقامی) جینیاتی وسائل کے طور پر جانی جاتی ہے۔ 2014 میں ساہیوال نسل کے تحفظ (کنزرویشن) کو 100 سال مکمل ہونے پر حکومت نے آٹھ روپے کا ایک یادگاری ڈاک ٹکٹ بھی جاری کیا تھا۔ سخت موسمی حالات کا مقابلہ کرنے اور دودھ کی زیادہ پیداوار کے لیے مشہور ساہیوال نسل کو سات سے آٹھ ہزار سال قبل وادی سندھ کی قدیم تہذیب کے باشندے بھی پالا کرتے تھے۔ ایڈیشنل ڈائریکٹر محکمہ مال مویشی ڈاکٹر ثمرین کوثر کا کہنا ہے کہ ساہیوال نسل کی گائے ضلع ساہیوال کی مقامی نسل سمجھی جاتی ہے لیکن یہ پاکپتن، اوکاڑہ اور خانیوال سمیت پنجاب کے مختلف علاقوں میں پائی جاتی

ہے۔ ساہیوال نسل کی گائے 20 سے زائد ممالک کو برآمد بھی کی جاتی ہے، مثلاً 1950 میں یہ نسل آسٹریلیا برآمد کی گئی تھی۔ اب آسٹریلیا گوشت اور دودھ کی پیداوار کے لیے اس نسل کی افزائش کررہا ہے۔ آسٹریلیا ساہیوال نسل سے 50 لیٹر دودھ کی پیداوار حاصل کررہا ہے۔ اس سال منعقد ہونے والے دودھ کی پیداوار کے مقابلے میں ساہیوال نسل نے 24 سے 39 کلوگرام دودھ کی پیداوار دے کر اول درجہ حاصل کیا ہے۔ اس دودھ میں چکنائی کا اوسط تناسب 4.8 فیصد ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ ملک میں صرف 44 فارم باضابطہ طور پر اس گائے کی افزائش نسل کرنے والے فارم کے طور پر مندرج (رجسٹرڈ) ہیں۔ پاکستان میں انسانی آبادی میں اضافے کی شرح مویشیوں کی آبادی کے مقابلے میں تیزی سے بڑھ رہی ہے جبکہ ترقی یافتہ ممالک میں مویشیوں کی آبادی میں اضافے کی شرح انسانوں کے مقابلے تین سے چار گنا زیادہ ہے۔
(دی ایکسپریس ٹریبیون، 29 جولائی، صفحہ 11)

- ڈیری

پنجاب فوڈ اتھارٹی (PFA) کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے لاہور میں دودھ کے ترسیل کاروں نے جراثیم سے پاک دودھ ''پیسچرائزڈ ملک'' کی فروخت کی طرف منتقل ہونا شروع کردیا ہے۔ PFA (پی ایف اے) کی جانب سے کھلے دودھ کی فروخت پر 2022 تک پابندی کے تناظر میں دودھ کے ترسیل کاروں نے جراثیم سے پاک دودھ کی فروخت کی جانب منتقل ہونا شروع کیا۔ ڈائریکٹر جنرل پی ایف اے محمد عثمان کے مطابق پیسچرائزیشن کے عمل کی وجہ سے دودھ کی قیمت میں سات روپے فی لیٹر اضافہ متوقع ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 3 جولائی، صفحہ 11)

ماہی گیری

سندھ حکومت نے سمندر میں مچھلی اور جھینگے کے شکار پر جون و جولائی کے مہینے میں پابندی عائد کرنے کی تیاری کرلی ہے۔ حکام کے مطابق اس ماہ کے آخر تک پابندی کا اعلامیہ جاری ہونے کا امکان ہے۔ ملک میں سمندر میں موجود مچھلیوں اور جھینگوں کی افزائش جاری رکھنے کے لیے یہ پابندی ضروری ہے کیونکہ پہلے

ہی ملک میں سمندری خوراک کی برآمد کم ہورہی ہے۔ ادارہ شماریات پاکستان کے مطابق پاکستان کی سمندری خوراک کی برآمد جولائی تا مارچ سال 19-2018 میں سات فیصد کم ہوکر 293.887 ملین ڈالر ہوگئی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 15 مئی، صفحہ 2)

حکام یورپی ممالک اور امریکہ کو سمندری خوراک کی برآمد میں اضافہ کے لیے بلوچستان کے علاقہ گڈانی، لسبیلہ میں ماہی گیری کے لیے بندرگاہ (فش ہاربر) کے مستقبل کا فیصلہ کرنے میں ناکام ہوگئے ہیں۔ یہ بندرگاہ 2015 میں ایک نجی کمپنی ایم کے پاکستان نے تیار کی تھی جس کے لیے کمپنی نے 350,000 روپے فی ایکڑ کے حساب سے 172 ایکڑ زمین پاکستان ٹورازم ڈیولپمنٹ کارپوریشن (PTDC) سے خریدی تھی تاہم قانونی طور پر اس زمین کی منتقلی کے لیے وزیراعظم کی منظوری ضروری ہے جو اب تک نہیں ملی ہے۔ کمپنی کا کہنا ہے کہ بین الاقوامی منڈی میں پاکستانی سمندری خوراک کی طلب ہونے کے باوجود ملک میں مچھلی کی برآمد کے لیے اسے صنعتی پیمانے پر تیار کرنے والے صرف دو کارخانے (پروسیسنگ پلانٹ) ہیں جبکہ بھارت میں ان کارخانوں کی تعداد 396، عمان میں 27، ایران میں 101 اور بنگلہ دیش میں 72 ہے۔ (ڈان، 5 اگست، صفحہ 5)

مرغبانی

پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن (PPA)، شمالی علاقے کے نائب چیئرمین چودھری محمد نصرت طاہر نے ایک پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک دن کا چوزا جو 40 روپے کا ہوا کرتا تھا اب منڈی میں ایک سے دو روپے میں دستیاب ہے۔ یہاں تک کہ جب سے منڈی میں چوزوں کی طلب ختم ہوئی ہے کچھ مخصوص حالات میں چوزے سنالے (ہیچری) پر مفت بھی دستیاب ہیں۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ یہ بدترین صورتحال طویل ہوگئی ہے جو انھیں 50 فیصد غیر فروخت شدہ چوزے ضائع کرنے پر مجبور کررہی ہے۔ مرغیوں کی خوراک میں استعمال ہونے والے 40 فیصد اجزاء درآمد کیے جاتے ہیں۔ ڈالر کی قیمت میں اضافہ اور خام مال پر 17 فیصد جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد یہ اجزا مرغیوں کی خوراک بنانے والے

کارخانوں کی دسترس سے باہر ہوگئے ہیں۔ یہ صورتحال مرغیوں کی خوراک اور اس کے ساتھ ساتھ مرغی کے گوشت اور انڈوں کی پیداواری لاگت پر بھی منفی اثرات مرتب کررہی ہے۔ پولٹری فارمر مہنگی خوراک اور منڈی میں اپنی پیداوار کی کم قیمت کی وجہ سے چوزوں کو فارم میں رکھنے سے کترا رہے ہیں۔ PPA (پی پی اے) نے حکومت سے مرغبانی صنعت میں استعمال ہونے والی ادویات اور دیگر تمام اجزاء پر عائد بھاری محصول میں کمی کے ذریعے فوری مدد طلب کی ہے۔ (ڈان، 30 جون، صفحہ 2)

۷۔ تجارت

مال مویشی درآمد کرنے کی جزوی اجازت ملنے کے اگلے ہی دن بھیڑوں سے لدے کم از کم چار ٹرالر طورخم سرحد کے ذریعے پاکستان میں داخل ہوئے ہیں۔ مقامی تاجروں کا کہنا ہے کہ ایک بھی درآمدی جانور مقامی منڈی میں نہیں لایا گیا اور انھیں فوری طور پر اسلام آباد روانہ کردیا گیا۔ کسٹم سے منظوری میں تاخیر کے باعث گرمی اور دم گھٹنے سے 15 بھیڑیں ہلاک ہوگئیں۔ تاہم طورخم اور لنڈی کوتل میں ذرائع کا کہنا ہے کہ پابندی کے باوجود غیر معروف راستوں کے ذریعے پاکستان سے افغانستان گائے کی غیرقانونی برآمد جاری ہے۔ بڑی تعداد میں گائیں سرحدی محافظوں اور مقامی انتظامیہ کی مدد سے افغانستان لے جائی گئی ہیں۔

(ڈان، 10 اگست، صفحہ 7)

برآمدات

محکمہ زراعت پنجاب پھل، سبزی اور زیادہ قدر والی فصلوں کی عالمی سطح پر اہمیت اجاگر کرنے کے لیے 22 تا 23 جون پنجاب زرعی نمائش 2019 (پنجاب ایگری ایکسپو 2019) کا انعقاد کررہی ہے۔ نمائش میں تقریباً 3,000 کسان اور نو ممالک کے 46 نمائش کنندگان شرکت کریں گے۔ پاکستان کو 80 فیصد زرمبادلہ زراعت سے حاصل ہوتا ہے جس میں پنجاب کا حصہ 60 فیصد ہے۔ نمائش کا افتتاح وزیر اعلی پنجاب عثمان بزدار کریں گے۔ (بزنس ریکارڈر، 21 جون، صفحہ 16)

- گندم

ایک خبر کے مطابق حکومت کی جانب سے بلا محصول گندم کی برآمد کی اجازت دینے کی وجہ سے یومیہ 100,000 گندم کے تھیلے افغانستان برآمد کیے جارہے ہیں۔ گندم کی برآمد کا گھریلو صارفین پر اچھا اثر نہیں پڑا ہے اور پنجاب کی کئی منڈیوں میں گندم کی قیمت دس سالوں کی بلند ترین سطح پر آ گئی ہے۔ راولپنڈی میں قیمت 1,370 روپے فی من جبکہ لاہور، گجرانوالہ اور دیگر اضلاع میں کھلی منڈی میں قیمت 1,305 سے 1,335 روپے فی من پر آ گئی ہے جس میں مزید اضافہ متوقع ہے۔ افغانستان کی بڑھتی ہوئی گندم کی طلب طورخم، چمن، وانا اور لاؤچی سرحدی گزرگاہ کے ذریعے پوری کی جارہی ہے۔ افغان تاجروں کے مطابق افغانستان کی منڈی میں گندم 1,584 روپے فی من (39,614 روپے فی ٹن) فروخت ہورہی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 8 مئی، صفحہ 11)

وفاقی حکومت نے گندم کی برآمد پر فوری طور پر پابندی عائد کرنے کی تجویز مسترد کردی ہے باوجود اس کے کہ حالیہ بارشوں سے گندم کی فصل کو پانچ فیصد نقصان ہوا ہے۔ پی ایف ایم اے نے حکومت سے فوری طور پر گندم کی برآمد پر پابندی کا مطالبہ کیا تھا۔ وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق کا کہنا ہے کہ صوبوں اور پاسکو کے فراہم کردہ اعداد و شمار کے مطابق دستیاب گندم سالانہ طلب 25.84 ملین ٹن سے کہیں زیادہ ہے۔ گندم کی برآمد پر فوری پابندی کی ضرورت نہیں ہے اور موجودہ صورتحال کی ہر ہفتے نگرانی کی جارہی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 4 جون، صفحہ 13)

سرکاری گوداموں اور منڈی میں اضافی گندم ہونے کے باوجود وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق اس کی قیمت میں اضافہ کی وجوہات بتانے میں ناکام ہوگئی ہے۔ سیکرٹری وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق ہاشم پوپلزئی نے سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے قومی غذائی تحفظ کو بتایا ہے کہ ”ہمارے پاس اس کی واضح وجہ موجود نہیں ہے، ہمارا خیال ہے کہ گندم اور آٹے کی قیمت میں اضافے کی وجہ اس کی غیرقانونی برآمد (اسمگلنگ) اور کچھ کاروباری گروہوں کی جانب سے اس کا مرغیوں کی خوراک میں استعمال ہے، کیونکہ

گزشتہ کچھ مہینوں میں مکئی مزید مہنگا ہوگیا ہے''۔ انھوں نے مزید کہا کہ حکومت نے 17 جولائی کو گندم کی برآمد پر پابندی عائد کردی ہے تاہم اب بھی گندم افغانستان اور وسط ایشیائی ریاستوں کو غیرقانونی طور پر برآمد کیا جارہا ہے۔ (ڈان، 6 اگست، صفحہ 4)

- چاول

حکومت کی مسلسل کوششوں کے بعد قطر نے اپنی منڈی پاکستانی چاول کے لیے کھول دی ہے۔ اس سے پہلے قطر سرکاری طور پر پاکستان سے چاول برآمد نہیں کررہا تھا۔ قطر کی سرکاری ''سینٹرل ٹینڈرنگ کمیٹی'' ہر دو مہینے بعد 5,000 ٹن معیاری چاول کی خریداری کے لیے ٹھیکہ جاری کرتی ہے۔ پاکستان ان ٹھیکوں میں شرکت کا اہل نہیں تھا جس کی وجہ سے پاکستانی تاجر سالانہ 30,000 سے 40,000 ٹن چاول کی قطر برآمد سے محروم تھے۔ (ڈان، 10 جولائی، صفحہ 10)

پاکستان سے چاول کی برآمد میں اضافے کا رجحان ہے۔ مالی سال 2019 میں چاول کی برآمد اب تک کی بلند ترین سطح 2.07 بلین ڈالر تک پہنچ گئی ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق پاکستان نے جولائی تا جون، 2018-19 کے دوران 4.097 ملین ٹن چاول برآمد کیا ہے جبکہ گزشتہ سال 4.082 ملین ٹن چاول برآمد کیا گیا تھا۔ سابق چیئرمین رائس ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن آف پاکستان (REAP) کے مطابق پاکستانی برآمد کنندگان بہتر پیداوار کے لیے اپنے طور پر چین سے چاول کے ہائبرڈ بیج درآمد کررہے ہیں، تاہم یہ ہائبرڈ بیج طویل مدت کے لیے کامیاب نہیں ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 12 جولائی، صفحہ 5)

- کھجور

بھارت کی جانب سے پاکستانی برآمدات پر 200 فیصد محصول عائد کیے جانے کے بعد چھوہارے کی برآمد کے لیے پاکستان نے سری لنکا کا رخ کیا ہے۔ TDAP (ٹی ڈی اے پی) کی دعوت پر کھجور کے درآمد کنندگان پر مشتمل تین رکنی وفد سری لنکا سے سکھر پہنچ گیا ہے۔ وفد ایوان صنعت وتجارت سکھر اور آغا قادر

آباد کھجور منڈی کا دورہ کرے گا۔ پاکستانی برآمدات پر بھارت کی جانب سے بھاری محصول عائد کیے جانے کی وجہ سے پاکستان سے خشک کھجور کی برآمد بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ امکان ہے کہ سری لنکا کے درآمد کنندگان کا دورہ پاکستان سے کھجور کی برآمدات کو بڑھانے میں معاون ہوگا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 6 اگست، صفحہ 20)

خیرپور، سندھ کی ضلعی انتظامیہ 24 اور 25 اگست کو کھجور میلہ اور ایک سیمینار منعقد کررہی ہے۔ اس حوالے سے منعقد کیے گئے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے ڈپٹی کمشنر خیرپور محمد نعیم سندھو کا کہنا تھا کہ کھجور میلے کے انعقاد کا مقصد اس خطے میں کھجور کی پیداوار سے متعلق غیر ملکی تاجروں، سرمایہ کاروں اور محققین میں آگاہی پیدا کرنا اور کھجور کے کاشتکاروں کو زرمبادلہ کے حصول میں مدد فراہم کرنا ہے۔ (ڈان، 11 اگست، صفحہ 17)

خیرپور میں شہید بے نظیر بھٹو اوپن ائیر تھیٹر میں دسویں سالانہ کھجور میلہ کا آغاز کردیا گیا۔ میلہ میں کھجور کے کاشتکاروں، مختلف صوبائی محکموں اور غیر سرکاری تنظیموں کی جانب سے کھجور کے 60 سے زائد اسٹال لگائے گئے۔ میلہ کا افتتاح کرتے ہوئے سابق وزیر اعلی سندھ سید قائم علی شاہ نے کاشتکاروں کو مشورہ دیا کہ وہ صرف بھارت کو چھوہارے کی برآمد تک خود کو محدود نہ کریں بلکہ دیگر ممالک میں بھی کھجور کی برآمد بڑھانے کے مواقع تلاش کریں۔ اس حوالے سے کاشتکاروں کو وفاقی حکومت اور متعلقہ اداروں سے مدد حاصل کرنی چاہیے۔ (ڈان، 25 اگست، صفحہ 17)

- سمندری خوراک

ایک خبر کے مطابق مالی سال 19-2018 میں مچھلی اور اس سے تیار اشیاء کی برآمدات میں گزشتہ سال اس ہی مدت کے مقابلہ میں 4.11 فیصد کمی آئی ہے۔ ادارہ شماریات پاکستان کے مطابق جولائی تا مئی، 19-2018 کے دوران سمندری خوراک کی برآمد 406.56 ملین ڈالر ریکارڈ کی گئی ہے جبکہ گزشتہ سال اس

ہی مدت کے دوران 423.97 ملین ڈالر کی سمندری خوراک برآمد کی گئی تھی۔ (بزنس ریکارڈر، 1 جولائی، صفحہ13)

درآمدات

پی ایف ایم اے، سندھ نے گندم کی درآمد پر 67 فیصد محصول ختم کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ موجودہ صورتحال ملک میں سنگین بحران کا باعث بن سکتی ہے۔ پی ایف ایم اے نے وفاقی حکومت کے سامنے اپنا مطالبہ ایسے وقت میں پیش کیا کہ جب حکومت پنجاب اور سندھ نے گندم کی بین الصوبائی ترسیل پر پابندی عائد کردی ہے۔ حتیٰ کہ پنجاب حکومت نے اضلاع کے درمیان گندم کی نقل حمل پر بھی غیر رسمی پابندی عائد کررکھی ہے جس کی وجہ سے دوسرے اضلاع سے آٹا ملوں کو جانے والے گندم کو بھی ضلعی انتظامیہ کی طرف سے روکا جارہا ہے جو منڈی میں تشویش اور قیمتوں میں اضافہ کا سبب بن رہا ہے۔ سربراہ پی ایف ایم اے، سندھ جاوید یوسف کا کہنا ہے کہ گندم کی موجودہ قیمت 1,350 فی من ہوگئی ہے جو سرکاری قیمت سے زیادہ ہے۔ ایسوسی ایشن کا کہنا ہے کہ روپے کی قدر میں کمی اور گندم کی برآمد میں اضافہ سے گندم کی قیمتوں میں مزید اضافہ ہوگا۔ یہ خدشہ ہے کہ ذخیرہ اندوز اس صورتحال سے فائدہ اٹھائیں گے۔ حکومت کو گندم کی درآمد پر عائد 67 فیصد محصول ختم کردینا چاہیے۔ (بزنس ریکارڈر، 22 مئی، صفحہ 3)

- کھاد

سرکاری طور پر درآمد کی گئی 100,000 ٹن یوریا کراچی بندرگاہ پہنچ گئی ہے۔ وفاقی حکومت کی ہدایت پر ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان (TCP) نے یوریا کی درآمد کے لیے پیشکش طلب کی تھیں۔ سب سے کم بولی دینے والی کمپنی امیروپا ایشیا (Ameropa Asia) کو ٹھیکہ دیا گیا جس نے 301.7 ڈالر فی ٹن قیمت پر یوریا فراہم کرنے کی پیشکش کی تھی۔ (بزنس ریکارڈر، 16 اگست، صفحہ 1)

VI۔ کارپوریٹ شعبہ

- سندھ اینگرو کول مائننگ کمپنی

سندھ اینگرو کول مائننگ کمپنی (SECMC) اور اینگرو پاورجن تھر پرائیویٹ لمیٹڈ (EPTL) کے فلاحی ادارے تھر فاؤنڈیشن نے صوبہ بھر میں 100,000 پودے لگانے کے لیے محکمہ جنگلات سندھ کے ساتھ اشتراک کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس سلسلہ میں تھر فاؤنڈیشن اور محکمہ جنگلات سندھ کے درمیان مفاہمت کی ایک یادداشت پر دستخط بھی ہوئے ہیں۔ تھر فاؤنڈیشن محکمہ جنگلات سندھ کو 100,000 پودے فراہم کرے گی۔ تھر میں ایک ملین درخت لگانے کے تھر فاؤنڈیشن کے ''تھر ملین ٹری منصوبہ'' کے تحت یہ اشتراک عمل میں لایا گیا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 8 اگست، صفحہ 5)

- اینگرو کارپوریشن

اینگرو کارپوریشن لمیٹڈ نے رواں سال کی دوسری سہاہی میں بعد از محصول 2.9 بلین روپے منافع کا اعلان کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ کمپنی کو فی حصص 4.97 روپے آمدنی ہوئی ہے۔ اینگرو کارپوریشن کے منافع میں ہونے والا یہ اضافہ گزشتہ سال کے مقابلے 51 فیصد زیادہ ہے (ڈان، 21 اگست، صفحہ 10)

زرعی کمپنیاں

- بائیر

بائیر کراپ سائنس ڈویژن کی جانب سے جدید زرعی طریقوں کو فروغ دینے اور بائیر کی جدید ٹیکنالوجی و زیادہ پیداوار دینے والے بیجوں کی نمائش کے لیے ایک روزہ کسان آگہی پروگرام منعقد کیا گیا۔ تجرباتی کھیتوں کی نمائش میں ماہرین نے کسانوں کو جدید زرعی طریقوں اور ٹیکنالوجی کے ذمہ دارانہ فروغ کی اہمیت پر زور دیا۔ آگہی پروگرام میں بتایا گیا کہ ''مکئی کی 70 فیصد پیداوار استعمال کرنے والی مرغبانی کی صنعت سالانہ 10 سے 12 فیصد بڑھ رہی ہے۔ موجودہ تناسب سے 2023 تک صرف مرغبانی صنعت کی ضرورت ہی سات ملین ٹن متوقع ہے جبکہ پاکستان میں مکئی کی موجودہ پیداوار چھ ملین ٹن ہے۔ یہ ضروری

ہے کہ طلب پوری کرنے کے لیے جدید زرعی ٹیکنالوجی کو اپنایا جائے''۔ اس موقع پر 350 سے زائد کسانوں کو زیادہ پیداوار دینے والے مکئی کے تجرباتی کھیت کا دورہ کروایا گیا اور جدید زرعی طریقوں کا عملی مظاہرہ کیا گیا۔ (بزنس ریکارڈر، 21 جون، صفحہ16)

- اینگرو کارپوریشن

ایک خبر کے مطابق اینگرو فرٹیلائزرز لمیٹڈ، اینگرو فاؤنڈیشن اور ڈپارٹمنٹ آف فارن ایڈ اینڈ ٹریڈ، حکومت آسٹریلیا نے دو سالوں میں اب تک معیاری بیج کے استعمال کے حوالے سے 4,000 چھوٹے کسانوں کو تربیت دی ہے جن میں 600 عورتیں بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے ہی کھیتوں کے محفوظ کردہ بیجوں کی قریبی دیہات کے کسانوں کو تقسیم، فروخت اور تبادلے کے لیے 290 چھوٹے کسانوں کو بطور کاروباری فرد (انٹرپنیور) تربیت دی گئی ہے جن میں 124 عورتیں شامل ہیں۔ اس منصوبے کا مقصد بیج کی ترسیلی کڑیوں (سپلائی چین) کا حصہ بننے اور بیج کی پیداوار میں اعلی مہارت پیدا کرنے کے لیے چھوٹے کسانوں کی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زیادہ آمدنی کے حصول کے لیے معمول کی کاشتکاری میں تصدیق شدہ بیجوں کا استعمال بھی اس منصوبے کا مقصد ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 29 مئی، صفحہ16)

غذائی کمپنیاں

- ٹیٹرا پیک

ٹیٹرا پیک پاکستان نے عوام کو محفوظ دودھ کی فراہمی کے لیے دودھ کی جانچ کرنے والے چھ یونٹ حکومت پنجاب کے حوالے کردیے ہیں۔ یہ یونٹ وزیر خوراک پنجاب سمیع اللہ چودھری کے حوالے کیے گئے جو صنعتی علاقے سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں ٹیٹرا پیک پاکستان کے کارخانے کا دورہ کررہے تھے۔ (بزنس ریکارڈر، 15 مئی، صفحہ16)

- اینگرو فوڈز

اینگرو فوڈز اور فرائس لینڈ کمپنا کی انتظامیہ نے گورنر ہاؤس میں سندھ کے گورنر عمران اسماعیل سے ملاقات کی ہے۔ ملاقات کا مقصد نجی اور سرکاری شراکت داری (پبلک پرائیوٹ پارٹنر شپ) سے ڈیری شعبے سے جڑے چھوٹے کسانوں کے لیے پائیدار روزگار پیدا کرنے اور پاکستانی عوام کو محفوظ ڈیری مصنوعات کی فراہمی پر بات چیت کرنا تھا۔ اس وقت زراعت میں ڈیری شعبہ کا حصہ 50 فیصد ہے اور مجموعی قومی پیداوار میں اس شعبے کا حصہ 11 فیصد ہے۔ اس حوالے سے مینجنگ ڈائریکٹر اینگرو فوڈز کا کہنا تھا کہ ملک بھر میں غذائی معیار کو ریگولیٹری اتھارٹیوں کے ذریعے محفوظ ڈیری مصنوعات کے نظریہ سے ہم آہنگ کرنے کی ضرورت پر بھی بات چیت کی گئی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 3 مئی، صفحہ 5)

یورپی یونین کے پاکستان میں سفیر جین فرینکوئس نے کراچی میں کام کرنے والے اینگرو فوڈز لمیٹڈ کے تربیت یافتہ فارم منتظمین (سپروائزر) سے ڈیری فارموں کے دورے کے دوران ملاقات کی ہے۔ اینگرو فوڈز فارم کے بہتر انتظامی طریقوں کی تربیت اور ڈیری کسانوں کی آمدنی میں اضافے کے ذریعے پائیدار روزگار کے مواقع پیدا کررہی ہے۔ اینگرو نے کل 1,263 افراد کو تربیت دی ہے جن میں 35 فیصد عورتیں ہیں۔ اس وقت 80 تربیت یافتہ فارم منتظم (سپروائزر) تجارتی ڈیری فارموں پر ملازمت کررہے ہیں۔ اس تربیتی منصوبے کے لیے سرمایہ یورپی یونین فراہم کررہی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 28 مئی، صفحہ 5)

- نیسلے

آم کی پیداوار میں 70 ممالک میں پاکستان چھٹے نمبر پر ہے لیکن آم کی عالمی برآمدات میں پاکستان کا حصہ صرف 3.2 فیصد ہے جس کی اہم وجوہات میں محدود معیاد زندگی (شیلف لائف)، ناقص بنیادی ڈھانچہ اور قرنطینہ کے مسائل شامل ہیں۔ نیسلے پاکستان کی جانب سے ایک ملین روپے کی مالی مدد سے مینگو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ملتان قطرہ قطرہ آبپاشی نظام متعارف کروارہا ہے جو فی درخت 14 لیٹر پانی کی ضرورت کے حساب سے ایک ایکڑ باغ کو سات سے آٹھ منٹ میں سیراب کرسکتا ہے۔ اس طریقے سے پانی دینے کے

روایتی طریقہ کار کے مقابلے 90 فیصد پانی کی بچت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور طریقہ کار درختوں کی شاخوں کے گھناؤ کی دیکھ بھال (کنوپی مینجمنٹ) ہے جس میں دو درختوں کے مابین فاصلہ کم ہوتا ہے۔ روایتی طریقہ کار کے تحت ایک ایکڑ پر 36 سے 42 درخت لگائے جاتے ہیں جبکہ کنوپی مینجمنٹ کے تحت درختوں کی تعداد فی ایکڑ 1,300 سے 2,000 ہوتی ہے۔ نیسلے پاکستان کے پائیدار زراعت کے ماہر اللہ بخش کے مطابق درختوں کی کاٹ چھانٹ پر مبنی تکنیک سے ان کی اونچائی کو کم رکھا جاتا ہے جس سے ان درختوں کی دیکھ بھال آسان ہوتی ہے۔ ان تمام طریقوں کے استعمال سے روایتی کاشتکاری کے مقابلے فی ایکڑ آم کی پیداوار کو تین گنا بڑھایا جاسکتا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 2 مئی، صفحہ 8)

کارپوریٹ لابی

ایک خبر کے مطابق تحریک انصاف کی حکومت نے مٹھی بھر صنعتکاروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے ان پر واجب الادا 208 بلین روپے معاف کرنے کی تیاری کرلی ہے۔ سابقہ دونوں حکومتیں بھی جی آئی ڈی سی کی مد میں واجب الادا یہ رقم وصول کرنے میں ناکام رہی تھیں۔ صنعتکاروں کو دی جانے والی یہ چھوٹ عوام خصوصاً غریب کسانوں کے ساتھ ناانصافی ہے جو پہلے ہی رقم ادا کرچکے ہیں لیکن صنعتکاروں نے اسے قومی خزانہ میں جمع کروانے سے انکار کردیا اور عدالت سے رجوع کرلیا۔ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی ایک زیلی کمیٹی کے اجلاس میں ڈائریکٹر جنرل گیس کی جانب سے دیئے گئے ایک بیان کے مطابق حکومت ایک صدارتی آرڈیننس جاری کرنے کے عمل میں ہے۔ دسمبر، 2018 کے اختتام تک جی آئی ڈی سی کی مد میں کل واجبات 416 بلین روپے تھے۔ مجوزہ آرڈیننس کے مطابق صرف چار صنعتی شعبہ جات کیمیائی کھاد، کپڑا، بجلی کی پیداوار اور مائع قدرتی گیس (CNG) کے حق میں کل واجبات کی نصف رقم معاف کردی جائے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 22 اگست، صفحہ 13)

- گندم

پی ایف ایم اے، پنجاب نے صوبے میں گندم کی خریداری کا ہدف مکمل ہونے تک صوبے سے باہر گندم کی

ترسیل پر پابندی کا مطالبہ کیا ہے۔ پی ایف ایم اے، پنجاب کے سربراہ حبیب لغاری نے مطالبہ کیا ہے کہ مقامی سطح پر خریداری کا ہدف مکمل ہونے کے بعد ہی صوبہ سے باہر گندم بھیجی جاسکتی ہے۔ وزیر اعلی پنجاب، چیف سیکرٹری، ڈائریکٹر محکمہ خوراک کو ارسال کیے گئے خط میں پنجاب سے دیگر صوبوں کو معیاری گندم کی ترسیل پر تحفظات کا اظہار کیا گیاہے۔ انھوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ اگر صوبائی حکومت نے اس سلسلے میں فوری اقدامات نہیں کیے تو گندم کی قیمت بڑھ سکتی ہے۔ (ڈان، 2 مئی، صفحہ 2)

پی ایف ایم اے محکمہ خوراک پنجاب کی جانب سے کھلی منڈی سے گندم لے جانے والی گاڑیاں ضبط کیے جانے کے معاملے پر اپنی حکمت عملی واضح کرنے کے لیے 16 مئی کو اجلاس منعقد کرے گی۔ ایسوسی ایشن کے رہنما عاصم رضا احمد نے پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا ہے کہ محکمہ خوراک کھلی منڈی سے گندم کی خریداری کی حوصلہ شکنی کررہا ہے۔ انھوں نے کھلی منڈی میں گندم کی قیمت 1,200 سے 1,400 روپے فی من ہوجانے پر بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے قیمت میں اضافے کوتشویشناک قرار دیا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 11 مئی، صفحہ 5)

پی ایف ایم اے، سندھ کے چیئرمین جاوید یوسف نے وزیر اعلی سندھ کو لکھے گئے خط میں آگاہ کیا ہے کہ سندھ سے یومیہ دو ہزار ٹن گندم دیگر صوبوں کو منتقل کیا جارہا ہے جس سے کھلی منڈی میں دستیاب گندم کے ذخیرے پر دباؤ بڑھ رہا ہے۔ ایسوسی ایشن نے دعوی کیا ہے کہ گزشتہ سال گندم مناسب طریقے سے ذخیرہ نہیں کیا گیا اور کیڑے مکوڑوں سے تحفظ کے لیے اقدامات نہیں کیے گئے۔ گندم کی مقدار کے اعدادو شمار غلط ہیں اور تقریباً 50 فیصد گندم حقیقتاً دستیاب ہے جبکہ سرکاری دستاویزات کے مطابق سندھ حکومت کے پاس گزشتہ سال کے گندم کا 800,000 ٹن ذخیرہ موجود ہے۔ (ڈان، 14 مئی، صفحہ 10)

پی ایف ایم اے، پنجاب نے الزام عائد کیا ہے کہ محکمہ خوراک پنجاب مل مالکان اور چیف سیکرٹری پنجاب کے درمیان ہونے والے معاہدے، جس میں ملوں کو منڈی سے گندم خریدنے کی اجازت دی گئی تھی، کی

خلاف ورزی کر رہا ہے۔ 100 سے زائد گندم سے لدے ٹرک میانوالی کے قریب ضبط کر لیے گئے ہیں جس کی وجہ سے مل مالکان کو ٹرانسپورٹ کی مد میں بھاری اخراجات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ پی ایف ایم اے کا کہنا ہے کہ آٹا ملیں 1,350 روپے فی من قیمت پر گندم خرید رہی ہیں جس پر نقل حمل کے اخراجات کے بعد لاگت 1,400 روپے فی من ہو جاتی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 24 مئی، صفحہ 16)

پی ایف ایم اے، پنجاب نے وفاقی بجٹ 2019 پر تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مجوزہ ٹیکسوں کی وجہ سے دیگر اشیاء سمیت آٹے کی قیمت میں بھی اضافہ ہوگا۔ حکومت نئے ٹیکس کاروں کو نظام میں شامل کرنے کے بجائے موجودہ ٹیکس کاروں پر بوجھ میں اضافہ کر رہی ہے۔ جنوبی پنجاب میں گندم کی قیمت 1,420 روپے فی من سے تجاوز کر گئی ہے۔ حکومت کو فوری طور پر ملوں کے لیے گندم کی قیمت فروخت جاری کرنا چاہیے تاکہ ذخیرہ اندوز منڈی میں گندم لے کر آئیں۔ (بزنس ریکارڈر، 13 جون، صفحہ 17)

پی ایف ایم اے پنجاب نے افغانستان کو آٹا اور اس سے بنی اشیاء کی برآمد پر پابندی کی تجویز کی شدید مخالفت کی ہے۔ پی ایف ایم اے کو خدشہ ہے کہ پابندی سے اربوں روپے کی آٹے کی صنعت برباد ہو جائے گی۔ پی ایف ایم اے، پنجاب کے چیئرمین حبیب الرحمٰن لغاری کے مطابق کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں افغانستان کے لیے آٹا اور اس سے بنی اشیاء کی برآمد پر پابندی کی تجویز دی گئی ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ ملک میں گندم کا بھاری ذخیرہ موجود ہے۔ پنجاب میں 4.8 ملین ٹن، پاسکو کے پاس دو ملین ٹن جبکہ 800,000 ٹن گندم سندھ حکومت کے گوداموں میں موجود ہے۔ گندم کی براہ راست افغانستان برآمد پر پابندی ہونی چاہیے لیکن آٹا اور اس سے بنی اشیاء کی برآمد جاری رہنی چاہیے۔ (بزنس ریکارڈر، 6 جولائی، صفحہ 5)

پی ایف ایم اے، خیبر پختونخوا نے آٹے پر 17 فیصد جی ایس ٹی کے نفاذ کو مسترد کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس فیصلے کو واپس لیا جائے کیونکہ اس سے غریب عوام براہ راست متاثر ہوں گے۔ اے

پی ایف ایم اے کے اجلاس میں متفقہ طور پر منظور ہونے والی قرارداد میں جی ایس ٹی کو مسترد کردیا گیا ہے اور خدشہ ظاہر کیا ہے کہ ٹیکسوں میں اضافے سے عوام کی زندگی بدتر ہوجائے گی۔ مل مالکان نے مستقبل کا لائحہ عمل تیار کرنے کے لیے اگلے روز ایک اور اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (ڈان، 11 جولائی، صفحہ 7)

پی ایف ایم اے نے گندم سے بنی اشیاء اور چوکر پر جنرل ٹیکس عائد کیے جانے کے خلاف بطور احتجاج 17 جولائی سے تین روزہ ہڑتال کرنے کا اعلان کیا ہے۔ پی ایف ایم اے کے مرکزی چیئرمین نعیم بٹ اور دیگر مل مالکان نے ایک پریس کانفرنس کے دوران ہڑتال کا اعلان کیا۔ رہنماؤں کا کہنا تھا کہ ملک میں گندم اور چوکر پر جی ایس ٹی کی اس سے پہلے کوئی مثال نہیں ملتی لیکن حالیہ بجٹ میں ان اشیاء پر ٹیکس متعارف کروایا گیا ہے۔ اس اقدام سے آٹے سے تیار کردہ تمام اشیا متاثر ہوں گی اور ان کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ آٹا اور چوکر پر 17 فیصد جبکہ فائن آٹے پر 10 فیصد جی ایس ٹی عائد کیا گیا ہے۔ پی ایف ایم اے نے دعوی کیا ہے کہ ٹیکس کے نفاذ کے بعد 20 کلو آٹے کے تھیلے کی قیمت میں 170 روپے اضافہ ہوگا۔ پی ایف ایم اے نے خبردار کیا ہے کہ اگر ٹیکس واپس نہ لیا گیا تو ملک میں آٹے کی ترسیل روک دی جائے گی۔ (بزنس ریکارڈر، 13 جولائی، صفحہ 3)

پی ایف ایم اے نے ملک بھر میں ہڑتال کا فیصلہ واپس لے لیا ہے۔ ہڑتال کا فیصلہ جہانگیر ترین کی جانب سے پی ایف ایم اے رہنماؤں کو گندم اور اس سے متعلقہ اشیاء پر ٹیکس نافذ نہ کیے جانے کی ضمانت دینے پر واپس لیا گیا ہے۔ FBR (ایف بی آر) نے اعلان کیا تھا کہ سیلز ٹیکس ایکٹ 1990 میں تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ عام طور پر یہ کہا جارہا تھا کہ آٹے پر جی ایس ٹی عائد کردیا گیا ہے۔ اس معاملے پر ابہام دور کرنے کے لیے ایف بی آر نے واضح کیا ہے کہ آٹا اور اس کی اقسام میدہ سوجی وغیرہ پر ٹیکس عائد نہیں کیا گیا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 17 جولائی، صفحہ 14)

- کپاس

آل پاکستان ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن (APTMA) نے مقامی کپاس پر سیل ٹیکس کے نفاذ کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے ڈیوٹی اینڈ ٹیکس ریمیشن کے تحت کپاس کی (خصوصاً بھارت سے) درآمد کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ APTMA (اپٹما) کی جانب سے سیکرٹری ٹیکسٹائل ڈویژن کو لکھے گئے خط میں کہا گیا ہے کہ مقامی کپاس کی پیداوار پر اضافی ٹیکس 10 فیصد ہے جبکہ سوتی دھاگے (یارن) پر جی ایس ٹی 17 فیصد ہے۔ ان حالات میں اضافی ٹیکسوں کی نفاذ کے بعد کوئی مقامی کپاس اور سوتی دھاگہ نہیں خریدے گا اور اس سے صرف کپاس درآمد کرنے والوں کو فائدہ ہوگا۔ (بزنس ریکارڈر، 21 جولائی، صفحہ 2)

- ڈیری

پاکستان ڈیری ایسوسی ایشن نے وزیراعظم اور ان کے مشیر برائے خزانہ سے ایک خط کے ذریعے چکنائی کی حامل دودھ کی اشیاء (فیٹ فلڈ ملک پروڈکٹس) پر 10 فیصد جی ایس ٹی واپس لینے کی درخواست کی ہے۔ یہ اشیا سیلز ٹیکس ایکٹ 1990 کے شیڈول 8 کے زمرے میں آتی ہیں۔ ایسوسی ایشن کے چیئرمین ذوالفقار خالد کا کہنا ہے کہ ٹیکس کے نفاذ کی پالیسی سے ناصرف دودھ کی صنعت کو نقصان پہنچے گا بلکہ کمپنیوں کے تیار کردہ چائے اور مخصوص غذائیت کے حامل دودھ کی قیمت بڑھنے کی وجہ سے عوام ملاوٹ شدہ غیر معیاری کھلا دودھ خریدنے پر مجبور ہوں گے۔ انھوں نے مزید کہا کہ چائے کو سفید کرنے والے محلول (ٹی وائٹنر) غریب طبقہ بازار میں دستیاب کھلے دودھ کے متبادل کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 19 جون، صفحہ 20)

ایڈوائزری کونسل آف فرٹیلائزر مینوفیکچررز آف پاکستان نے حکومت سے زرتلافی کی مد میں کھاد کمپنیوں کو 20.67 بلین روپے کی ادائیگی کے لیے آئندہ بجٹ میں رقم مختص کرنے کے لیے کہا ہے۔ 2019-20 کے بجٹ کے لیے اپنی تجاویز میں کونسل نے کھاد کی صنعت میں استعمال ہونے والے تمام مداخل بشمول گیس پر جی ایس ٹی صفر کرنے کی سفارش کی ہے۔ اس کے علاوہ پیداوار میں خام مال کے طور پر استعمال ہونے

والے سلفر، مائع قدرتی گیس (LNG) کو بھی صفر درجہ ٹیکس میں شامل کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔ کونسل نے ملک میں ڈی اے پی کھاد کی دستیابی اور رسائی کو بہتر بنانے کے لیے ایڈیشنل سیلز ٹیکس ختم کرنے کی بھی تجویز دی ہے۔ (ڈان، 15 مئی، صفحہ 10)

- کینو

کینو کے کاشتکاروں نے آنے والے موسم میں کینو کی قیمت فروخت 600 روپے فی من (40 کلوگرام) مسترد کردی ہے اور اسے کاشتکاروں کو مالی نقصان پہنچانے کے لیے تاجروں کی سازش قرار دیا ہے۔ کاشتکاروں کا یہ ردعمل پی ایف وی اے اور کینو پروسسنگ کرنے والے کارخانوں کی جانب سے 2019-20 کی پیداوار کے حوالے سے حالیہ فیصلے کے بعد سامنے آیا۔ کاشتکاروں کے ایک گروہ نے متعلقہ حکام سے کاشتکاروں کی شکایات دور کرنے اور کینو کی معقول قیمت کے اعلان کا مطالبہ کیا ہے۔ فیڈریشن آف پاکستان چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری کی قائمہ کمیٹی برائے باغبانی کے سابق چیئرمین احمد جواد کے مطابق گزشتہ سال کینو کی قیمت فروخت 850 روپے فی من تھی جبکہ اس سال کے لیے 600 روپے فی من قیمت جاری کی گئی ہے جو ناانصافی ہے کیونکہ ڈی اے پی، پوٹاش اور یوریا کھاد کی قیمتیں گزشتہ سال کے مقابلے بڑھ چکی ہیں جبکہ ڈیزل کی قیمت کے بارے میں تو ابھی بات ہی نہیں کی جارہی جس کی قیمت ریکارڈ بلند سطح پر ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ سیاسی منظر نامہ اور سرکاری اداروں (آفیشل مکینزم) میں موجود کچھ گروہ سرگودھا میں قائم کینو کے پروسسنگ کارخانوں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کررہے ہیں۔ پاکستانی کاشتکاروں نے سٹرس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سرگودھا کی مدد سے کامیابی کے ساتھ بغیر بیج کے کینو کی اقسام بھی کاشت کی ہیں۔ (ڈان، 15 اگست، صفحہ 9)

سیکرٹری جنرل بزنس مین پینل احمد جواد نے چینی حکام کو تجویز دی ہے کہ چین کو لازمی طور پر سی پیک سمیت ہر راستے سے پاکستانی کینو برآمد کرنے کی اجازت دینی چاہیے۔ پاکستانی کینو کی زیادہ مانگ کی وجہ سے چین پاکستانی کینو کی کم از کم 100,000 ٹن کی منڈی ہے۔ تاہم کینو کی برآمد اس پر منحصر ہے کہ اس

منڈی کوکس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستان نے فلپائن اور چین کی منڈیوں کو ہدف بنایا ہے اور اس سال کینو کی برآمد 20 فیصد تک بڑھنے کی توقع کی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 20 اگست، صفحہ 5)

- مرغبانی

پی پی اے کے وفد نے وزیراعظم کے مشیر برائے صنعت و تجارت عبدالرزاق داؤد سے ملاقات میں تجویز دی ہے کہ مرغیوں کے چارے کے اجزاء سیلز ٹیکس سے مستثنیٰ ہونے چاہییں جس سے چارے کی لاگت کم ہوگی اور مرغبانی شعبہ مسابقت کے قابل ہوگا۔ وزیراعظم کے مشیر نے وفد کو یقین دہانی کروائی ہے کہ مرغبانی شعبہ کی بڑھوتری کے لیے ان کی محصولات سے متعلق تجاویز پر غور کیا جائے گا۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ دیوہیکل عالمی غذائی کمپنی کارگل جیسی کمپنیاں پاکستانی منڈی میں اپنے کاروبار کو بڑھا رہی ہیں جس سے مرغبانی شعبہ کو فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ کارگل نے پاکستان میں اگلے تین سے پانچ سالوں میں 200 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کا عزم کیا ہے۔ پاکستان میں سالانہ 18,000 ملین انڈے اور 2,250 ملین کلوگرام سے زیادہ مرغی کے گوشت کی پیداوار ہوتی ہے۔ ملک بھر کے دیہی علاقوں میں 15,000 سے زیادہ مرغی خانے (پولٹری فارم) ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 26 مئی، صفحہ 13)

VII۔ بیرونی امداد

نیشنل فورٹیفکیشن الائنس (NFA) پاکستان نے عالمی غذائی پروگرام (WFP) اور آسٹریلیا کی حکومت کے تعاون سے اسلام آباد اور راولپنڈی میں غذائی کمی سے نمٹنے کے لیے آٹے میں مصنوعی غذائیت شامل کرنے (فورٹیفیکیشن) کے منصوبے کا آغاز کیا ہے۔ WFP (ڈبلیو ایف پی) کے پاکستان میں نمائندے فنبار کوران (Finbarr Curran) کے مطابق پاکستان کی تقریباً آدھی آبادی ضروری خرد غذائیت (مائیکرو نیوٹرینٹ) کی کمی کا شکار ہے جو بچوں میں نشوونما میں کمی، خون کی کمی اور دیگر طبی مسائل کی وجہ ہوسکتی ہے۔ خرد غذائیت کی اس کمی کو دور کرنے کے لیے ملک میں پہلے ہی بڑے آٹا ملوں میں فورٹیفیکیشن کا عمل شروع ہوچکا ہے۔ اگلے پانچ سالوں میں توقع ہے کہ تمام بڑی آٹا ملوں کی پیداوار لازمی غذائی اجزاء سے

بھرپور یعنی فورٹیفائیڈ ہوگی۔ تاہم یہ ہدف اس وقت تک مکمل طور پر پورا نہیں کیا جاسکتا جب تک (چھوٹی) آٹا چکیوں کی پیداوار بھی فورٹیفائیڈ نہ ہو۔ (ڈان، 4 مئی، صفحہ 4)

عالمی بینک

عالمی بینک نے خیبر پختونخوا میں آبپاشی نظام میں بہتری اور چھوٹے کسانوں کی مہارت میں اضافہ کرکے ان کی پیداوار کی قدر میں اضافے کے ذریعے زرعی پیداوار میں مدد فراہم کرنے کے لیے 171 ملین ڈالر کی منظوری دے دی ہے۔ عالمی بینک کے مطابق خیبر پختونخوا کے کسانوں کو پانی کے کم استعمال کی اہلیت، جدید ٹیکنالوجی کا عدم استعمال، زیادہ قدر والی زراعت (ہائی ویلیو ایگری کلچر ویلیو چین) کے لیے مہارت اور معلومات کے فقدان جیسے مسائل کا سامنا ہے۔ جس کا نتیجہ غیر ترقی پزیر دیہی معیشت ہے جو موسمی تبدیلی کی وجہ سے خطرے کا شکار ہے۔ کے پی اریگیٹڈ ایگری کلچر امپرومنٹ پروجیکٹ ان مسائل کو مقامی آبادیوں کے واٹر کورسوں کی بحالی، واٹر یوزر ایسوسی ایشنز کے قیام، موثر آبپاشی نظام کے تعارف، لیزر لینڈ لیولر، فنی مہارت اور زرعی منڈی اور مواقعوں سے متعلق معلومات کی فراہمی کے ذریعے حل کرے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 22 جون، صفحہ 13)

سیکرٹری محکمہ آبپاشی ڈاکٹر سعید احمد منگنیجو کے مطابق سکھر و گڈو بیراج کی بحالی اور اسے جدید بنانے کے دو بڑے منصوبوں پر عالمی بینک کی فراہم کردہ 80 فیصد رقم سے کام کا آغاز ہوچکا ہے۔ مقامی پریس کلب پر ایک پریس کانفرنس کے دوران ان کا کہنا تھا کہ دونوں منصوبوں کی تخمینی لاگت 36 بلین روپے ہے۔ گڈو بیراج کی بحالی پر 16 بلین روپے جبکہ سکھر بیراج پر 20 بلین روپے لاگت آئے گی۔ دونوں منصوبوں کے بقیہ 20 فیصد اخراجات وفاقی و سندھ حکومت یکساں طور پر برداشت کریں گی۔ انھوں نے دعوی کیا ہے کہ گڈو بیراج منصوبے کا 20 فیصد کام مکمل کرلیا گیا ہے۔ دونوں منصوبوں کو آئندہ تین سالوں میں مکمل ہونا ہے تاہم کوشش کی جارہی ہے کہ منصوبے طے شدہ وقت سے چھ ماہ قبل ہی مکمل کرلیے جائیں۔ (ڈان، 10 اگست، صفحہ 17)

جاپانی امداد

ایک خبر کے مطابق پاکستان میں فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن (FAO) اور صنعتی ترقی کے منصوبے پر عمل درآمد کے لیے جاپان 5.2 ملین ڈالر فراہم کرے گا۔ اس سلسلے میں پاکستان میں اقوام متحدہ کا ادارہ برائے صنعتی ترقی (UNIDO) کے نمائندے نے منصوبے کے مختلف پہلوؤں پر بات چیت کے لیے وفاقی وزیر سے ملاقات کی تھی۔ اس منصوبے کا مقصد نئی تکنیک کے ذریعے مویشیوں کے گوشت اور پھلوں کی پیداوار کو مضبوط کرنا ہے۔ اس منصوبے سے خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے کسانوں کے روزگار میں بہتری اور ان میں غربت میں کمی آئے گی۔ وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق صاحبزادہ محبوب سلطان اگلے ماہ کے پہلے ہفتے میں وزیر اعظم کے ''زرعی ہنگامی پروگرام'' کے تحت اس منصوبے کا افتتاح کریں گے۔ اس پروگرام کا ایک اہم رکن مال مویشی کا شعبہ ہے۔ (ڈان، 19 جولائی، صفحہ 10)

VIII۔ پالیسی

بلوچستان حکومت نے صوبے میں نصب زرعی ٹیوب ویلوں کو شمسی نظام پر منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزیر اعلی جام کمال کی صدارت میں ہونے والے ایک اجلاس میں بتایا گیا کہ صوبہ بھر میں 29,000 بجلی سے چلنے والے زرعی ٹیوب ویل نصب ہیں۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ان ٹیوب ویلوں کی تصدیق کے لیے جیو ٹیسٹنگ میکنزم اپنایا جائے گا۔ (ڈان، 10 مئی، صفحہ 5)

وفاقی حکومت نے مستقبل میں پی ایس ڈی پی کے تحت صوبے کو فائدہ پہنچانے والے پانی سے متعلق منصوبوں کے لیے سرمایہ فراہم نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وفاقی حکومت اس کے بجائے اگلے سال زراعت، ماہی گیری اور مال مویشی شعبہ میں بڑھوتری کے لیے 97.5 بلین روپے کے نئے منصوبوں کا آغاز کرے گی۔ اعلی سرکاری افسر نے اخبار کو بتایا ہے کہ تحریک انصاف کے رہنما جہانگیر خان ترین کی سربراہی میں قائم خصوصی کمیٹی نے ان شعبہ جات میں منصوبوں کو حتمی شکل دے دی ہے۔ ان منصوبوں میں سے کچھ اب تک منظور نہیں ہوئے ہیں اور کچھ منظوری کے مراحل میں ہیں جن کے لیے پی ایس ڈی پی

میں سال 20-2019 کے لیے 10.453 بلین روپے مختص کردیے گئے ہیں۔ (ڈان، 4 جون، صفحہ 10)

قومی اسمبلی میں وفاقی بجٹ پیش کرتے ہوئے وزیر مملکت برائے ریونیو حماد اظہر نے کہا ہے کہ زرعی شعبے کی ترقی کے لیے صوبوں کی مشاورت سے حکومت 280 بلین روپے کا پانچ سالہ پروگرام شروع کررہی ہے۔ 218 بلین روپے آبی ڈھانچے کی تعمیر بشمول چھوٹے آبی ذخائر کی تعمیر کے ذریعے پانی کی دستیابی کو بہتر بنانے کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ گندم، چاول، گنا اور کپاس کی پیداوار میں اضافے کے لیے 44.8 بلین روپے جبکہ ماہی گیری شعبے کے لیے 9.3 بلین روپے مختص کیے گئے ہیں۔ حکومت نے چھوٹے اور درمیانی سطح کے کسانوں کے لیے مال مویشی شعبہ میں اقدامات کا اعلان کرتے ہوئے 5.6 بلین روپے مختص کیے ہیں۔ اس کے علاوہ بجٹ میں ٹیوب ویلوں کے لیے زرتلافی جاری رکھنے کی سفارش کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں بلوچستان کے کسانوں سے ٹیوب ویل کے بل کی مد میں 10,000 روپے ماہانہ وصول کیے جائیں گے جبکہ بقیہ 75,000 روپے وفاقی اور صوبائی حکومت ادا کریں گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 12 جون، صفحہ 20)

کسان لابی

پاکستان کسان اتحاد (PKI) نے زرعی مشینری، کیمیائی کھاد پر جی ایس ٹی کے خاتمے اور زرعی ٹیوب ویلوں کے لیے بجلی کے نرخوں میں کمی میں حکومتی ناکامی کے بعد حکمت عملی مرتب کرنے کے لیے ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا ہے۔ صدر PKI (پی کے آئی) خالد کھوکھر کا کہنا ہے کہ حکومت نے ناصرف ہمارے مطالبات پر کان نہیں دھرے بلکہ بجٹ 20-2019 میں کیمیائی کھاد پر ویلیو ایڈڈ ٹیکس کے ساتھ کپاس کے جنز پر 10 فیصد جی ایس ٹی بھی عائد کردیا ہے۔ (بزنس ریکاڈر، 1 جولائی، صفحہ 13)

نیولبرل پالیسیاں

امریکی محکمہ زراعت کے بین الاقوامی زرعی خدمات کے ادارے (فارن ایگریکلچرل سرویز) نے کہا ہے کہ مستقبل میں امریکہ و پاکستان کے درمیان مشترکہ منصوبوں میں مرغبانی، ماہی گیری اور مال مویشی شعبے میں

امریکی سویابین کا استعمال، جینیاتی مکئی رائج کرنا اور محفوظ خوراک کے یکساں معیارات مقرر کرنے کے لیے مختلف سرکاری محکموں کے ساتھ کام کرنا شامل ہے۔ امریکی محکمہ زراعت کے اسلام آباد میں نمائندے کیسی ای بین (Casey E. Bean) کے مطابق امریکی سویابین مرغبانی، ماہی گیری اور ڈیری صنعت میں بطور خام مال استعمال ہوگا۔ پاکستان میں جینیاتی مکئی کی منظوری زیر غور ہے جو کسانوں کی پیداوار میں اضافے اور زرعی کیمیائی مواد کے استعمال میں کمی کے لیے معاون ہوگی۔ امریکی محکمہ زراعت وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق کے قومی غذائی نظام منصوبے (نیشنل فوڈ سسٹم پروجیکٹ) کے لیے مدد کرے گا کیونکہ (اٹھارویں ترمیم کے تحت) اختیارات کی صوبوں کو منتقلی کے بعد پاکستان کے لیے ضروری ہوگیا ہے کہ ملک میں خوراک کے تحفظ کی مرکزی اتھارٹی (سینٹرل فوڈ سیکیورٹی اتھارٹی) ہو۔ (ڈان، 20 مئی، صفحہ 5)

پنجاب حکومت نے آئندہ مالی بجٹ میں حکومت کی جانب سے دی جانے والی زرتلافی میں 60 فیصد کمی کی تجویز پیش کی ہے۔ یہ کمی گندم کی خریداری پر دی جانے والی 27 بلین روپے کی رقم کو ایک بلین روپے اور رمضان پیکج کی 5.5 بلین روپے کی رقم کو دو بلین تک محدود کرکے کی جائے گی۔ بجٹ دستاویز کے مطابق پنجاب حکومت نے خوراک، نقل حمل اور زراعت کے لیے گزشتہ سال مختص کردہ 53.3 بلین روپے کے مقابلے 21 بلین روپے زرتلافی کے لیے مختص کیے ہیں۔ بجٹ میں چینی پر زرتلافی کی فراہمی کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ہے۔ گندم کی خریداری پر خرچ کی جانے والی زرتلافی میں کمی حکومت کی پالیسی میں تبدیلی کا اشارہ ہے۔ اس پالیسی میں قیمت پر اختیار منڈی پر چھوڑنے اور گندمی کی پیداوار میں نجی شعبہ کو مزید اہم کردار ادا کرنے دیا جائے تاکہ حکومتی اخراجات کو کم کیا جاسکے۔ (ڈان، 19 جون، صفحہ 2)

وزیراعظم کے مشیر برائے موسمی تبدیلی امین اسلم نے کہا ہے کہ موسمی تبدیلی سے مطابقت رکھنے والی زرعی پالیسی (کلائمٹ اسمارٹ زرعی پالیسی) جلد کابینہ میں منظوری کے لیے پیش کی جائے گی۔ FAO (فاؤ) کے وفد سے بات کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ بڑھتے ہوئے درجہ حرارت اور موسمی تبدیلی کے تناظر میں زرعی طریقوں میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ پاکستان جیسے ملک میں جہاں نصف آبادی روزگار کے لیے

زراعت پر منحصر ہے، زرعی طریقوں میں جدت لانا ناگزیر ہے۔ فاؤ کی پاکستان میں نمائندہ مینا ڈولاچی نے اس سلسلہ میں مدد فراہم کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ وفد کا کہنا تھا کہ فاؤ کا تجویز کردہ پروگرام جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ ہوگا جو پالیسی سازوں اور کسانوں کو بنیادی اور اہم معلومات فراہم کرے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 22 جون، صفحہ 10)

وزیر اعظم کے قریبی ساتھی جہانگیر خان ترین نے ایک پریس کانفرنس کے دوران کہا ہے کہ سندھ حکومت ملک اور زرعی شعبہ کی خاطر وزیر اعظم کے زرعی منصوبے ''نیشنل ایگریکلچرل ایمرجنسی پروگرام'' کا حصہ بن جائے۔ وفاقی حکومت نے سندھ میں زرعی ترقی کے لیے 18 بلین روپے مختص کیے ہیں۔ سندھ حکومت کو سیاست ایک طرف رکھتے ہوئے اس منصوبے میں شامل ہونا چاہیے۔ سندھ کی اس منصوبے میں شمولیت ملکی زرعی معیشت کو کھڑا کرسکتی ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ نیشنل ایگریکلچرل ایمرجنسی پروگرام پر نظرثانی کی گئی ہے۔ 309.7 بلین روپے لاگت کا یہ منصوبہ پانچ شعبہ جات میں 16 منصوبوں پر مشتمل ہے جسے قومی اقتصادی کونسل اس ماہ منظور کرے گی۔ جہانگیر خان ترین کی جانب سے منصوبے کے حوالے سے فراہم کی جانے والی تفصیلات کے مطابق 44.8 بلین روپے اہم فصلوں کی پیداوار میں اضافے اور روغنی بیج کی کاشت بڑھانے کے لیے خرچ کیے جائیں گے۔ گندم کی فصل کے لیے 19.3 بلین روپے مختص کیے گئے ہیں جس سے گندم کی اوسط پیداوار 33 من سے 40 من تک بڑھانے میں مدد ملے گی اور حکومت کو 1.5 ملین سے دوملین ایکڑ زمین دوسری فصلوں کے لیے استعمال میں لانے کا موقع ملے گا۔ اسی طرح گنے کی پیداوار میں 150 من فی ایکڑ اضافے (650 سے 800 من) کے لیے 3.9 بلین روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت زمین ہموار کرنے والی 12,110 مشینوں (لیزر لیولر) پر زرتلافی فراہم کرے گی۔ (ڈان، 3 جولائی، صفحہ 3)

وزیر اعظم عمران خان کے دورہ امریکہ کے تناظر میں دونوں ممالک نے زرعی شعبہ میں تعاون بڑھانے کے لیے اقدامات پر بات چیت کی ہے۔ اس سلسلے میں وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق صاحبزادہ محبوب

سلطان اور امریکی سفیر پال جونز نے ملاقات میں اتفاق کیا ہے کہ یہ دورہ اہم شعبہ جات خصوصاً زراعت میں تعاون کے لیے ترجیحات کو اجاگر کرنے کے لیے بہت اہم ہوگا۔ امریکی سفیر کا اس موقع پر کہنا تھا کہ پاکستان امریکہ سے گوشت درآمد کرسکتا ہے۔ امریکہ اچھی طرح جانتا ہے کہ پاکستان ایک اہم زرعی ملک ہے اور زرعی شعبہ میں ٹیکنالوجی کا تبادلہ، ویلیو ایڈیشن اور نجی سرکاری شراکت داری کو دونوں ممالک کی جانب سے خوش آمدید کہا جائے گا۔ (ڈان، 9 جولائی، صفحہ10)

محکمہ زراعت پنجاب کے مطابق صوبے کے تین اضلاع میں 400 ملین روپے لاگت سے کوآپریٹو فارمنگ یعنی باہمی شراکت پر مبنی زراعت کے ذریعے فصلوں کی پیداوار میں اضافے کا دو سالہ پروگرام جلد شروع کیا جائے گا۔ محکمہ زراعت کے حکام کے مطابق یہ منصوبہ سیالکوٹ، سرگودھا اور رحیم یارخان اضلاع میں شروع کیا جائے گا۔ منصوبے میں خصوصی توجہ 137 دیہی تنظیموں (ویلیج آرگنائزیشنز) کے قیام پر ہوگی۔ منصوبے میں ان تنظیموں کے اندراج کے علاوہ انھیں چلانے کے لیے فنڈ کا قیام، کسانوں کی تربیت اور ان کی صلاحیت میں اضافے کے لیے 137 گشتی اسکول (فارمرز فیلڈ اسکولز) اور مداخل فروخت کرنے والے 14 مراکز کا قیام بھی شامل ہے۔ اس منصوبے سے پیداوار اور کسانوں کی آمدنی میں اضافہ ہوگا جس سے چھوٹے کسانوں کے روزگار میں بہتری اور غربت میں کمی آئے گی۔ منصوبے کے تحت اہم فصلوں گندم، چاول، کپاس اور گنے کی پیداوار میں 10 سے 15 فیصد اضافے پر توجہ مرکوز کی جائے گی۔ (بزنس ریکارڈر، 13 جولائی، صفحہ5)

بلوچستان حکومت صوبہ میں مال مویشی شعبہ کی ترقی کے لیے جلد مال مویشی و ڈیری پالیسی 2019 کا اعلان کرے گی۔ حکام کے مطابق جلد مال مویشی سے متعلق نمائش منعقد ہوگی اور اس شعبہ میں نجی سرمایہ کاروں کو راغب کرنے کے لیے مراعات کا اعلان بھی کیا جائے گا۔ حکومت نے صوبے کے سات اضلاع میں مویشی بانی کو جدید بنانے کے لیے 52 ملین روپے مختص کیے ہیں۔ جانوروں کے ڈاکٹروں کی بے روزگاری پر قابو پانے اور مویشیوں کے لیے بہترین طبی سہولیات فراہم کرنے کے لیے ویٹنری ڈاکٹروں کی 150

ملازمتیں پیدا کی جائیں گی۔ حکومت نے مویشیوں کے لیے 23 ڈسپنسریاں قائم کرنے کی بھی منصوبہ بندی کی ہے۔ مستونگ میں اون اور اس سے متعلق تحقیقی مرکز کو فعال بنانے کے لیے 10 ملین روپے مختص کیے ہیں۔ ژوب، قلعہ عبداللہ، تفتان اور گوادر میں جانوروں کے دیگر مراکز (رنگ سینٹر) کے قیام عمل میں لانے کے لیے 250 ملین روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئٹہ میں واقع مذبح خانے کی مرمت کے لیے 100 ملین روپے مختص کیے گئے ہیں۔ (ڈان، 15 جولائی، صفحہ 5)

وزیر اعلی پنجاب سردار عثمان بزدار نے ''زرعی کریڈٹ کارڈ'' اسکیم کو تحریک انصاف کا جدید اقدام قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے کسانوں کو گندم، گنا اور دیگر فصلوں کی قیمت براہ راست ادا کی جائے گی۔ محکمہ زراعت سے متعلق ایک اجلاس کی سربراہی کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ کسانوں کو زرعی خدمات بھی زرتلافی کی حامل قیمتوں پر فراہم کی جائیں گی اور دیہاتوں میں اعلی قدر والی فصلوں (ہائی ویلیو کراپس) کو فروغ دیا جائے گا۔ ڈیرہ غازی خان، پنجاب کے پہاڑی علاقوں میں زیتون کی کاشت کو فروغ دیا جائے گا۔ کسانوں کو زرعی شعبہ میں ہونے والی حالیہ جدت سے متعلق آگاہی فراہم کی جائے گی تاکہ وہ پھولوں کی کاشت سے بہتر آمدنی حاصل کرسکیں اور شہد کی پیداوار میں اضافے کے ذریعے زرمبادلہ حاصل کیا جاسکے۔ انھوں نے مزید کہا کہ ادویات سازی میں استعمال ہونے والی فصلیں ناصرف مقامی دوا سازی کو فروغ دیں گی بلکہ ان سے زرمبادلہ بھی حاصل ہوگا۔ اس کے علاوہ کسانوں کو بیمہ پالیسی کے اجراء کے ذریعے تحفظ بھی فراہم کیا جارہا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 19 جولائی، صفحہ 16)

عالمی بینک کے ایک چار رکنی وفد نے ایوان صنعت و تجارت لاہور (LCCI) کے صدر الماس حیدر سے ملاقات میں کہا ہے کہ عالمی بینک کے پروگرام اسٹرینتھنگ مارکیٹس فار ایگری کلچر اینڈ رورل ٹرانسفورمیشن ان پنجاب (SMART) کا مقصد فصلوں اور مال مویشی رکھنے والے کسانوں کی پیداوار کو بڑھانا ہے۔ عالمی بینک کے وفد سے ملاقات میں الماس حیدر کا کہنا تھا کہ زراعت پاکستان کی معیشت کا اہم ترین جز ہے جس کا مجموعی قومی پیداوار میں حصہ 18.5 فیصد ہے اور یہ شعبہ 38.5 فیصد افرادی قوت کو روزگار فراہم کرتا

ہے۔ سال 19-2018 میں زرعی شعبہ کی شرح نمو 0.85 فیصد رہی ہے۔ اگر پاکستان چھ سے سات فیصد شرح نمو حاصل کرنا چاہتا ہے اور خطہ کی مسابقتی معیشت بننا چاہتا ہے تو اسے زرعی پیداوار میں بڑھوتری کی ضرورت ہے۔ الماس حیدر نے مزید کہا کہ ''یہ افسوسناک ہے کہ مال مویشی شعبہ کی ترقی کے لیے یہاں کوئی جینیاتی تبدیلی کا منصوبہ موجود نہیں ہے، ڈیری شعبہ کی پیداوار کو بہتر بنانے کے لیے مویشیوں کی نسل کو جینیاتی طور پر بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ زرعی منڈی کے قوانین میں ترمیم ہونی چاہیے تاکہ بڑی کمپنیاں آڑھتیوں کے بجائے براہ راست کسانوں سے اجناس خرید سکیں۔ زرعی شعبہ کا انتظام آزاد منڈی کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ حکومت کا کردار بطور نگران (ریگولیٹر) محدود ہونا چاہیے اور اسے زرعی پیداوار نہ خریدنی چاہیے اور نا ہی فروخت کرنی چاہیے۔ اسی طرح زرعی اجناس کی برآمد کے قوانین کو بھی نرم کرنے کی ضرورت ہے۔ مقامی ضروریات پوری کرنے کے بعد اضافی زرعی پیداوار کو آزادانہ برآمد کرنے کی اجازت ہونی چاہیے''۔ الماس حیدر نے مزید کہا کہ ان سب اقدامات کے بعد عالمی خریدار پاکستان کو ایک اہم زرعی منڈی سمجھیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 20 جولائی، صفحہ 20)

سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان (SECP) نے زرعی اجناس کی کمپیوٹرائزڈ خرید و فروخت (ای ٹریڈنگ) اور ویئر ہاؤس رسیپٹ فنانسنگ (یعنی جدید گوداموں میں ذخیرہ کردہ پیداوار کی بنیاد پر قرض کا حصول) کو فروغ دینے کے لیے ''کولیٹرل مینجمنٹ کمپنیز'' کے لیے قوائد و ضوابط (کولیٹرل مینجمنٹ کمپنیز ریگولیشن 2019) جاری کردیے ہیں۔ اس ضابطہ کے تحت کم از کم 200 ملین روپے کی عوامی سرمایہ کاری کی حامل کوئی بھی پبلک لمیٹڈ کمپنی بطور کولیٹرل مینجمنٹ کمپنی اپنا اندراج (رجسٹریشن) کرواسکتی ہے۔ یہ کمپنیاں اپنے تصدیق و تسلیم شدہ گوداموں میں زرعی اجناس کی وسیع اقسام کو ذخیرہ ومحفوظ کرنے کی سہولیات فراہم کریں گی۔ کمپنیاں زرعی اجناس کو محفوظ و ذخیرہ کرنے کے عوض ایک برقی رسید (الیکٹرانک رسید) جاری کریں گی جس کے بدلے کسان یا زرعی اجناس گودام میں جمع کروانے والا فرد مالیاتی اداروں سے قرض حاصل کرسکے گا اور حصص بازار (ایکسچینج) میں اس کا تبادلہ (ٹریڈنگ) بھی کرسکے گا۔ (ڈان، 3 اگست، صفحہ 10)

محکمہ زراعت پنجاب وفاقی حکومت کے اشتراک سے مشینی زراعت کو فروغ دینے اور تین اہم فصلوں چاول، گندم اور گنے کے بیج کی تبدیلی کے لیے ایک منصوبہ شروع کرنے جارہی ہے۔ محکمہ زراعت کے ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد انجم علی نے حال ہی میں زرعی شعبہ سے وابستہ صحافیوں کے ایک وفد سے بات چیت کرتے ہوئے 26 بلین روپے کے اس منصوبے کا انکشاف کیا۔ منصوبے پر روشنی ڈالتے ہوئے انھوں نے کہا کہ منصوبے میں دیہی علاقوں میں زراعت کو منافع بخش بنانے اور پیداوار کو بہتر کرنے کے لیے تحقیق کے علاوہ روغنی بیجوں کی پیداوار کو فروغ دینا بھی شامل ہے۔ پاکستان 22 بلین روپے مالیت کے سبزیوں کے بیج، روغنی بیج اور چارے کے بیج درآمد کرتا ہے جبکہ مقامی طور پر صرف گندم، کپاس، باسمتی چاول اور گنے کے بیج کی پیداوار ہوتی ہے۔ 1976 کے بیج کے قانون کا کمزور نفاذ کسانوں کو معیاری بیج کی فراہمی میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ تصدیق شدہ بیجوں کو اپنانے کا رجحان بہت کم ہے۔ باوجود اس کے کہ گندم ہماری بنیادی خوراک اور سب سے بڑی فصل ہے، کسان گندم کے بیج کو تبدیل کرنے کی طرف توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ اہم فصلوں کے قومی منصوبے اس مسئلے کے حل کے لیے تصدیق شدہ بیج رعایتی قیمت پر فراہم کررہے ہیں۔ اس پانچ سالہ منصوبہ کے لیے 60 فیصد رقم صوبائی حکومت جبکہ 40 فیصد رقم وفاقی حکومت ادا کرے گی۔ یہ منصوبہ پیداوار میں اضافے اور پیداواری لاگت کم کرنے کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔ منصوبے کے تحت تصدیق شدہ بیجوں کی کاشت کو فروغ اور گندم کی بیجائی کی مشین (ویٹ پلانٹر) اور دیگر زرعی مشینری فراہم کی جائے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 15 اگست، صفحہ 11)

وفاقی حکومت پنجاب میں5,115 ملین روپے کی لاگت کا روغنی بیجوں کی پیداوار میں اضافے کا منصوبہ ''نیشنل آئل سیڈ انہینسمنٹ پروگرام'' شروع کرنے جارہی ہے۔ اس منصوبہ پر پنجاب کے تمام 36 اضلاع میں عمل درآمد کیا جائے گا۔ منصوبے پر پنجاب حکومت3,069 ملین روپے جبکہ2,046 ملین روپے وفاقی حکومت خرچ کرے گی۔ محکمہ زراعت پنجاب کے حکام کے مطابق اس منصوبے کا مقصد روغنی بیج کی فصلوں کو نقد آور فصلوں کے برابر لانا، کم پیداوار کے مسائل حل کرنا، روغنی بیج کی پیداوار کے بعد ہونے والے نقصانات کو کم کرنے کے لیے زرعی مشینری کو فروغ دینا اور اچھی پیداوار حاصل کرنا ہے۔ اس منصوبے کے

تحت وفاقی حکومت کے اشتراک سے پنجاب کے کسانوں کو اعلی معیار کے روغنی بیج فراہم کیے جائیں گے اور ہر سال روغنی بیجوں کی درآمد پر خرچ ہونے والے اربوں ڈالر کی بچت ہوگی۔ حکومت روغنی بیج کاشت کرنے والے کسانوں کو فی ایکڑ 5,000 روپے زرتلافی بھی ادا کرے گی۔ (بزنس ریکارڈر، 28 اگست، صفحہ16)

پیداوار

آئی ایم ایف کی سخت شرائط کے دباؤ پر تحریک انصاف کی حکومت بیج، کھاد اور کیڑے مار زہر پر جی ایس ٹی کی شرح میں کمی سمیت زرعی شعبہ کو دی گئی کچھ مراعات واپس لینے پر غور کررہی ہے۔ تحریک انصاف نے اپنے منشور میں سستے مداخل کی فراہمی کے ذریعے کسانوں کی آمدنی اور شرح نمو بڑھانے کا عزم کیا تھا۔ ماہرین کے مطابق اگر یہ مراعات واپس لی گئیں تو زرعی مداخل کی قیمتوں میں زبردست اضافہ ہوگا جس سے زرعی شعبہ پر منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ اس کے علاوہ حکومت کا یہ قدم پہلے سے جاری افراط زر کی پریشان کن صورتحال میں مزید اضافے کا باعث بنے گا۔ (بزنس ریکارڈر، 29 مئی، صفحہ20)

پنجاب حکومت نے مالی سال 2019-20 کے بجٹ میں 19 جاری اور 27 نئے منصوبوں کے لیے زرعی شعبہ میں 15,500 ملین روپے مختص کرنے کی تجویز دی ہے۔ بجٹ دستاویز کے مطابق حکومت خوراک کی پیداوار، اس کے معیار، مقدار اور غذائیت میں اضافہ کرنا چاہتی ہے۔ اس کے علاوہ موسمی تبدیلی سے مطابقت اور سرمایہ کاری میں اضافے کے ذریعے ایگری ویلیو چین میں نجی شعبہ کی شراکت کو ممکن بنانا چاہتی ہے۔ تمام مقررہ اہداف واٹر کورسوں کو بہتر بناکر، 10,000 ایکڑ پر جدید آبپاشی نظام کی تنصیب، 2,500 ایکڑ پر زیتون کی کاشت جیسے اقدامات کے ذریعے حاصل کیے جائیں گے۔ (بزنس ریکارڈ، 15 جون، صفحہ15)

- ڈیری

پی ایف اے نے لاہور میں صارفین کو صحت بخش، خالص دودھ کی فراہمی کے لیے کھلے دودھ کی فروخت پر پابندی عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس پابندی کے بعد لاہور اس آزمائشی منصوبے کا ایک مثالی شہر بن

جائے گا جہاں مستقبل قریب میں صرف جراثیم سے پاک (پسچیرائزڈ) دودھ دستیاب ہوگا۔ کھلے دودھ پر پابندی عید کے بعد متوقع ہے۔ پی ایف اے حکام کے مطابق پسچیرائزڈ دودھ کی فراہمی یقینی بنانے کے لیے لاہور میں دودھ کو جراثیم سے پاک کرنے کے کارخانے (پسچیرائزڈ یونٹ) قائم کیے جائیں گے جس کے لیے مقام اور ان کی تعمیر سے متعلق معاملات طے کرلیے گئے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 9 مئی، صفحہ 11)

پانی

پاکستان میں عالمی بینک کے ڈائریکٹر پاتھا موتھو النگوان نے پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف پارلیمنٹری سروس میں ایک عوامی سماعت کے دوران حکومت پاکستان کے پالیسی سازوں پر زور دیا ہے کہ وہ نقصانات کو کم کرنے ملکی معیشت کو دو ٹریلین ڈالر تک پہنچانے کے لیے پانی کے بہتر انتظام پر مبنی نظام کے ذریعے اس کے استعمال کے طریقوں کی ازسرنو منصوبہ بندی کریں۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ پاکستان اپنا 90 فیصد پانی پانچ فصلوں چاول، گنا، کپاس، گندم اور مکئی پر خرچ کرتا ہے جن کا حصہ مجموعی قومی پیداوار میں 20 فیصد سے بھی کم ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ اس وقت پاکستان میں زیر استعمال پانی کا 69 فیصد انسانی استعمال کے قابل نہیں ہے۔ وزیر اعظم کے مشیر برائے موسمی تبدیلی ملک امین اسلم کا اس موقع پر کہنا تھا کہ ”پانی کی بڑی مقدار ضائع ہورہی ہے اور صرف نو فیصد پانی ذخیرہ کیا جاتا۔ تاہم پاکستان پانی کے ذخیرے کو یقینی بنانے کے لیے آبی منصوبے سی پیک کے ماتحت لانے کی کوشش کررہا ہے“۔ (بزنس ریکارڈر، 3 مئی، صفحہ 3)

ماحول

بلوچستان کابینہ نے وزیر اعظم عمران خان کے سبز پاکستان منصوبے کے تحت 10 بلین سونامی ٹری منصوبے کی منظوری دیدی ہے جس کے تحت صوبے میں 250 ملین نئے درخت اور پنیری کاشت کی جائے گی۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ اس منصوبے پر کل 16 بلین روپے لاگت آئے گی جس کا 75 فیصد وفاقی حکومت برداشت کرے گی۔ اس منصوبے سے بلوچستان میں جنگلات کے رقبے میں اضافہ ہوگا اور جنگلی حیات کو تحفظ ملے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 3 مئی، صفحہ 7)

IX۔ ماحول

زمین

- آلودگی

ایک خبر کے مطابق حکومت نے 14 اگست، 2019 کے بعد اسلام آباد میں پلاسٹک کے تھیلوں کے استعمال پر پابندی عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پابندی کی خلاف ورزی کرنے والوں پر 0.5 ملین روپے جرمانہ عائد کیا جائے گا۔ سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے موسمی تبدیلی میں وفاقی وزیر موسمی تبدیلی زرتاج گل کا کہنا تھا کہ 14 اگست کے بعد کوئی بھی پلاسٹک کے تھیلے استعمال کرتے ہوئے پایا گیا تو اس پر جرمانہ عائد کیا جائے گا۔ وفاقی وزیر نے شہریوں سے اپیل کی ہے کہ وہ کپڑے سے بنے تھیلے استعمال کریں۔ (بزنس ریکارڈر، 29 جون، صفحہ 2)

وفاقی حکومت کی جانب سے پلاسٹک کی تھیلیوں کے استعمال کے خلاف مہم کے اعلان کے بعد سندھ حکومت نے بھی یکم اکتوبر سے صوبے میں پلاسٹک کی تھیلیوں کے استعمال پر پابندی کا اعلان کیا ہے۔ وزیر اعلی سندھ سید مراد علی شاہ کا کہنا ہے کہ پلاسٹک کی تھیلیوں کا استعمال ماحول کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ شہریوں سے درخواست ہے کہ اس مہم کی حمایت کریں اور ماحول کو بچائیں۔ ان کا مزید کا کہنا تھا کہ پلاسٹک کی تھیلیوں کے خلاف قانون پہلے ہی پیش کیا جاچکا ہے جس پر اس کی روح کے مطابق عمل درآمد کیا جائے گا۔ سندھ حکومت شہر کے مختلف علاقوں میں کپڑے کے تھیلے بھی تقسیم کرے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 9 اگست، صفحہ 5)

پانی

- آلودگی

وزیر اعلی سندھ سید مراد علی شاہ نے کہا ہے کہ تقریباً پورے سندھ میں زیر زمین پانی آلودہ ہوچکا ہے اور وہ

اس مسئلہ کے حل کے لیے آبی ماہرین اور امدادی اداروں کے ساتھ مسلسل رابطے میں ہیں۔ حکومت دیہی علاقوں میں پانی کی فراہمی و نکاسی کو بہتر بنارہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پانی کو صاف کرنے اور زیر زمین پانی کی سطح اور اس کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے بھی کام کررہی ہے۔ منچھر جھیل آلودہ پانی کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے اور حکومت سندھ عالمی بینک، یورپی امدادی ادارے اور ماہرین کے ساتھ منچھر جھیل کی صفائی و بحالی پر کام کررہی ہے۔ (ڈان، 9 جون، صفحہ 15)

سندھ حکومت نے کراچی کے صنعتی علاقوں میں نکاسی کی لائنوں کی تنصیب اور آبی فضلے کی صفائی کے پانچ کارخانوں (کمبائن ایفلوئنٹ ٹریٹمنٹ پلانٹس) کی تعمیر کے لیے نئے مالی سال کے بجٹ میں دو بلین روپے مختص کیے ہیں۔ ان کارخانوں کی مدد سے سمندر میں گرنے سے پہلے یومیہ 94 ملین گیلن صنعتی فضلہ صاف کیا جاسکے گا۔ اس منصوبہ کو 2021 تک مکمل کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ منصوبے پر 11.7 بلین روپے لاگت آئے گی جس کا 33 فیصد وفاقی حکومت جبکہ 67 فیصد صوبائی حکومت برداشت کرے گی۔ ادارہ فراہمی و نکاسی آب کراچی (کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ) نے منصوبہ کا حتمی نقشہ تیار کرلیا ہے۔ نکاسی کی لائنوں کی تنصیب کا کام جولائی، 2019 میں شروع کیا جائے گا اور دو کارخانوں کی تنصیب کا کام اگست میں شروع کیا جائے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 1 جولائی، صفحہ 4)

فضاء

- آلودگی

کمشنر مالاکنڈ ڈویژن ریاض خان محسود نے ماحولیاتی قوانین کی خلاف ورزی پر ضلع مالاکنڈ میں قائم تمام سات اسٹیل ملوں کو بند کرنے کا حکم دیا ہے۔ حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ کھلی بھٹیاں عوام میں سرطان اور دیگر وبائی امراض کے پھیلاؤ کا باعث بن رہی ہیں جو بھی صنعتیں چلانا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ آلودگی کم کرنے کے لیے محکمہ تحفظ ماحولیات (EPA) کا تجویز کردہ مکینکل یونٹ نصب کرے۔ مقامی انتظامیہ ان کارخانوں کو صنعتی علاقے میں منتقل کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ کمشنر کی جانب سے تمام اسٹیل ملوں کی

پیداوار کو EPA (ای پی اے) کی NOC (این او سی) سے مشروط کردیا گیا ہے۔ (ڈان، 14 مئی، صفحہ 7)

آلودگی، صحت و تحفظ

ایک خبر کے مطابق پی ایف اے نے اپریل کے مہینہ میں صوبے کے مختلف علاقوں میں 71 کارخانوں کو سربمہر کیا اور 40 ملین روپے سے زیادہ لاگت کی غیر معیاری غذائی اشیاء کو ضائع کیا گیا ہے۔ سربمہر کیے گئے کارخانے ملاوٹ شدہ مصالحے، اچار، محفوظ شدہ پھل اور کیچپ کی پیداوار کررہے تھے۔ (بزنس ریکارڈر، 10 مئی، صفحہ 5)

X۔ موسمی تبدیلی

عالمی حدت

ایک خبر کے مطابق گلگت بلتستان حکومت اور اقوام متحدہ کا ادارہ برائے ترقیاتی پروگرام (UNDP) نے برفانی جھیلوں کے پھٹنے سے سیلاب کے خطرہ کو کم کرنے کے لیے پانچ سالہ منصوبے کا آغاز کردیا ہے۔ پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں جھیلوں کی دیکھ بھال کا منصوبہ گلیشئر لیک آؤٹ برسٹ فلڈ رسک ریڈکشن ان ناردرن پاکستان پراجیکٹ II (GLOF-II) کے دوسرے مرحلہ کے لیے فریقین میں معاہدہ ہوا تھا۔ تحقیق کے مطابق گلگت بلتستان اور خیبرپختونخوا میں برفانی پہاڑوں کے پگھلنے کے نتیجے میں 3,044 سے بھی زیادہ جھیلیں پائی جاتی ہیں جن میں سے 36 جھیلوں کو خطرناک تصور کیا جاتا ہے۔ ان خطرناک جھیلوں سے 7.1 ملین افراد کو خطرہ لاحق ہے۔ (ڈان، 1 جون، صفحہ 3)

اقوام متحدہ کے ادارے ''اکنامک اینڈ سوشل کونسل'' میں جمع کروائی گئی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ پاکستان موسمی تبدیلی سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے درکار سالانہ 10.7 بلین ڈالر اور کاربن کے اخراج میں کمی کے لیے درکار سالانہ آٹھ سے 17 بلین ڈالر (بحیثیت کم کاربن کا اخراج کرنے والا ملک) بطور مالی معاوضہ طلب کررہا ہے۔ پاکستان عالمی سطح پر ہونے والی موسمی تبدیلی کے بدترین اثرات کا شکار

ہے جبکہ عالمی سطح پر کاربن کا اخراج کرنے والے ممالک کی فہرست میں پاکستان 31 نمبر پر ہے اور موسمی تبدیل سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والا ساتواں ملک ہے۔ نیویارک میں پائیدار ترقی کے اہداف (ایجنڈا 2030) کے حوالے سے جاری اجلاس میں منصوبہ بندی کمیشن کی جانب سے تیار کردہ دستاویز کے مطابق پاکستان نے 2030 تک اپنے کاربن کے اخراج کو 20 فیصد کم کرنے کی منصوبہ بندی کی ہے اور مستقبل کی منصوبہ بندی وحکمت عملیوں میں زرعی اور توانائی شعبہ میں کاربن کے اخراج کو کم کرنے پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ (ڈان، 15 جولائی، صفحہ 3)

وزیر اعظم کے مشیر برائے موسمی تبدیلی ملک امین اسلم کا کہنا ہے کہ دنیا کے درجہ حرارت میں ایک ڈگری سینٹی گریڈ اضافہ ہوا تو پاکستان کے درجہ حرارت میں بھی ایک ڈگری سینٹی گریڈ اضافہ ہوگا اگر عالمی حدت کے اثرات کو کم نہیں کیا گیا۔ ایک پریس کانفرنس کے دوران ان کا کہنا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ سننے میں ایک ڈگری سینٹی گریڈ اضافہ معمولی ہو لیکن اس کے نتائج سنگین ہوں گے خصوصاً ان حالات میں کہ جب پاکستان موسمی تبدیلی سے سب زیادہ متاثر ہونے والے ممالک میں ساتویں نمبر پر ہے۔ ملک امین اسلم ایک نئی رپورٹ کے نتائج سے آگاہ کررہے تھے جس میں آئندہ 30 سے 40 سالوں میں پاکستان میں درجہ حرارت میں اضافے سے خبردار کیا گیا ہے۔ (ڈان، 9 اگست، صفحہ 4)

موسمی بحران

چکوال میں آسمانی بجلی گرنے سے دو افراد ہلاک جبکہ دیگر موسمی حادثات میں 17 افراد زخمی ہوگئے ہیں۔ آندھی و تیز ہواؤں کے ساتھ ہونے والی طوفانی بارش سے کسانوں میں صدمہ کی لہر دوڑ گئی ہے جن کی گندم کی فصل متاثر ہوئی ہے۔ محکمہ زراعت کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر چکوال محمد خالد کے مطابق ضلع کی 80 فیصد گندم کی کٹائی ہوچکی ہے باقی رہ جانے والی گندم کی فصل تحصیل چکوال میں متاثر ہوئی ہے۔ (ڈان، 14 مئی، صفحہ 4)

- گرمی کی لہر

جیکب آباد میں درجہ حرارت 51 ڈگری سیلسیس تک پہنچ جانے کے بعد محکمہ موسمیات نے اگلے ہفتے سندھ کے چھ اضلاع میں درمیانے درجے کی خشک سالی کی پیشنگوئی کی ہے۔ سندھ اور بلوچستان میں اس دورانیہ میں بارش نہیں ہوگی اور خشک سالی کی صورتحال جاری رہے گی۔ گزشتہ 24 گھنٹوں میں دادو، سکھر، موئن جوڈرو اور لاڑکانہ میں درجہ حرارت 49 ڈگری سیلسیس، تھل، رحیم یار خان اور بھاولنگر میں 48 ڈگری سیلسیس، لاہور، فیصل آباد، ملتان میں 46 ڈگری سیلسیس، حیدرآباد 45، پشاور 44، اسلام آباد 41، کراچی، مظفرآباد 37 اور گلگت میں 34 ڈگری سیلسیس درجہ حرارت تھا جبکہ اگلے 24 گھنٹوں میں ملک کے زیادہ تر علاقوں میں موسم گرم اور خشک رہنے کی توقع ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 2 جون، صفحہ 3)

XI۔ غربت اور غذائی کمی

حکومت نے ملک میں معاشی تحفظ کے منصوبوں کی تیاری اور ان پر عمل درآمد کے لیے ایک علیحدہ وزارت ''منسٹری آف پاورٹی ایلی ویشن'' قائم کی ہے۔ بجٹ دستاویز 20-2019 کے مطابق ''احساس'' پروگرام شدید غربت کے شکار افراد، یتیموں، بے گھروں، بیوہ عورتوں، معذوروں اور بے روزگار افراد کو فائدہ پہنچائے گا۔ اس کے علاوہ ایک ملین مستحق افراد کو مناسب غذائیت کی فراہمی کے لیے نئی راشن کارڈ اسکیم متعارف کروائی جارہی ہے۔ اسکیم کے مطابق ماں اور بچوں کو ان کی صحت کے لیے خصوصی خوراک فراہم کی جائے گی۔ اس کے علاوہ 80,000 افراد کو بلاسود قرض فراہم کیا جائے گا۔ چھ ملین عورتوں کو مالی امداد ان کے بچت اکاؤنٹ میں فراہم کی جائے گی اور انھیں موبائل فون تک رسائی فراہم کی جائے گی۔ 500 کفالت گھروں سے عورتوں اور بچوں کو مفت آن لائن کورس کی پیشکش کی جائے گی۔ معذوروں کو وہیل چیئر اور آلہ سماعت فراہم کیے جائیں گے۔ ان اضلاع میں جہاں تعلیم کم ہے والدین کو اپنے بچوں کو اسکول بھیجنے کے لیے آگاہی فراہم کی جائے گی۔ اس کے علاوہ حکومت نے بزرگ افراد کے لیے احساس گھر پروگرام بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ منصوبے کے تحت 5.7 ملین شدید غربت کے شکار گھرانوں کو بینظیر انکم سپورٹ پروگرام (BISP) کے تحت ہر سہ ماہی 5,000 روپے فراہم کیے جائیں گے جس کے لیے 110

بلین روپے مختص کیے جاچکے ہیں۔ حالیہ مہنگائی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سہ ماہی قسط کی رقم کو بڑھا کر 5,500 روپے کردیا گیا ہے۔ غریب گھرانوں سے متعلق معاشی و سماجی اعداد و شمار کو نئے سرے سے مرتب کیا جارہا ہے جو مئی، 2020 تک دستیاب ہوں گے۔ اس عرصے کے دوران 32 ملین گھرانوں کا سروے کیا جائے گا جبکہ BISP (بی آئی ایس پی) کے تحت 50 اضلاع میں طالبات کو 750 روپے فی کس تعلیمی وظائف دیے گئے ہیں۔ ان تعلیمی وظائف کو مزید 100 اضلاع تک وسعت دی جائے گی اور اس کی رقم 750 روپے سے بڑھا کر 1,000 روپے کی جارہی ہے۔ غریب افراد کو صحت کے منصوبے (ہیلتھ پروگرام) کے تحت بیمہ کی سہولت دی گئی ہے۔ مستحق افراد کو ہیلتھ کارڈ فراہم کیے گئے ہیں جس کے ذریعے وہ ملک میں 270 ہسپتالوں میں 720,000 روپے تک کی طبی سہولیات حاصل کرسکتے ہیں۔ پہلے مرحلے میں ''ہیلتھ انشورنس اسکیم'' پاکستان کے 42 اضلاع میں 3.2 ملین خاندانوں کو فراہم کی جارہی ہے۔ اگلے مرحلے میں اس سہولت کو 15 ملین خاندانوں تک بڑھادیا جائے گا۔ یہ منصوبہ خیبرپختونخوا اور تھرپارکر کے تمام اضلاع کے عوام کے لیے ہوگا۔ وزیراعظم کا پانچ ملین گھروں کا منصوبہ 28 صنعتوں کو فائدہ فراہم کرے گا اور روزگار کے مواقع بھی پیدا کرے گا۔ اس منصوبے کے لیے زمین پہلے ہی حاصل کرلی گئی ہے تاہم سرمایہ کاری سے متعلق معاملات پر کام جاری ہے۔ پہلے مرحلے میں 25,000 گھر راولپنڈی، اسلام آباد اور 110,000 گھر بلوچستان میں تعمیر ہوں گے۔ اس کے علاوہ کم شرح سود پر نئے کاروبار کے لیے 100 بلین روپے کے قرضہ جات کی پیشکش کی جائے گی جبکہ صنعتی شعبہ کو زرتلافی اور مدد فراہم کی جارہی ہے جس میں 40 بلین روپے کی گیس اور بجلی پر دی جانے والی زرتلافی، 40 بلین روپے برآمدی شعبہ کے لیے اور طویل المدت تجارتی سرمایہ کاری کی سہولیات شامل ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 12 جون، صفحہ 2)

غربت

- بینظیر انکم سپورٹ پروگرام

بی آئی ایس پی کے تحت اگلے مالی سال سے دو نئے منصوبے ''کفالت'' اور ''تحفظ'' کے آغاز کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کفالت منصوبے کے تحت ''ایک عورت ایک بینک کھاتہ'' (ون ویمن ون اکاؤنٹ) پالیسی کے

زریعے تقریباً چھ ملین عورتوں کی مالیاتی نظام میں شمولیت (فنانشل اینڈ ڈیجیٹل انکلوژن) کو یقینی بنانا اور تحفظ منصوبے کے تحت ملک کے دوردراز علاقوں میں غریب خاندانوں کو طبی اور غذائی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے۔ حکام کے مطابق دونوں منصوبے ''احساس پروگرام'' میں شامل ہوں گے جس کا مقصد ملک میں غربت میں کمی کرنا ہے۔ احساس پروگرام کا باضابطہ آغاز نئے مالی سال سے کیا جائے گا۔ (بزنس ریکارڈر، 12 مئی، صفحہ 1)

غذائی کمی

سول ہسپتال مٹھی، تھرپارکر میں غذائی کمی اور بیماریوں کی وجہ سے مزید آٹھ بچے جانبحق ہوگئے ہیں جس کے بعد اس سال اب تک جانبحق ہونے والے بچوں کی تعداد 321 تک پہنچ گئی ہے۔ بیمار بچوں کے والدین کا کہنا ہے کہ شدید بیمار افراد کو ہسپتال منتقل کرنے اور میت کی منتقلی کے لیے انھیں مفت ایمبولینس بھی فراہم نہیں کی جاتی۔ مقامی افراد کا کہنا ہے کہ وہ کنوؤں کا انتہائی آلودہ پانی پینے پر مجبور ہیں جس کی وجہ سے ان کے علاقوں میں پانی سے ہونے والی بیماریاں عام ہیں۔ (ڈان، 9 مئی، صفحہ 17)

قومی غذائی سروے (NNS) 2018-19 کے مطابق پاکستان میں ہر تیسرا بچہ وزن میں کمی کا شکار ہے۔ وزیر اعظم کے مشیر برائے صحت ڈاکٹر ظفر مرزا نے ایک تقریب میں یہ سروے جاری کیا۔ سروے رپورٹ کے مطابق خیبر پختونخوا میں بچوں کو ماؤں کا دودھ پلانے کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے جبکہ بلوچستان اور سابقہ قبائلی علاقہ جات میں غذائی کمی کے شکار افراد کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ ملک میں 40.9 فیصد لڑکے اور 39.4 فیصد لڑکیاں غذائی کمی سے متاثر ہیں۔ ملک میں اب نو فیصد سے زیادہ بچے موٹاپے کا شکار ہیں جن کی تعداد 2011 میں صرف پانچ فیصد تھی۔ پاکستان میں تقریباً 50 فیصد لڑکیاں خون کی کمی کا شکار ہیں جبکہ صرف 48.8 فیصد بچوں کو ماں کا دودھ پلایا جاتا ہے۔ مجموعی طور پر ملک میں 36.9 فیصد آبادی کو غذائی کمی کا سامنا ہے، جبکہ بلوچستان میں یہ شرح 50 فیصد اور سابقہ فاٹا میں 54.6 فیصد ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 جون، صفحہ 2)

برطانیہ کے محکمہ بین الاقوامی ترقی (DFID) کی پاکستان میں سربراہ جوآنا ریڈ (Joanna Reid) کے مقامی اخبار میں شائع ہونے والے ایک مضمون کے مطابق دنیا میں تقریباً دو بلین افراد مختلف نوعیت کی غذائی کمی کے شکار ہیں۔ پاکستان کو بھی غذائی کمی کے بحران کا سامنا ہے جو ہر عمر کے افراد خصوصاً بچوں، نوجوانوں اور عورتوں کو متاثر کررہا ہے۔ قومی غذائی سروے 2018 کے تحت پاکستان میں تقریباً دو تہائی گھرانے غذائیت بخش خوراک سے محروم ہیں۔ ہر 10 میں سے آٹھ بچوں کو درست معیار و مقدار کے مطابق خوراک میسر نہیں ہے جس سے بچوں کی قوت مدافعت، نشوونما اور تعلیمی ترقی پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بدقسمتی سے 2011 سے غذائی کمی کے تناسب میں کوئی واضح بہتری نہیں آئی ہے۔ غذائی کمی کی وجہ سے پانچ سال تک کے قد میں کمی کے شکار (اسٹنٹڈ) بچوں کی شرح 40 فیصد ہے جو 2011 میں 44 فیصد تھی جبکہ اپنی عمر و قد کے مطابق وزن میں کمی کے شکار (ویسٹڈ) بچوں کی تعداد بڑھ کر 18 فیصد ہوگئی جو 2011 میں 15 فیصد تھی، اس کے علاوہ موٹاپے کی شرح بھی بڑھ رہی ہے۔ 2011 اور 2018 کے قومی غذائی سروے ظاہر کرتے ہیں کہ دیہات کی عورتیں شہری عورتوں کے مقابلے زیادہ غذائی کمی کا شکار ہیں۔ حاملہ عورتوں کو مزید وٹامن سے بھرپور خوراک کی ضرورت ہوتی ہے لیکن افسوس کہ وہ اس سے محروم ہیں جس کی وجہ سے ان کے بچے پیدائشی طور پر وزن میں کمی کا شکار ہوتے ہیں جو ان کی صحت کی خرابی کی وجہ بن سکتا ہے۔ نوزائیدہ بچوں میں غذائی کمی سے تحفظ کے لیے ابتدائی چھ مہینے ماں کا دودھ انتہائی ضروری ہے لیکن پاکستان جنوبی ایشیا کے ان ممالک میں سے ایک ہے جہاں بچوں کو ماں کا دودھ پلانے کی شرح بہت کم ہے۔ برطانیہ کا پاکستان میں خوراک میں مصنوعی غذائیت شامل کرنے کا منصوبہ فوڈ فورٹی فیکیشن پروگرام 70 فیصد آبادی کو اضافی غذائیت کا حامل خوردنی تیل فراہم کرے گا اور 50 ملین سے زیادہ افراد کی مصنوعی غذائیت کے حامل آٹے تک رسائی فراہم کرے گا۔ اب ہم جانتے ہیں کہ قومی غذائی سروے 2018 کے مطابق ہم کہاں کھڑے ہیں اور اب وفاق وصوبائی حکومتوں کو اس سلسلے میں مستقبل کے لیے ترجیحی منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 14 جون، صفحہ16)

تھرپارکر، سندھ میں غذائی کمی، متعدی امراض اور طبی سہولیات کے فقدان کی وجہ سے 11 نوزائیدہ بچے دم

توڑ گئے۔ 10 بچے سول ہسپتال مٹھی میں اور ایک بچہ تعلقہ چھاچھرو میں جانبحق ہوا۔ ان اموات کے بعد یکم جنوری سے اب تک مرنے والے بچوں کی تعداد غیر سرکاری طور پر 380 ہوگئی ہے۔ (ڈان، 15 جون، صفحہ 17)

اسٹیٹ بینک کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق بلوچستان کی تقریباً آدھی آبادی شدید اور درمیانے درجے کے غذائی عدم تحفظ کا شکار ہے جبکہ صوبے کے 30 فیصد گھرانوں کو مستقل بھوک کا سامنا ہے۔ ملک کے 36.9 فیصد گھرانے غذائی عدم تحفظ جبکہ 18.3 فیصد گھرانے شدید غذائی عدم تحفظ کا شکار ہیں باجود اس کے کہ پاکستان کئی اہم غذائی فصلوں میں خودکفیل ہے۔ قومی غذائی سروے 2018 کے مطابق پاکستان دنیا میں گندم پیدا کرنے والا آٹھواں، چاول پیدا کرنے والا دسواں، گنا پیدا کرنے والا پانچواں اور دودھ پیدا کرنے والا چوتھا بڑا ملک ہے۔ رپورٹ کے مطابق پاکستان کی تقریباً چوتھائی آبادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہیں یعنی ملک کی 50 ملین آبادی اپنی آمدن سے بنیادی ضروریات پوری نہیں کرسکتی۔

(ڈان، 16 جولائی، صفحہ 1)

ایک خبر کے مطابق NNS (این این ایس) 2018 میں انکشاف کیا گیا ہے کہ پاکستان کے تقریباً آدھے گھرانے اپنی غذائی ضروریات پوری کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ غربت کی وجہ سے تقریباً 50 فیصد سے زائد خاندانوں کو یومیہ دو وقت کا کھانا دستیاب نہیں ہے جو سنگین غذائی کمی کا باعث بن رہا ہے جس کے نتیجے میں 40.2 فیصد بچے دائمی غذائی کمی اور نشوونما میں کمی کا شکار ہیں۔ غذائی کمی کی وجہ سے ان بچوں کی ذہنی و جسمانی نشوونما رک جاتی ہے۔ سروے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ 36.9 فیصد پاکستانی گھرانے غذائی عدم تحفظ کا شکار ہیں جنہیں مناسب مقدار اور قیمت میں غذائیت بخش خوراک تک رسائی حاصل نہیں۔ سیکرٹری جنرل پاکستان پیڈیاٹرک ایسوسی ایشن (PPA) خالد شفیع کا کہنا ہے کہ غذائیت کے حوالے سے ہنگامی صورتحال پر قابو پانے کے لیے وفاقی حکومت خوراک میں مصنوعی طور پر اضافی غذائیت شامل کرنے (فوڈ فورٹیفیکیشن) کے لیے قانونی مسودہ تیار کرچکی ہے جس سے گھی و آٹے جیسی اشیاء میں خرد غذائی اجزاء (مائیکرو نیوٹرنٹ) شامل کرنا لازمی ہوجائے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 24 جولائی، صفحہ 2)

این این ایس 2018 کے سندھ سے متعلق جاری کردہ نتائج میں انکشاف کیا گیا ہے کہ سندھ میں وزن میں کمی کے شکار بچوں کی تعداد 41.3 فیصد ہے۔ صوبے میں نشوونما میں کمی کے شکار (اسٹنٹڈ) بچوں کی شرح 45.5 فیصد بھی مجموعی قومی تناسب 40.2 فیصد سے بہت زیادہ ہے۔ رپورٹ کے مطابق پانچ سال تک کی عمر کے ہر 10 میں سے پانچ بچے نشوونما میں کمی کا شکار ہیں جبکہ ہر 10 میں سے دو بچے وزن میں کمی کا شکار ہیں۔ سروے میں نشاندہی کی گئی ہے کہ صوبے میں بالغ لڑکیاں غذائی کمی کا دوہرا بوجھ برداشت کررہی ہے جن کی 40 فیصد تعداد خون کی کمی کا شکار پائی گئی ہے۔ سندھ میں پانچ سال سے کم عمر کے وہ بچے جو اپنی عمر کے مقابلے وزن اور جسامت میں کمی کا شکار (ویسٹڈ) ہیں ان کا تناسب 23.3 فیصد ہے۔ قومی غذائی سروے 2018 میں سندھ کا نمونہ 18,76 گھرانوں پر مشتمل تھا۔ (ڈان، 25 جولائی، صفحہ 15)

قومی غذائی سروے 2018 کے مطابق بلوچستان میں پانچ سال تک کی عمر کے 46.6 فیصد بچے نشوونما میں کمی کی وجہ سے قد میں کمی کا شکار (اسٹنٹڈ) ہیں جبکہ 18.9 فیصد بچے اپنی عمر کے مقابلے وزن اور جسامت میں کمی کا شکار (ویسٹڈ) ہیں۔ رپورٹ کے مطابق غذائی کمی کی وجہ سے بلوچستان میں ایک طرف 31 فیصد بچے وزن میں کمی کا شکار ہیں تو دوسری طرف 16.7 فیصد بچے موٹاپے کا شکار ہیں۔ سروے میں یہ بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ تولیدی عمر کی عورتوں (ویمن آف ری پروڈکٹو ایج) میں سے 14.5 فیصد وزن میں کمی، 22.1 وزن میں زیادتی اور 12 فیصد موٹاپے کا شکار ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 26 جولائی، صفحہ 7)

XII۔ قدرتی بحران

سیلاب/ بارشیں

ایک خبر کے مطابق خیبرپختونخوا میں گزشتہ 24 گھنٹوں میں بارشوں کے دوران ہونے والے حادثات میں چھ افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ تفصیلات کے مطابق پنجاب سے تعلق رکھنے والے چار افراد وادی کاغان میں تیز بارشوں کی زد میں آکر ہلاک ہوگئے۔ مٹی کے تودے گرنے سے مانسہرہ۔ ناران۔ جالکھنڈ سڑک آٹھ

مقامات پر آمد و رفت کے لیے بند ہوگئی جس کی وجہ سے ہزاروں مسافر اور سیاح پھنس گئے۔ (ڈان، 27 جولائی، صفحہ 1)

کرم ایجنسی کے علاقے پارا چنار میں آندھی اور طوفانی بارشوں کی وجہ سے 22 افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ تفصیلات کے مطابق گھنٹوں جاری رہنے والی تیز بارش اور طوفان کی وجہ سے کئی گھر تباہ جبکہ سیلاب کے باعث سڑکیں بند ہوگئی ہیں۔ مقامی لوگوں کی مدد سے متعلقہ ادارے امدادی کاموں میں مصروف ہیں۔ (دی نیوز، 28 جولائی، صفحہ 12)

خیبر پختونخوا کے مختلف اضلاع میں موسلادھار بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے 10 افراد ہلاک جبکہ 29 زخمی ہوگئے ہیں۔ صوبے کے 10 اضلاع سے حاصل کردہ معلومات کے مطابق سیلاب میں 27 مویشی بھی بہہ گئے ہیں۔ نو گھر مکمل تباہ اور 16 گھروں کو جزوی نقصان پہنچا ہے۔ متعلقہ محکموں نے متاثرہ علاقوں میں امدادی کام شروع کرنے کی ہدایت کی ہے۔ سیلاب سے کئی سڑکیں بھی تباہ ہوگئی ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 30 جولائی، صفحہ 7)

صوبہ سندھ کے اہم بیراجوں میں پانی کی سطح میں مسلسل اضافے کے باعث قدرتی آفات کی روک تھام کا صوبائی ادارہ پروونشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (PDMA) نے سیلاب کا انتباہ جاری کیا ہے جس سے جان و مال کے نقصان کا خدشہ ہے۔ PDMA (پی ڈی ایم اے) کی جانب سے 15 اضلاع کی انتظامیہ کو انتباہ جاری کیا گیا ہے جس میں ہدایت کی گئی ہے کہ متوقع سیلاب سے نقصانات کو کم سے کم کرنے کے لیے مناسب انتظامات کو یقینی بنایا جائے۔ ضلع سکھر، لاڑکانہ، گھوٹکی، کشمور، خیرپور، شکارپور، دادو، جامشورو، ٹنڈو محمد خان، مٹیاری، حیدرآباد، ٹھٹھہ، سجاول، نوشہرو فیروز اور ضلع بے نظیر آباد کی انتظامیہ کو انتباہ جاری کیا گیا ہے۔ (ڈان، 11 اگست، صفحہ 16)

KBP (کے بی پی) نے حکومت پر زور دیا ہے کہ حالیہ بارشوں اور سیلاب سے متاثر ہونے والے علاقوں کو آفت زدہ قرار دیا جائے۔ نئی فصلوں کے لیے مالی مدد کے ساتھ ساتھ کسانوں پر واجب الادا قرضے بھی معاف کیے جائیں۔ کے بی پی کے مرکزی صدر چودھری نثار احمد کا کہنا ہے کہ صرف ضلع قصور کے ہی 50 دیہات میں ہزاروں ایکڑ پر کھڑی فصل متاثر ہونے کا خدشہ ہے جس سے اربوں روپے کا نقصان ہوسکتا ہے۔ انھوں نے دعوی کیا کہ گھروں کو نقصان پہنچنے کی وجہ سے ہزاروں خاندان کھلے آسمان تلے رہنے پر مجبور ہیں۔ انسانوں اور مویشیوں کو خوراک کی کمی کا سامنا ہے اور ان میں مختلف بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ اس ہی طرح کی سیلابی صورتحال کا سامنا اوکاڑہ اور پاک پتن کے دیہات میں بھی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 24 اگست، صفحہ 5)

XIII۔ مزاحمت

زرعی مداخل

کسان تنظیموں نے زرعی مداخل کی قیمتوں کو کم کرنے اور دیگر سہولیات کی فراہمی میں حکومتی ناکامی کے خلاف ملک گیر احتجاج کا عندیہ دیا ہے۔ پی کے آئی نے کھاد، زرعی مشینری پر جی ایس ٹی کے خاتمے اور زرعی ٹیوب ویل کے لیے بجلی کے نرخوں میں کمی کے مطالبات پورے نہ ہونے پر مستقبل کی حکمت عملی ترتیب دینے کے لیے ہنگامی اجلاس منعقد کیا تھا۔ پی کے آئی کے صدر خالد کھوکھر کا کہنا تھا کہ حکومت نے ناصرف ہمارے مطالبات نہیں سنے بلکہ بجٹ 20-2019 میں کھاد پر ویلیو ایڈڈ ٹیکس اور کپاس کے جنز پر 10 فیصد جی ایس ٹی عائد کردیا ہے جس سے پیداواری لاگت میں مزید اضافہ ہوگا۔ (بزنس ریکارڈر، 1 جولائی، صفحہ 13)

ماہی گیری

بدین میں ماہی گیروں نے سندھ حکومت کی جانب سے ساحلی علاقوں اور میٹھے پانی کے وسائل میں ماہی

گیری کے لیے ٹھیکیداری نظام دوبارہ نافذ کیے جانے کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا ہے۔ مظاہرین ڈپٹی کمشنر چوک پر جمع ہوئے اور بدین پریس کلب تک جلوس کی شکل میں پہنچ کر کئی گھنٹوں تک احتجاج کیا۔ ماہی گیروں کی ایک غیر سرکاری تنظیم کا کہنا ہے کہ محکمہ ماہی گیری سندھ کے ڈائریکٹر جنرل نے کچھ ماہ پہلے وزیراعلی کو ایک خط میں تجویز دی تھی کہ ماہی گیروں سے مچھلی کے شکار کی اجازت واپس لے لی جائے۔ اب افسران صوبہ کے تمام 1,209 آبی وسائل پر قبضے کی کوشش کررہے ہیں جبکہ 500 آبی وسائل پہلے ہی زیر قبضہ ہیں۔ ماہی گیروں کی اپنے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے تاریخی جدوجہد کے بعد سندھ اسمبلی نے 2011 میں صوبہ کے آبی وسائل پر ان کا حق کوتسلیم کرتے ہوئے ایک بل منظور کیا تھا۔ دو سال پہلے سندھ ہائی کورٹ نے بھی دائر کردہ ایک درخواست پر صوبائی حکومت کو جھیلوں اور دیگر آبی وسائل پر سے قبضہ ختم کرنے کا حکم دیا تھا۔ تنظیم نے فوری طور پر حقیقی ماہی گیروں کو لائسنس جاری کرنے، بدین اور دیگر اضلاع میں آبی وسائل پر قابض افراد کو گرفتار کرنے اور مقامی ماہی گیروں کو دوبارہ مچھلی پکڑنے کی اجازت دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ (ڈان، 23 اگست، صفحہ 17)

پانی

بدین میں پانی کی سنگین قلت کے خلاف کئی ماہ تک احتجاج کرنے کے بعد کسانوں نے سندھ ہائی کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے۔ حیدرآباد سرکٹ بینچ میں دائر درخواست میں پھلیلی کنال کی بحالی و مرمت کے منصوبہ میں تعمیری نقص (ڈیزائن فالٹ) ہونے کا الزام عائد کیا گیا ہے جو پانی کی قلت کی وجہ ہے۔ کسانوں کی درخواست پر عدالت نے مدعا علیہان (رسپونڈنٹس) کو 20 جون کے نوٹس جاری کیے ہیں۔ درخواست میں مؤقف اپنایا گیا ہے کہ نئے تعمیری منصوبے کے تحت ہیڈ ریگولیٹر اور کراسنگ پر پانی کی ترسیل کے لیے بالائی سطح (کرسٹ لیول) میں اضافہ غیرقانونی اور درخواست گزاروں کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 مئی، صفحہ 4)

شدید گرمی میں بدین کے کسانوں، تاجروں اور مقامی افراد کی بڑی تعداد نے پانی کی قلت کے خلاف

ملکانی شریف ٹاؤن سے خیر پور گمبو، بدین تک ایک کلومیٹر طویل احتجاجی مارچ کیا۔ مظاہرین نے خیر پور گمبو پہنچنے کے بعد پنگریو۔ جھڈو شاہرا پر تین گھنٹے تک احتجاجی دھرنا بھی دیا۔ کسان رہنماؤں کا کہنا تھا کہ کسان نہروں میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے شدید بحران کا شکار ہیں کیونکہ ان کے حصے کا پانی محکمہ آبپاشی کی معاونت سے بااثر زمیندار چوری کررہے ہیں۔ سکھر بیراج کی کنالوں میں وافر مقدار میں پانی ہونے کے باوجود آبپاشی حکام ان کے حصے کا پانی فراہم نہیں کررہے ہیں۔ گزشتہ کئی ماہ سے پانی کی سنگین قلت کی وجہ سے زرخیز زرعی علاقہ بنجر ہوگیا ہے۔ (ڈان، 13 جون، صفحہ 17)

سیو بدین کمیٹی (بدین بچاؤ کمیٹی) کی جانب سے ضلع بدین میں پانی کی قلت کے خلاف کڈھن ٹاؤن میں مکمل ہڑتال کی گئی۔ علاقے کے تاجروں نے چھ گھنٹے تک اپنا کاروبار مکمل طور پر بند رکھا اور کسانوں کے ساتھ احتجاجی ریلی میں شرکت کی۔ سیو بدین کمیٹی کے رہنماؤں نے محکمہ آبپاشی سندھ اور سندھ اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی (SIDA) کے عہدیداروں کو پانی کی قلت کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ضلع بدین کے حصے کا پانی بااثر زمینداروں کی زمینوں کی طرف موڑا گیا ہے۔ (ڈان، 21 جون، صفحہ 17)

دریائے سندھ میں پانی کی کمی کے نتیجے میں کئی مہینوں سے خشک سالی جیسی صورتحال کا سامنا کرنے کے بعد سندھ کے ساحلی اضلاع کے کسانوں نے احتجاجی لانگ مارچ شروع کردیا ہے۔ کسانوں کا یہ احتجاج پانچویں دن میں داخل ہوگیا ہے جو ضلع سجاول سے شروع ہوکر ضلع ٹھٹھہ کے علاقے گھارو پہنچ گیا ہے۔ کسانوں کا کہنا ہے کہ ضلع ٹھٹھہ میں پانی کا مصنوعی بحران پیدا کردیا گیا ہے اور نتیجے میں ہزاروں کھیت متاثر ہورہے ہیں جس کے ذمہ دار محکمہ آبپاشی کے عہدیدار اور بڑے جاگیردار ہیں۔ یہ احتجاجی لانگ مارچ تین جولائی کو مکلی، ٹھٹھہ میں ختم ہوگا جہاں ہزاروں کسان، سماجی کارکنان، مختلف سیاسی تنظیموں کے نمائندے پانی کے مسئلہ پر آواز اٹھائیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 2 جولائی، صفحہ 5)

نوڈیرو اور شہداد کوٹ، سندھ میں پانی کی قلت کی وجہ سے لوگ احتجاج کے لیے سڑکوں پر نکل آئے۔

مظاہرین نے چاول کی کاشت کے لیے پانی کی فراہمی یقینی بنانے میں حکومتی ناکامی کی شدید مذمت کی ہے۔ 20 سے زیادہ دیہات سے آنے والے کسانوں کی بڑی تعداد نے لاڑکانہ۔سکھر شاہراہ کے ساتھ پنجو ڈیرو میں دھرنا دیا۔ ہاتھوں میں خشک ہو جانے والی چاول کی پنیری اٹھائے کسانوں نے محکمہ آبپاشی کے خلاف نعرے لگائے۔شہدادکوٹ میں بھی کسانوں نے پانی کی قلت کے خلاف احتجاجی دھرنا دیا۔ (ڈان، 2 جولائی، صفحہ17)

ب۔ بین الاقوامی زرعی خبریں

ا۔ زرعی پیداواری وسائل

زمین

گلوبل وٹنس کے مطابق زمین اور ماحولیات کے لیے سرگرم 164 افراد اپنے گھر، زمین اور قدرتی وسائل کے کانکنی، درختوں کی کٹائی و ترسیل اور خوراک کے شعبے سے جڑی کمپنیوں سے تحفظ کی پاداش میں قتل کردیے گئے۔ اس ادارے کی ایک نگرانی رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں لاتعداد مزید لوگوں کو تشدد، احتجاج کے خلاف قوانین کا غیر قانونی استعمال کرکے خاموش کروادیا گیا۔ اس حوالے سے زمینی حقوق کے لیے سرگرم افراد اور مقامی آبادیوں کے لیے سب سے خطرناک ملک فلپائن ہے جہاں 2018 میں 30 افراد قتل ہوئے۔ اسی طرح کولمبیا میں 24 اور بھارت میں 23 اموات دیکھی گئیں، جبکہ گوئٹے مالا میں زمین کے تحفظ سے جڑے 16 افراد قتل ہوئے۔ عالمی سطح پر یہ رجحان دیکھا جارہا ہے کہ زمین اور ماحولیات کے تحفظ سے جڑے ارکان، مقامی آبادیوں کو اپنے حقوق کے تحفظ کے جرم میں دہشت گرد، مجرم اور چور قرار دے دیا جاتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 31 جولائی، صفحہ12)

II۔ زرعی مداخل

صنعتی طریقہ زراعت

- زرعی قرضہ جات

چین اور کینیڈا کے درمیان جاری سفارتی تناؤ کی وجہ سے کینیڈا نے چین کی جانب سے کنولا کی کھیپ روکے جانے کے بعد کسانوں کو قرضہ جات کی فراہمی میں اضافہ کردیا ہے۔ حکومت کا کہنا ہے کہ موجودہ امدادی پروگرام کے تحت کسان کو انفرادی طور پر ایک ملین کینیڈین ڈالر (750,000 امریکی ڈالر) قرض کی سہولت دستیاب ہوگی جو دگنی سے بھی زیادہ ہے۔ کینیڈا کے وزیر تجارت جم کار (Jim Carr) نے ایک پریس کانفرنس میں بیان دیا ہے کہ خصوصاً کنولا کاشت کرنے والے کسانوں کو ابتدائی 500,000 کینیڈین

ڈالر قرض پر سود بھی ادا نہیں کرنا پڑے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 2 مئی، صفحہ 20)

III۔ غذائی فصلیں، پھل سبزی، نقد آور فصلیں و اشیاء

اشیاء

- چینی

ایک خبر کے مطابق بھارت میں سال 19-2018 میں چینی کی پیداوار ریکارڈ 33 ملین ٹن ہوسکتی ہے۔ چینی کی ریکارڈ پیداوار بھارتی حکومت کو اس کی درآمد پر مراعات کی فراہمی جاری رکھنے پر مجبور کرسکتی ہے کیونکہ گزشتہ چار ماہ سے عالمی منڈی میں چینی کی قیمت کمی کا شکار ہے۔ بھارت میں سال 18-2017 میں 32.5 ملین ٹن چینی کی پیداوار ہوئی تھی۔ انڈین شوگر ملز ایسوسی ایشن (ISMA) کے مطابق سالوں سے گنے کی شاندار فصل اور چینی کی بے تحاشہ پیداوار سے مقامی منڈی میں چینی کی قیمتوں پر دباؤ ہے جس کی وجہ سے ملوں کے لیے مشکل ہوگیا ہے کہ وہ کسانوں کو واجبات کی ادائیگی کریں۔ (بزنس ریکارڈر، 5 مئی، صفحہ 9)

IV۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی

مرغبانی

برطانیہ میں امپریل کالج لندن اور یونیورسٹی آف ایڈن برگ روزلن انسٹی ٹیوٹ کے تحقیق سائنسدانوں نے لیبارٹری میں تیار کیے گئے مرغی کے خلیوں میں برڈ فلو کی بیماری روکنے کے لیے جین ایڈیٹنگ (جینیاتی ردوبدل) کی ٹیکنالوجی استعمال کی ہے۔ یہ جینیاتی تبدیلی کی حامل مرغیوں کی پیداوار میں ایک اہم پیش رفت ہے جو انسانوں میں وبائی زکام کو روک سکتی ہے۔ مرغیوں یا پرندوں میں ہونے والی زکام کی بیماری برڈ فلو جنگلی پرندوں اور مرغیوں میں ہوتی ہے جو بیک وقت انسانوں کو بھی ہوسکتی ہے۔ جدید تحقیق میں لیبارٹری میں تیار کردہ مرغی کے خلیے میں ڈی اوکسی رائبون نیوکلیک ایسڈ (DNA) میں تبدیلی کرکے محققین نے ان خلیوں پر برڈ فلو کے قابض ہونے اور ان کی تعداد میں اضافے سے تحفظ فراہم کیا ہے۔ اگلا مرحلہ

اس جینیاتی تبدیلی کے ذریعے مرغی تیار کرنے کی کوشش پر مبنی ہوگا۔ ان تحقیقی نتائج کو سائنسی جرنل ای لائف (eLife) میں چار جون کو شائع کیا جانا تھا۔ (بزنس ریکارڈر، 10 جون، صفحہ10)

V۔ تجارت

برآمدات

یورپی یونین نے ایک معاہدے پر اتفاق کیا ہے جس کے تحت امریکی کاشتکار گائے کے گوشت کی یورپی منڈی میں بڑا حصہ حاصل کرسکیں گے۔ اس معاہدے کے نتیجے میں امریکہ کو یورپ میں 45,000 ٹن ہارمون سے پاک گائے کے گوشت کی منڈی حاصل ہوگی۔ امریکہ اور یورپی یونین کے درمیان یورپ میں بڑھوتری کے لیے استعمال ہونے والے ہارمون کی پابندی کے تنازع کو حل کرنے کے لیے 2009 میں گوشت کی برآمد کے اس کوٹے پر اتفاق کیا گیا تھا۔ ابتداء میں امریکی کاشتکار یورپی گوشت کی منڈی پر غالب تھے لیکن عالمی تجارتی ادارہ (WTO) قوانین کے تحت غیر امریکی ترسیل کاروں کو بھی یہ سہولت فراہم کرنا تھی۔ آسٹریلیا، یوروگوئے اور ارجنٹائن نے اپنی برآمد میں اضافہ کیا جس سے امریکی گوشت کی برآمد اس منڈی میں 30 کم ہوگئی۔ (ڈان، 14 جون، صفحہ11)

VI۔ کارپوریٹ شعبہ

زرعی کیمیائی کمپنیاں

- مونسانٹو

بائیر کی زیر ملکیت مونسانٹو اور اس کی نباتات کش راؤنڈ اپ ریڈی کو تیسرا بڑا قانونی دھچکا پہنچا ہے۔ کیلیفورنیا کی عدالت نے کیمیائی مواد بنانے والی اس دیوہیکل کمپنی کو ایک جوڑے کو دو بلین ڈالر سے زائد ہرجانہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس جوڑے نے مونسانٹو کے خلاف مقدمہ دائر کیا تھا جس میں راؤنڈ اپ ریڈی کو ان کے سرطان کی وجہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ عدالتی فیصلہ مونسانٹو کی مسلسل تیسری شکست ہے۔ تاہم

کمپنی بضد ہے کہ راؤنڈ اپ ریڈی کا سرطان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 15 مئی، صفحہ 15)

- کوکا کولا

فرانسیسی اخبار (Le Monde) کے مطابق مشروبات بنانے والی دیوہیکل امریکی کمپنی کوکا کولا نے تحقیق پر اثر انداز ہونے کے لیے فرانس میں پیشہ ور ماہرین صحت و محققین کو آٹھ ملین یورو ادا کیے تھے۔ اخبار کے مطابق رقم دینے کا مقصد میٹھے مشروبات کے صحت پر مرتب ہونے والے اثرات سے توجہ ہٹانے کے لیے تحقیق شائع کرنا تھا۔ 2015 میں نیویارک ٹائمز نے بھی کوکا کولا کی جانب سے تحقیق پر اثر انداز ہونے کے لیے رقم فراہم کرنے سے متعلق خبر شائع کی تھی۔ اس تحقیق میں کہا گیا تھا کہ موٹاپے سے بچنے کے لیے حرارے (کیلوریز) گھٹانے کے بجائے زیادہ سے زیادہ ورزش کی جائے۔ (بزنس ریکارڈر، 10 مئی، صفحہ 13)

VII۔ بیرونی امداد

عالمی بینک

ایک خبر کے مطابق عالمی بینک مارچ میں طوفان ادائی (Idai) سے متاثر ہونے والے تین جنوبی افریقی ممالک موزمبیق، زمبابوے اور ملاوی کے لیے 545 ملین ڈالر کی امداد فراہم کرے گا۔ عالمی بینک گروپ کے صدر ڈیوڈ ملپاس نے متاثرہ شہر کے دورے کے بعد کہا ہے کہ اس طوفان سے ہونے والی تباہی سے لاکھوں لوگ متاثر ہوئے ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 4 مئی، صفحہ 11)

VIII۔ پالیسی

نیولبرل پالیسی

روس نے کہا ہے کہ اگر امریکہ جیسی اہم معیشتیں WTO (ڈبلیو ٹی او) سے نکل جائیں گی تو اس کی موجودگی خطرے میں ہوگی۔ روس کی طرف سے یہ موقف امریکہ صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے اس بیان کے ردعمل

میں سامنے آیا ہے جس میں انہوں نے ڈبلیو ٹی او کے امریکہ کے لیے غیر منصفانہ طرز عمل پر اس ادارے سے نکلنے کی دھمکی دی تھی۔ امریکی صدر کا کہنا تھا کہ ''ہم جانتے ہیں کہ وہ ڈبلیو ٹی او ہمیں سالوں سے دبا رہے ہیں اور یہ اب مزید نہیں ہوگا''۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 15 اگست، صفحہ20)

IX۔ ماحول

قدرتی ماحول پر اقوام متحدہ کی جاری کردہ رپورٹ میں خبردار کیا گیا ہے کہ انسانیت قدرتی وسائل کا بے دریغ استعمال کررہی ہے۔ اس نے معاشرے میں ترقی کو ممکن بنایا لیکن یہ عمل لاکھوں نسلوں کو معدومیت کے دہانے پر دھکیل رہا ہے۔ اس حوالے سے 132 ممالک کے اجلاس کی صدارت کرنے والے رابرٹ واٹسن کا کہنا ہے کہ دنیا کے پانی، جنگلی حیات، ہوا، مٹی اور جنگلات جیسے وسائل کو زہر آلود کرنا اور ان کی بے لگام لوٹ مار آبادیوں کے لیے خطرہ ہے۔ جلاس کے شریک چیئرمین ماہر علم البشریات ایڈورڈ بروندیزیو (Eduardo Brondizio) کا کہنا تھا کہ حکومتوں کو مجموعی قومی پیداوار سے بالاتر ہو کر سوچنے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے زمینی وسائل کے بے دریغ استعمال کو سونے کی انڈا دینے والی مرغی کو حلال کرنے سے تشبیہ دی ہے۔نسلوں کی معدومیت کا یہ عمل گزشتہ 10 ملین سالوں میں دس سے سینکڑوں گنا زیادہ تیز ہوگیا ہے۔ یہ عمل زمین کو 66 ملین سال پہلے ڈائناسور کے خاتمے کے بعد (ایک بار پھر) ایک عظیم معدومیت کے دہانے پر لے جاسکتا ہے۔ واٹسن مزید کہتے ہیں کہ اس عمل کو روکنے اور واپس کرنے کے لیے تبدیلی کی ضرورت ہوگی۔ تقریباً ہر چیز خصوصاً خوراک کی پیداوار و استعمال کے طریقے کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ رکازی ایندھن کی صنعت اور زرعی شعبہ سے وابستہ بہت سے کردار نہیں چاہیں گے کہ توانائی، آمد و رفت اور زراعت پر دی جانے والی زرتلافیاں کم ہوں لیکن حکومتوں کو ایسے سخت فیصلے کرنے کی ضرورت ہے۔ (ڈان، 7 مئی، صفحہ12)

- آلودگی

اقوام متحدہ کے ماحولیاتی عہدیداروں کے مطابق سوائے امریکہ کے تمام ممالک پلاسٹک سے ہونے والی

آلودگی کو کم کرنے کے لیے قانونی پابندیوں پر راضی ہوگئے ہیں۔ پلاسٹک کے فضلے اور نقصاندہ کیمیائی مواد کے حوالے سے اقوام متحدہ کے دو ہفتے سے جاری اجلاس کے اختتام پر ایک معاہدہ طے پایا ہے۔ اقوام متحدہ کے ماحولیاتی پروگرام کے رولف پائیٹ (Rolph Payet) کا کہنا ہے کہ ''بیسل کنوینشن'' ایک تاریخی معاہدہ ہے جس سے 186 ممالک وابستہ ہیں۔ اس معاہدے کے تحت تمام ممالک کو اپنی سرحدوں سے باہر پلاسٹک کے فضلے کی نگرانی کرنی ہوگی۔ ایسے کچھ ممالک جیسے کہ امریکہ، جنہوں نے اس معاہدہ پر دستخط نہیں کیے ہیں وہ بھی اس پر عمل درآمد کریں گے کیونکہ وہ پلاسٹک کا فضلہ جن ممالک کو برآمد کریں گے وہ ممالک اس معاہدے کا حصہ ہوں گے۔ (ڈان، 12 مئی، صفحہ 12)

ایک خبر کے مطابق انڈونیشیا نے امریکہ سے درآمد کیے گئے فضلے کے پانچ کنٹینرز کو واپس بھیج دیا ہے۔ سرکاری حکام نے کہا ہے کہ انڈونیشیا ''کچرا کنڈی'' نہیں بنے گا۔ کسٹم دستاویزات کے مطابق ان کنٹینرز میں صرف کاغذی کچرا ہونا چاہیے تھا، اس کے برعکس ان میں بوتلیں، پلاسٹک کا فضلہ اور ڈائپر بھرے ہوئے تھے۔ کینیڈین کمپنی کی ملکیت یہ کنٹینرز سیاٹل، امریکہ سے انڈونیشیا کے دوسرے بڑے شہر سورابایا کے لیے روانہ کیے گئے تھے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 16 جون، صفحہ 7)

جاپان کے نارا پارک میں نو ہرن پلاسٹک کی تھیلیاں نگلنے کے بعد ہلاک ہوگئے ہیں۔ ہرن کے تحفظ کے ادارے نارا ڈیئر پریزرویشن فاؤنڈیشن کا کہنا ہے کہ مارچ اور جون کے مہینوں کے درمیان مرنے والے ہرنوں کے پیٹ میں بڑی تعداد میں پلاسٹک اور پاپڑ کی تھیلیاں پائی گئی ہیں۔ نو میں سے ایک ہرن کے پیٹ میں سب سے زیادہ 4.3 کلوگرام کچرا پایا گیا۔ ادارے نے خبردار کیا ہے کہ علاقے میں سیاحت میں اضافے کو اس کی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ (ڈان، 11 جولائی، صفحہ 12)

- جنگلی آگ

برازیل کے دائیں بازو کے صدر جیئر بولسونارو (Jair Bolsonaro) نے الزام عائد کیا ہے کہ غیر سرکاری

تنظیموں (NGO's) نے حکومت کی ساکھ کو نقصان پہنچانے کے لیے ایمازون کے جنگلات میں آگ لگائی ہے کیونکہ انہوں نے ان تنظیموں کے فنڈز میں کمی کی ہے۔ بولسونارو جنہوں نے ایمازون کے جنگلات کو تجارتی مفادات کے لیے کھولنے کے منصوبے سے ماحولیاتی کارکنوں کو حیرت میں ڈال دیا تھا، کا مزید کہنا تھا کہ اس سال ایمازون کے جنگلات میں سب سے زیادہ تعداد میں لگنے والی آگ کے پیچھے غیر سرکاری تنظیمیں ہوسکتی ہیں۔ تاہم انہوں نے اپنے دعوے کی سچائی کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ گرین پیس، برازیل کے رابطہ کار مارسیو ایسٹرینی (Marcio Astrini) کا اس حوالے سے کہنا ہے کہ ''یہ ایک بیمار ذہنیت اور افسوسناک بیان ہے''۔ جنگلات کی کٹائی اور انھیں جلائے جانے کے واقعات میں اضافہ صدر بولسونارو کی ماحول دشمن پالیسی کا نتیجہ ہے جو ایمازون کو مزید زراعت اور کان کنی کے لیے کھولنا چاہتے ہیں۔ جب انہوں نے عہدہ سنبھالا ہے جنگلات کے خاتمے پر فکرمند دیگر ممالک کو کہا کہ وہ اپنے کام سے کام رکھیں۔ برازیل کے مواصلاتی تحقیقاتی مرکز کے مطابق 2019 میں ایمازون میں اب تک 72,843 آگ لگنے کے واقعات سامنے آئے ہیں۔ (ڈان، 22 اگست، صفحہ13)

X۔ موسمی تبدیلی

موسمی بحران

- خشک سالی

بھارت کی جنوبی ریاست تامل ناڈو میں جھیلوں کے خشک ہونے اور زیر زمین پانی کی سطح گرنے کی وجہ سے پانی کی شدید قلت ہوگئی ہے۔ گھروں اور ہوٹلوں میں پانی کے نلکے خشک ہوچکے ہیں اور لاکھوں افراد پانی کے ٹرکوں پر منحصر ہیں۔ تامل ناڈو کے وزیر برائے دیہی ترقی کا کہنا ہے کہ گزشتہ سال خشک سالی کی وجہ سے مون سون بارشوں میں 2017 کے مقابلے 62 فیصد کمی ہوئی تھی۔ بھارتی محکمہ موسمیات کے مطابق ملک بھر میں مون سون بارشوں میں تاخیر کی وجہ سے بارشوں میں 43 فیصد کمی کا سامنا ہے۔ مون سون بارشیں عام طور پر جون کے وسط تک تقریباً بھارت کے دو تہائی حصے پر شروع ہوجاتی ہیں، تاہم اب تک یہ بارشیں صرف آدھے سے بھی کم علاقوں میں ہوئی ہیں۔ (ڈان، 20 جون، صفحہ13)

- گرمی کی لہر

یورپ میں ریکارڈ توڑ گرمی، فرانس اور اسپین میں جنگلات میں لگنے والی آگ سے تقریباً سات افراد ہلاک ہوگئے۔ فرانس کے جنوبی گارڈ ریجن میں درجہ حرارت 45.9 ڈگری سیلسیس تک جاپہنچا جو کیلی فورنیا کی ڈیتھ ویلی کے درجہ حرارت سے بھی زیادہ ہے۔ کئی جگہ جنگلوں میں آگ بھڑک اٹھی جس سے 550 ہیکٹر زمین، کئی گھر اور گاڑیاں برباد ہوگئی ہیں۔ گرمی کی اس لہر نے ہیرالٹ (Herault) کے انگور فارم (وائن یارڈ) کو بھی بڑے پیمانے پر متاثر کیا ہے۔ اسپین میں 50 میں سے 40 علاقوں میں موسمی انتباہ جاری کردیا گیا ہے جن میں سے سات علاقوں کو انتہائی خطرناک قرار دیا گیا ہے۔ شمال مشرقی اسپین میں درجہ حرارت 43.9 ڈگری سیلسیس تک جاپہنچا تھا جو کیٹلان سٹی میں اب تک کا ریکارڈ کیا گیا سب سے زیادہ درجہ حرارت ہے۔ جرمنی میں بھی موسمیات کے ادارے نے شدید گرمی کا انتباہ جاری کرتے ہوئے 39 ڈگری سیلسیس کی پیشنگوئی کی ہے۔ (ڈان، 1 جولائی، صفحہ10)

شمالی یورپ میں شدید گرمی کی لہر کی وجہ سے پیرس شہر 42 ڈگری سیلسیس درجہ حرارت سے تندور بنا رہا۔ شدید گرمی کی اس لہر سے عوامی صحت اور ریل میں سفر کرنے والوں کے لیے مشکلات بڑھ گئی ہیں۔ بیلجیئم، نیدرلینڈ، جرمنی میں بھی ریکارڈ توڑ گرمی ہوئی جبکہ پیرس، فرانس میں سب سے زیادہ درجہ حرارت 42.6 ڈگری سیلسیس ریکارڈ کیا گیا جس کے بعد جولائی، 1947 کا 40.4 ڈگری سیلسیس کا ریکارڈ ٹوٹ گیا ہے۔ گرمی کی اس لہر سے ایک بار پھر عوامی توجہ موسمی تبدیلی سے ہونے والے مسائل پر مرکوز ہوگئی ہے۔ (ڈان، 26 جولائی، صفحہ13)

XI۔ غربت اور غذائی کمی

اقوام متحدہ کی رپورٹ ''دی اسٹیٹ آف فوڈ سیکورٹی اینڈ نیوٹریشن ان دی ورلڈ'' کے مطابق گزشتہ سال تک دنیا میں 821 ملین افراد بھوک، غذائی عدم تحفظ اور غذائی کمی سے متاثر ہوئے۔ یہ مسلسل تیسرا سال ہے کہ ان متاثرین کی تعداد بڑھی ہے۔ غذائی عدم تحفظ میں ایک دہائی تک کمی کے بعد 2015 سے اس میں

اضافہ دیکھنے میں آیا ہے جبکہ اس میں کمی کرنا اقوام متحدہ کے پائیدار ترقیاتی اہداف 2030 میں شامل ہے۔ رپورٹ کے مطابق افریقہ میں غذائی کمی تاحال بڑے پیمانے پر موجود ہے جہاں تقریباً 20 فیصد آبادی غذائی کمی کا شکار ہے۔ ایشیا میں 12 فیصد اور لاطینی امریکہ اور کیریبین میں سات فیصد آبادی غذائی کمی کا شکار ہے۔ دوسری طرف غذائی عدم تحفظ کی وجہ سے دنیا کی دو بلین آبادی قحط سالی کا شکار ہورہی ہے۔ فاؤ کے مطابق ایسے بچے جو غذائی کمی کی وجہ سے نشوونما میں کمی کا شکار ہیں 2030 تک ان کی تعداد میں 50 فیصد کمی کا ہدف حاصل کرنے کے لیے کی جانے والی کوششیں ناکافی ہیں۔ اس وقت تقریباً 149 ملین بچے بھوک کی وجہ سے نشوونما میں کمی کا شکار ہیں۔ یہ رپورٹ فاؤ اور اقوام متحدہ کے دیگر اداروں بشمول عالمی ادارہ صحت کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 16 جولائی، صفحہ13)

XII۔ قدرتی بحران

سیلاب/ بارشیں

بھارت کے شہر ممبئی میں مون سون کی بھاری بارشوں نے تباہی مچادی ہے جہاں شدید بارشوں سے دیوار گرنے سے 21 افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ حکام نے شہر میں عام تعطیل کا اعلان کرتے ہوئے شہریوں کو گھروں میں رہنے کا مشورہ دیا ہے۔ آفات کی روک تھام و بحالی کے مقامی ادارے کے ترجمان تناجی کمبلے کا کہنا ہے کہ شہر کے قریب مٹھی دریا کے ساتھ رہنے والے 1,000 افراد کو علاقے سے نکال لیا گیا ہے کیونکہ دریا کا بند ٹوٹنے کا خدشہ ہے۔ اسکول و کالج بند ہیں اور 100 سے زائد پروازیں یا تو منسوخ کی جاچکی ہیں یا ممبئی سے کہیں اور موڑ دی گئی ہیں۔ ماحولیات کے لیے سرگرم کارکنوں کا کہنا ہے کہ حالیہ سالوں میں شہر کو بڑے پیمانے پر تعمیرات کی وجہ سے سیلاب سے خطرات بڑھ گئے ہیں۔ گزشتہ دہائی میں ممبئی کے زیادہ تر مینگروز کے جنگلات جو سیلابی پانی کے اخراج میں معاون ہوتے ہیں، اونچی عمارتوں کی تعمیر کے لیے ختم کردیے گئے ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 3 جولائی، صفحہ 6)

بنگلہ دیشی حکام کے مطابق ملک میں مون سون بارشوں اور سیلاب سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد 100

سے تجاوز کرگئی ہے اور ملک کے کئی حصوں میں سیلابی پانی کی سطح بڑھ رہی ہے۔ گزشتہ تین دنوں میں تقریباً 30 افراد ہلاک ہوچکے ہیں جس کے بعد مرنے والوں کی تعداد 114 ہوگئی ہے۔ زیادہ تر افراد سیلاب میں ڈوبنے سے ہلاک ہوئے ہیں جبکہ کچھ افراد مٹی کے تودے گرنے، سانپ کے کاٹنے اور آسمانی بجلی گرنے سے ہلاک ہوئے ہیں۔ 10 جولائی سے اب تک سیلاب سے پانچ ملین افراد متاثر ہوچکے ہیں۔ (ڈان، 27 جولائی، صفحہ 13)

XIII۔ مزاحمت

- ماہی گیری

بنگلہ دیش میں ہزاروں ماہی گیروں نے خلیج بنگال میں دو مہینے کے لیے شکار پر پابندی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے ہائی وے بند کردیا۔ ماہی گیروں کا کہنا تھا کہ مچھلیوں کی افزائش کے تناظر میں سمندر میں شکار پر 65 دنوں کی پابندی انھیں اس پیشے سے باہر کردے گی۔ عام طور پر شکار پر پابندی 20 مئی سے 23 جولائی تک ہوتی ہے۔ بنگلہ دیش گہرے سمندر اور ساحل کے ساتھ مچھلیوں کی افزائش کے لیے ہر سال ماہی گیری پر پابندی عائد کرتا ہے لیکن یہ پابندی طویل ترین دورانیے پر مشتمل ہے جس سے ماہی گیر آبادیاں ناراض ہیں۔ تقریباً 15 ملین افراد اس خطے میں بلواسطہ اور بلاواسطہ کئی بلین ڈالر کی ماہی گیری صنعت سے وابستہ ہیں۔ حکومت نے پابندی سے متاثرہ تقریباً 0.5 ملین ماہی گیر خاندانوں میں مفت چاول تقسیم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ماہی گیر رہنما کا کہنا ہے کہ یہ حکومتی امداد ناکافی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 10 جون، صفحہ 6)

- موسمی تبدیلی

یورپی یونین پارلیمنٹ کے عنقریب ہونے والے الیکشن کے موقع پر پورے یورپ میں ہزاروں نوجوانوں نے دنیا بھر میں عالمی حدت (گلوبل وارمنگ) کے خلاف اقدامات کے مطالبے کے لیے احتجاجی ریلیاں منعقد کی ہیں۔ جرمنی میں موسمی تبدیلی کے حوالے سے سب سے بڑا مظاہرہ ہوا جس میں 320,000 افراد جمع ہوئے۔ لزبن سے اوسلو تک بچوں اور جوانوں نے اسکولوں سے غیر حاضر ہوکر موسمی تبدیلی اور گرم ہوتی

دنیا میں پگھلتی برف، شدید ہوتے طوفان، سیلاب اور خشک سالی کے خلاف آواز اٹھائی۔ برلن میں ہونے والے مظاہرے میں سیاستدانوں کو پیغام دیا گیا کہ ''آپ کے بہانے ختم ہورہے ہیں، ہمارے پاس وقت ختم ہورہا ہے''۔ ایک اور پیغام میں کہا گیا کہ ''موسم تبدیل ہورہا ہے، ہم کیوں تبدیل نہیں ہورہے؟''۔ وارسا میں بھی تقریباً 1,000 طلباء مختصر وقت کے لیے سڑکوں پر لیٹ گئے جس کا مقصد علامتی طور پر یہ ظاہر کرنا تھا کہ مستقبل میں ہمارے ساتھ کیا ہوگا۔ تقریباً 15,000 احتجاجی مظاہرین نے پیرس میں بھی ریلی نکالی۔ موسمی تبدیلی کے خلاف اس مہم کا آغاز کرنے والی سویڈن کی 16 سالہ اسکول کی طالبہ گریٹا تھنبرگ (Greta Thunberg) نے اسٹاک ہوم میں تقریبا 4,000 حامیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم نے 20 سالوں میں کاربن کے اخراج میں آدھی کمی نہیں کی تو ہمیں اپنی بقاء کے حوالے سے بحرانات درپیش ہوں گے۔ (بزنس ریکارڈر، 25 مئی، صفحہ 6)

روٹس فار ایکوٹی کا تعارف

روٹس فار ایکوٹی ناانصافیوں کی شکار پسماندہ دیہی اور شہری آبادیوں کے ساتھ کام کرتی ہے جن میں چھوٹے اور بے زمین کسان، عورتیں اور مذہبی اقلیتیں شامل ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ پاکستان کی معاشی و سماجی ترقی حقیقی جمہوریت کے بغیر ممکن نہیں اور یہ تبدیلی آبادیوں کے متحرک ہوئے بغیر ناممکن ہے۔ یقیناً سماجی شعور اور سیاسی طور پر بیدار آبادیاں ہی اپنے لیے انصاف حاصل کرسکتی ہیں۔ روٹس فار ایکوٹی اس اصول پر سختی سے قائم ہے کہ وہ آبادیوں کے ساتھ مل کر سماجی، سیاسی، معاشی و ماحولیاتی انصاف کی جدوجہد میں اپنا حصہ ڈالے گی۔

ہمارا عزم

آبادیوں کو سماجی، سیاسی و معاشی اور ماحولیاتی انصاف کے حصول کے لیے مستحکم کرنا۔

ہماری منزل

ایک حقیقی جمہوری معاشرہ جو عوام کے استحصال، جبر اور ناانصافیوں سے مبرا ہو۔

حال احوال

روٹس فار ایکوٹی (Roots for Equity)
نے میزریور کے تعاون سے شائع کیا ہے۔

اے۔1، فرسٹ فلور، بلاک 2، گلشن اقبال، کراچی
فون : 00922134813320 فیکس: 00922134813321
بلاگ: http://rootsforequity.noblogs.org
ویب: Blog: www.pkmt.noblogs.org